UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226277
UNIVERSAL
LIBRARY

۲۰۸ ام

نِعم المولیٰ ونِعم النصیر

سُنی صاحب بے تکلف ملاحظہ فرمائیں۔

حق تالیف غیر محفوظ ہے

۲۰۸ ام

سُرمۂ خاموشی

بجواب مشرف علی خانصاحب الہ آبادی رسالہ

مسمّی بہ

سرمۂ خاموشی متضمن باین امر کہ تنازعہ سُنی وشیعہ کا قیامت میں کیا

مآل ہوگا۔ سید سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم ومغفور خلد

آشیان جنت مکان متوطن بہڑہ سادات واقعہ سادات

باہرہ ضلع مظفر نگر نے لکھا

نامی گرامی مطبع پنجاب پریس لاہور میں طبع گردید

CHECKED 1956
CHECKED 1957
Checked 1969
Checked 1966
کتب خانہ

1952

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پس از حمد خدا و نعت و منقبت جناب سید الانبیاء و شیر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیر پُر تقصیر سید سجاد حسین ولد سید محمد حسین مرحوم و مغفور غفر اللہ ذنوبہٗ و ستر عیوبہٗ ساکن موضع بہڑہ سادات ضلع مظفر نگر واقعہ سادات بارہہ اپنے برادرانِ ایمانی کی خدمت سراپا برکت میں عرض کرتا ہے کہ جب دسمبر ۱۸۹۴ء میں شیخ حبیب احمد صاحب سہارنپوری نے مذہب شیعہ اختیار کر کے اشتہار دیا اور تیس سوال درج اشتہار مذکور فرما کر یہ ظاہر فرمایا کہ جملہ معاملات مندرجہ سوالات اہل سنت کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں۔ اُس وقت حضرات اہلسنت کو تشویش ہوئی کہ یہ بیڈھب آگ لگی۔ ہر جاہل و

عاقل شیخ صاحب موصوف کے اشتہار اور اُن سوالات
کو دیکھ کر سر دُھنتا تھا کہ ہائے یہہ کیا غضب ہُوا۔ اگر
درحقیقت ہماری کتابوں میں یہہ سب باتیں موجود ہیں
تو پھر مذہب اہل سنت کی حقیقت ہی کیا باقی رہی۔ علمائے
سہارنپور نے جب ہر گلی و کوچہ میں یہہ غوغا دیکھا اور اپنے
ہم مذہبوں کے چہروں پر آثار اداسی نمایاں پائے تب
باہم یہہ منصوبہ کیا کہ اگر ہماری جانب سے بجواب اشتہار
شیخ حبیب احمد صاحب کوئی ندا و صدا نہ ہوئی۔ تو یہہ
خاموشی ایک آفتِ عظیم برپا کرکے عوام اہل سنت کی
کشتیٔ اعتقاد کو گرداب توہمات میں ڈالکر ساحل تشیع
سے ہمکنار کر دیئے گیئے۔ حضرات علماء نے اس موقع
پر سخت پیچیدگی اُٹھائی۔ اگر خاموش رہتے ہیں تو اہل سنت
بے بسی و کوتاہ دستی سے نمائے بچوں کی طرح آوارہ و پریشان
ہوئے جاتے ہیں۔ اور اگر قصد جواب فرماتے ہیں۔ تو
کوئی ایسی وجہہ نہیں پاتے جسکے بہروسہ پر شیعہ سے غُلبہ
ہوجائیں آخرکار انہوں نے راہ انکار اختیار کرکے
اپنے دینی بھائیونکی آتش تشویش پر چھینٹا ڈالکر اُس کے
شعلوں کو لپٹ مارنے اور سر بفلک ہونے سے باین

عنوان رد کا کہ علمائے سہارنپور و گنگوہ و دیوبند وغیرہ سے
تو کوئی شخص حبیب احمد صاحب کے سامنے خم ٹھونک کر نہ
کھڑا ہوا۔ ایک معمولی و جاہل و نافہم آدمی کیطرف سے جسکا
نام محمد امین ہے یہ چھاپدیا کہ تیسوں معاملات مندرجہ اشتہار
سے ایک بات بھی اہل سنت کی کتب میں موجود نہیں ہے اگر
شیعہ کتب اہلسنت سے اُن کا وجود ثابت کرسکتے ہیں تو بسم اللہ
دیر نہ لگائیں اپنے ہر ایک سوال کا ثبوت دکھائیں +

شیعہ کو کب تاب تھی۔ حقیر نے چونکہ خادم و کفش بردار شیعیان
مرتضوی ہے اُسیوقت ہر بیس نمبر مندرجہ اشتہار شیخ حبیب احمد
صاحب کا ثبوت بذریعہ اشتہار مستمی بہ آئینہ حق نما منجانب شیخ
فرزند علیصاحب ساکن بڈہانہ ضلع ہذا شایع کرکے یہ شرط لکھدی
کہ حضرات اہل سنت اگر ثبوت پیش کردہ کو بذریعہ کمیٹی باطل
فرمادیوین تو مبلغ پچیس ۲۵ ہزار روپیہ انعام لیویں۔ مگر نہایت
افسوس کے ساتھہ لکھا جاتا ہے کہ باوصف انقضائے مدت
متماوی آجتک منجانب اہل سنت کوئی جواب اشتہار مذکور
حسب شرایط و قیود نہ چھپا دو ایک حضرات نے اس میدان
میں گھوڑا دوڑانے کے لئے باگ اٹھائی مگر چونکہ شہسوار نہ
تھے۔ ایک ہی جست میں دھم سے نیچے آرہے۔ سب سے پہلے

ایک نئی جنگ یعنے جو لاہے کی مدار شرکت سے جن کا نام نامی الٰہی بخش ہے۔ جناب سید محمد احسن صاحب ساکن امروہہ نے ایک جواب مسمی بہ جواب باصواب تحریر فرمایا۔ لیکن سید ممدوح نے شرائط مندرجہ اشتہار آئینہ حق نما سے گریز و فرار کرکے کچھ ایسی راہ اختیار فرمائی کہ گویا اُس اشتہار کو ترچھی نگاہ سے بھی نہ دیکھا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ سید صاحب نے اُن تمام کتابوں کے نامعتبر ہونے کا اقرار فرمایا۔ جن کے نام معہ مؤلفین و مصنفین و مفسرین آئینہ حق نما میں دکھائے گئے تھے۔ وہ جواب باصواب جو کہ درحقیقت محض ناصواب بلکہ بہ مراحل دور راہ صواب تھا۔ جناب مستطاب معلی القاب سید مظہر حسن صاحب نقوی امروہوی کی نظر مبارک سے گذرا۔ اُنہوں نے جواب باصواب مذکور کے مقابلہ میں ایک رسالہ مسمی بہ حمایت الایمان تحریر فرماکر سید محمد احسن صاحب کے ہر ہر فقرہ کو ایسا توڑا جیسے کوئی جوان کسی ضعیف کی فقرات کمر کو توڑتا ہے۔ آئینہ حق نما کے ثبوت کو سید مقدم الوصف نے یہاں تک قابل اقتدار ثابت فرمایا کہ اُس کے باطل کرنے والے کو مبلغ ایک لاکھ روپیہ انعام کا وعدہ دیا۔ چونکہ اہل سنت کی قدیم الایام سے یہ عادت ہے کہ شیعہ کی کسی کتاب بلکہ ایک ادنے رسالہ کا بھی جواب دینا

خلاف سنت جانتے ہیں لہذا با وصف عدۂ انعام کثیر کسی چاریاری نے جواب نہ دیا۔ حیرت تو یہ ہے کہ سید محمد احسن صاحب اور اُن کے نفس ناطقہ کارگاہ نشین میاں جولاہے صاحب کو بھی باوصفیکہ اوسی قصبہ کے رہنے والے ہیں۔ حمیت نے نہ اُبھارا کہ لاکھ روپیہ لے کر جیب میں رکھیں اور مضامین حمایت الایمان کو باطل کرکے مذہب اہلسنت کا عام نظروں میں اقتدار بڑھائیں بعد سید محمد احسن اور اُنکے رفیق شفیق جولاہے صاحب کے ایک حضرت افغان کو جن کا نام نامی مشرف علیخان ہے مثل جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی الہ آباد میں جوش افغانیت آیا۔ کاش وہ اپنے جوش وخروش وغصہ افغانیت کو حمایت الایمان کے جواب میں صرف کرکے ایک لاکھ روپیہ لیکر ہم دنیا وہم آخرت کے مزے لوٹتے تو خوب ہوتا۔ لیکن افسوس ہے کہ اُنہوں نے باتباع سنت علمائے خود جواب لکھنے میں تو دوات وقلم پر زور نہ ڈالا۔ مگر اُسی محمد احسن صاحب کے گائے ہوئے راگ کو کچھ تال وسُر بدلکر گانا شروع کردیا۔ یعنی ایک اشتہار باین سُرخی (حضرات شیعہ کی طرف سے ۲۵ ہزار روپے کا جھوٹا اشتہار اہل سنت کے دو حرفی سوال سے جمیع حضرات شیعہ کا عجز) شایع فرمایا۔ چونکہ اس اشتہار میں مشرف علیخانصاحب نے بذیل

حضرات علمائے شیعہ اس جاہل محض و نابلدِ کوچۂ مناظرہ کو بھی
مخاطب فرمایا تھا۔ لہذا میں نے بجواب اشتہار مذکور ۲۸۔ اگست
سنہ ۱۹۰۵ء کو ایک طولانی خط بصیغہ رجسٹری بخدمت بابرکت جناب
مشہر صاحب مرسل کیا جسمیں تمام مضمون اشتہار کو بدلایل
باہرہ باطل کیا گیا تھا۔ اُس کا جواب مشہر موصوف نے بقولے
سوال آسمان وجوابِ ریسمان ۷۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو بصیغہ رجسٹری
عنایت فرمایا۔ نغمۂ بیوقت و صدائے بے ہنگام سمجھ کر حقیر نے
اس کو بھی رد کر کے ۲۰۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو جواب بھیجدیا مشہر صاحب نے
۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء مذکور کو پھر اُس کا جواب رجسٹری شدہ بھیجا
کہ زمان آش در کاسہ پُوچھو زمین کی۔ کہیں آسمان کی۔ میں
یقین کرتا تھا کہ اگر ہزار مرتبہ پٹھان صاحب کی تحریر کا رد کرونگا
تو وہ جواب ناصواب دینے سے نہ رُکینگے۔ کسی بڑھیا نے اپنے
بیٹے کو نصیحت کی تھی۔ کہ اے جان مادر مجمع میں ہمیشہ گفتگو کیجیے
جانا خواہ غلط ہو یا صحیح تیری باتیں سُنکر عقلاء تو یہ کہینگے کہ راہ حقیقت
سے محض بے خبر ہے اور جہلا یہ سمجھینگے کہ لونڈا بڑا بولنے والا ہے
بعینہٖ یہی حالت پٹھان صاحب کی ہے۔ میں کچھ عرض کرتا ہوں
اور وہ کچھ جواب دیتے ہیں بعد معاینہ ہر دو تحریرات ہر جاہل
و عاقل یہ یہی کہیگا جسکی پیشینگوئی بوڑھیا اپنے پیارے بچے کے

حق میں کر چکے تھے - الحاصل جبکہ فقیر نے دیکھا کہ خانصاحب بولنے سے ہرگز ہرگز بند نہ ہونگے اور برابر کاغذ سیاہ فرمائے جائیں گے نظر برآن ۷ - اکتوبر سنہ ۹۵ء کے خط کا انکو بخی طور پر کوئی جواب ندیا اور یہ تجویز کی کہ اسکو چھاپ کر تمام اگلی پچھلی کارروائی اہل دانش کو دکھا دون تاکہ ہر ذشعور پر ظاہر ہو جائے - کہ علمائے اہلسنت شیعہ کے سامنے بالکل عاجز ہیں - اور کسی بات کا جواب اطمینان بخش ان کی جانب سے نہیں ہو سکتا - اور جن جن اعتراضات کو شیعہ نے خلفاء کی ذات سے چسپان کیا ہے - وہ مرشدان سنیہ کے بدن سے ایسے چمٹے ہوئے ہیں کہ جیسے وصلی کے ورق ترتیب یہ رکھی گئی ہے - کہ پہلے شیخ حبیب احمد صاحب تازہ شیعہ کا اشتہار چھاپا گیا ہے - پھر شیخ محمد انیس سہارنپوری کا جواب زان بعد اشتہار آئینہ حق نما - پھر مولوی شرف علیخانصاحب کا اشتہار زان بعد وہ خطوط جو میرے اور مولویصاحب کے بالمقابل جاری ہوئے - سب سے آخر وہ خط ہے جس کو حقیر نے بجواب نوازشنامہ مرسلہ خانصاحب مورخہ ۷ - اکتوبر سنہ ۹۰ء ترتیب دیکر شایع کیا اور خانصاحب کی خدمت میں بمثل دیگر خطوط رجسٹری کے ذریعہ سے نہیں بھیجا - خانصاحب کا اصلی خط محررہ ۷ - اکتوبر میرے پاس بجنسہ موجود ہے - چونکہ وہ ایک طومار لاطایل فضول ولغو وعبث

وناکارہ ہے لہذا باین خیال نہیں چھاپا گیا کہ ناظرین کی قوتِ
نظری گھٹتے اور فضول وبیجا روپیہ صرف ہوتا اہل نظر بعد معائنہ
عریضہ حقیر مورخہ ۲۸ - اگست وجواب خانصاحب عطیہ ۲ ستمبر
خود انصاف فرما لینگے - کہ جناب خانصاحب کس حد تک
طاقت جواب رکھتے ہیں - اگر تحریر ۷ - ستمبر میں اُن سے کوئی
کارنمایاں ہُوا ہے تو ۷ - اکتوبر کی تحریر میں بھی ہُوا ہوگا ورنہ
نہیں چونکہ تمام ہندوستان کے علماء سنیہ سے کوئی شخص حسب شرائط
وقیود مندرجہ اشتہار آئینہ حق نما جواب نہیں دیسکا اور سب
دروازہ بند کرکے بیٹھ رہے - نظر بر آن اس رسالہ کا نام سرمہ
خاموشی رکھا گیا - ناظرین خوش آئین سے ملتمس ہوں کہ ۷ -
اکتوبر کے جواب کو ضرور ملاحظہ فرمائیں اس میں حقیر نے روداد
قیامت لکھی ہے - اور دکھلایا ہے کہ بالآخر سُنی وشیعہ کا کیا
حال ہوگا - ابتدائے سلسلۂ مناظرہ سُنی وشیعہ سے آج تک ایسی
دلچسپ ومطابق واقعہ تحریر قید قلم میں نہیں آئی انشاء اللہ
ناظرین بہت لطف اُٹھائینگے - میں فی الحقیقت ایک بیعلم
شخص ہوں - جس جگہ غلطی ہو قلم عفو سے اصلاح فرماکر دعاء
خیر سے یاد فرمائیں - حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولےٰ
ونعم النصیر ؛

اشتہار شیخ حبیب احمد صاحب متوطن سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جمیع علمائے اہلسنت و دیگر عمائد و ممتازین و روساء فرقہ موصوف نہایت ادب کے ساتھ التماس کرتا ہوں

حقیر:- کا مذہب قدیم اہل سنت والجماعت ہے مگر نحیف کو ابتدائے عمر سے کتب بینی کا شوق پیدا ہوا۔ جسکا بالآخر یہ نتیجہ نکلا کہ مذہب شیعہ کی حقیت ذہن نشین ہوگئی۔ مگر چونکہ میں ایک بڑے گروہ کا آدمی ہوں۔ جو کہ چند اعتبار سے ذیعزت گنا جاتا ہے۔ جوشِ سلسلۂ نسبی و اتحاد قومی مجھپر اسبات کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ جو وجوہات مذہب شیعہ کے حق ہونیکی میری طبیعت میں جاگزین ہوئی ہیں وہ ہی میرے ذی عزت اہل خاندان و دیگر حق شناسان کی طبایع صافیہ پر منقش ہوجائیں۔ اور اگر میں بمقتضائے سوء فہمی برسرخطا ہوگیا ہوں تو حامیان مذہب اہل سنت میرے اُس مایہ استدلال کو اٹھا دیوین جو کہ مذہب شیعہ کے حق ہونے پر بروئے تحقیقات خود جاگزین طبیعت کرچکا ہوں۔

اسبات کی تنقیح کے لئے بادی النظر میں یہ طریقہ سہل معلوم ہوتا تھا۔ کہ علمائے سنی وشیعہ میں گفتگو کرا کر پورا اطمینان اپنا کر لیا جائے۔ مگر عند المشورہ جناب مولانا ومقتدانا حامی دین وسید المرسلین السید مولوی **غلام حسنین** صاحب کنتوری نے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ ایسا جلسہ بے سروپا کرنے سے ممکن ہے کہ علمائے فریقین میں دوبدو گفتگو ہو کر بوجہ شرکت جہال ہر فرقہ کوئی نتیجہ خلاف مراد پیدا ہو۔ **لھذا** اس خیال کو چھوڑ کر دوسرا شائستہ قرینہ اختیار کرو۔ جسمیں امور بحث طلب معین ومحدود ہوں اور بہتر ہوگا۔ کہ جسطرح **موضع بہڑہ سادات** متعلقہ سادات باہرہ میں ہمنے جلسہ کیا تھا۔ اس قاعدہ پر چلو۔ تمہاری نظر میں جو معاملات اہم کہ قابل صحت ہوں۔ اُن کو حضرات اہل سنت کیخدمت میں پیش کر کے دوستانہ طریقے سے پوچھو کہ آخر کبھی وہ دن بھی آئیگا کہ مسلمان بیجا باتوں سے دست کش ہو کر اتحاد وبہبودی اختیار کر کے حصول عقبیٰ میں کوشش کرینگے۔ یا کہ اسی طرح بیفایدہ جھگڑتے رہینگے اگر وہ حضرات تمہاری درخواست منظور فرما کر آمادگی ظاہر فرمائیں تو عین مناسب ہے۔ بنابران حسب ہدایت مولانائے ممدوح **حقیر** منجملہ اُن بہت سی باتونکے صرف دو تین پیش کر کے مستدعی ہے کہ حضرات علمائے اپنا فرض منصبی سمجھکر براہ ہمدردی دین جواب

عنایت فرمائیں - تاکہ میں اوسکو بقدر فہم واستعداد خود امتیاز کرلوں
اگر میرا ذہن جوابات عطیہ اہل سنت کو قبول کرلیوے اور جو شکوک کہ
واقع ہوئے ہیں وہ اُٹھ جائیں تو خدائے پاک کی ضمانت سے کہتا
ہوں کہ اپنے مذہب قدیم پر نہایت استقلال سے کمربستہ ہوجاؤں گا
اور اگر میری کوتاہ فہمی یا وجوہ دیگر سے وہ جواب مبطل دلایل پیش کردہ
نحیف نہوں تو پھر اتحادی طریقہ سے دونوں دلایل کی جانچ کے لیئے
بہ نیک نیتی محض بنظر تحقیق حق اک مختصر جلسہ علماء فریقین با انضباط
عہدنامہ مثل دستورالعمل جلسہ **بہڑہ سادات** قائم کیا جائیگا - تاکہ
بحضور علماء ہر دو فرقہ وحکم غیر مذاہب نتیجہ آخر پیدا ہوکر مذہب حق ہر
کو رنظر پر مثل آفتاب نمایاں ہوجائے - سُنّی وشیعہ کے اختلافات کا
پورے طور پر بیان کرنا تو سواد تحریر کو طول دینا ہے - مگر دو چار
باتیں ایسی ہیں کہ جن پر تمام قضایا متفرّع ہورہے ہیں - ازانجملہ ایک
حضرات شیخین رضوان اللہ تعالے کا اثبات ایمان تا آخر عمر حضرات
اہلسنت ان بزرگواران کا دنیا سے باایمان اُٹھ جانا بیان فرماتے
ہیں اور اہل تشیع اس کے خلاف ظاہر کرتے ہیں دوسری اختلافات
شیعہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے بروز غدیر شاہ خیبر گیر کو اپنا جانشین
فرماکر حسب دستور زمانہ اُنکے سر اطہر پر دستار قایمقامی بندھوائی اہلسنت
فرماتے ہیں کہ حدیث غدیر سے خلافت ظاہر نہیں ہوتی - بلکہ

اس کا مطلب مشتمل بہ نصرت و محبت ہے ۔ بس انہیں دو باتوں کے
تصفیہ پر میرا اور نیز دیگر طالبان حق کا اطمینان منحصر ہے درباب
امر اول یعنی ایمان جناب شیخین تو وہی رسالہ پیش کرونگا جو کہ جناب
منشی سید سجاد حسین رئیس موضع بہڑہ سادات نے بوعدہ تبدیل
مذہب و عطائے مبلغ ایکہزار روپیہ کسی فاضل سُنّی المذہب کو دیا
تھا ۔ جسکے بطلان پر جلسہ موصوف میں منجملہ چند فضلائے اہلسنت کے
کسی ایک کو بھی مجال دم زدن نہوئی ۔ امر دوم یعنی خلافت کی
بابت کتاب مستطاب عبقات الانوار سے جلد اوّل و دوم
مسمّیٰ بہ حدیث غدیر ہے جسمیں اکابر علمائے اہلسنت کے اقرار سے
برّ دِ مضامین جناب شاہ عبدالعزیز دہلوی حدیث غدیر کا متواتر
اور صحیح و مثبت خلافت ہونا بعد ارتحال ختمی مرتبت ثابت کیا گیا ہے
بعد ملاحظہ التماس ہذا جو صاحب جوشِ دینداری سے بنظرِ حفاظتِ
مذہب قصد جواب فرمائیں لازم ہے کہ حقیر سے رسالہ مرتبہ سید
سجاد حسین صاحب منگالین اور مجلدات غدیر جو نکہ چھپ چکی ہیں
انکو ملاحظہ فرمائیں ۔ اگر چھ مہینے تک کسی گوشہ سے آواز نہ آئی تو
میں سمجھ لوں گا ۔ کہ اہل سنت اپنی ہی کتابوں سے خلفاء کا دنیا سے
با ایمان جانا ثابت کرنیمیں دست پاچہ ہیں و نیز حدیث غدیر کے
باطل کرنے سے بھی عاجز ہیں اوسوقت مجھکو ناگریز مذہب شیعہ

اختیار کرکے علمائے اہل سنت کا عجز شایع کرنا پڑیگا اسی حضرات
اہل سنت اگر تمہارا مذہب حق ہے تو خدارا مجھکو سنبھالو ورنہ اہلبیت
کا دامن ہے اور میرا ہاتھ ہے میں کبھی اغراض دنیا دنی سے
دولت عقبیٰ کو ضایع و برباد نکرونگا۔ اگر آپ مجلدات غدیر کے حجم
وضخامت و کثرت مضامین سے گھبرا کر جوابدہی پر آمادہ نہوں تو
رسالہ سجادیہ ہی کو باطل فرما دیجئے۔ جو کہ کلہم تیس بتیس ورق کا
ہے اور مطالب مندرجہ ذیل متعلق حدیث غدیر کو سوائے خلافت بلا
فصل کسی اور معنی پر ثابت فرما دیجے۔ وما علینا الا البلاغ

حالات متعلق بحدیث غدیر و دیگر معاملات حسب تسلیم علمائے کاملین اہل سنت جو کہ ذیل میں درج ہو کر جواب طلب ہیں

(۱) درباب اعلان خلافت حضرت امیرؑ صحابہ سے آنحضرت کا خوف کرنا
(۲) بحکم قرآن آنحضرت کا تبلیغ مولائیت حضرت امیرؑ بر مامور ہونا۔
(۳) ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰۰۰۰) صحابہ کی موجودگی میں آنحضرتؐ کا حضرت علیؑ کو خلیفہ بنانا
(۴) جناب عمر کا حضرت علیؑ کو خلافت کی مبارک باد دینا۔
(۵) امہات المومنینؓ و دیگر صحابہ کا حضرت علیؑ کو تہنیت خلافت دینا۔
(۶) بعد اعلان خطبۂ خلافت خدا کا تکمیل دین کی بشارت و دیگر رضامندی ظاہر کرنا
(۷) رسالت مآبؐ کا حضرت علیؑ کے سر پر عمامہ باندھنا۔ جسکو مولوی غلام

حسنین صاحب نے بحضور صدہا علما و جلسہ دستار بندی کانپور میں ثابت کر دیا

(۸) اس موقع پر مولا کے معنی بالضرور اولی بتصرف یعنی حاکم اُمت ہونا

(۹) روبرو ئے جناب بوبکر و عمر و دیگر صحابہ حضرت امیرؑ کا حدیث غدیر پر مستدل ہو کر خلافت بنوی میں اپنا استحقاق ثابت فرمانا۔

(۱۰) جناب سیدہؑ سے صحابہ کا یہ فرمانا کہ تم نے عہد غدیر کو بھلا دیا۔

(۱۱) عبدالرحمن وغیرہ ممبران شوریٰ کے روبرو حضرت علیؑ کا حدیث غدیر پیش کرنا۔

(۱۲) وقوع حدیث غدیر پر جناب امیرؑ کا صحابہ سے استشہاد فرمانا۔

(۱۳) منکرین مولائیت حضرت امیرؑ پر آنحضرتؐ کے سامنے عذاب الٰہی نازل ہوا۔

(۱۴) غدیر میں حسان ابن ثابت کا اشعار پڑھنا۔

(۱۵) رسالتمآبؐ کا حسان موصوف کو انعام دعا دینا۔

(۱۶) بوقت استشہاد حدیث غدیر کے چھپانے والوں پر امراض صعب مثل برص و جذام و گران گوشی لاحق ہونا۔

(۱۷) روز غدیر کے روزہ کا پانچ برس کے روزہ کے برابر ہونا۔

(۱۸) روز غدیر کا داخل عید ہونا۔

(۱۹) جناب فاطمہؑ کا فدک پر بروئے ہبہ دعوی کرنا۔

(۲۰) حضرت امیرؑ و حسنینؑ و ام کلثوم و ام ایمن کا وقوع ہبہ پر گواہی دینا۔

(۲۱) جناب خلیفہ اول کا بعذر عدم تکمیل شہادت بیانات گواہان کا رد کرنا۔

(۲۲) خلیفہ صاحب کا جناب فاطمہؑ کو سند فدک دینا اور خلیفہ صاحب دوم کا بیدر دیسے چاک کرنا۔

(۲۳) بعد چاک ہونے سند فدک کے سیدہ کا وراثتاً دعویٰ کرنا

(۲۴) جناب خلیفہ اول کا در باب عدم جریان وراثت انبیاءؑ حدیث بیان فرمانا۔

(۲۵) سیدہ کا اپنے باپ کے ترکہ سے محروم ہو کر خلیفہ اول سے ترک کلام کرنا۔

(۲۶) جناب سیدہؑ کا حضرت امیرؑ کو وصیت کرنا کہ ابوبکر میرے جنازے پر نہ آئے۔

(۲۷) خلفاء کا جیش اسامہ سے تخلف کر کے ہم نہیں کہہ سکتے کہ زبان آنحضرت صلعم سے کیا انعام پایا۔

(۲۸) نجات کا صرف اطاعت اہل بیت پر منحصر ہونا۔

(۲۹) جناب ابوبکر کا سیدہ کیساتھ سختی کرنیسے بوقت وفات خود افسوس کرنا۔

(۳۰) عمر کا جناب سیدہ کے گھر پر آگ اور لکڑیں لیجا کر سختی سے چلا چلا کر کہنا کہ اس گھر کو جلا دو اور اس گھر میں سوائے جناب امیرؑ

و فاطمہؑ و حسنینؑ علیہما السلام اور کوئی نہ تھا۔

ہر چند کہ یہ پرچہ عام نگاہوں سے گذریگا مگر خاص کر بذریعہ رجسٹری علمائے ذیل کے نام پر بھیجا گیا اور عام طور پر اُن علماء کے نام جو جلسہ دستار بندی کانپور میں تشریف لائے تھے

۱ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب سہارنپوری۔

۲ مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری۔ ..

۳ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔

۴ مولوی محمود حسنؒ صاحب مدرس دیوبند۔

۵ مولوی احمد حسنؒ صاحب مدرس مدرسہ امروہہ ضلع مراد آباد۔

۶ مولوی محمدؒ قاسم صاحب ساکن سنبھلہیڑہ ضلع مظفر نگر۔

۷ قاضی ریاض علی صاحب میرانپور ضلع مظفر نگر۔

۸ لا مراد صاحب مدرس مظفر نگر۔

الملتمس

اذل الکونین الشیخ حبیب احمد ولد شیخ حافظ احمد فضل

حق بانی مدرسہ اسلامیہ و مہتمم

مسجد جامع

سہارنپور

اشتہار محمد انیس صاحب بجواب اشتہار حبیب احمد صاحب

سہارنپوری جدید شیعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اے مان جائیگا ذہن نفیس
جو کچھ لکھ رہا ہے محمد انیس

بہت یہاں پہ ہیں مرد میدان نہاں + کہاں تمنے دیکھے ہیں زور آوراں

اے حق شناس یہ عاجز چند کلمات رکیکہ کو اپنے مافی الضمیر کا ترجمان بناکر آپ حضرات سے عاجزانہ مستدعی ہے کہ اس خاکسار کو حضرات شیعہ سے بوجہ ایک مطلب خاص کے بہت کچھ ارتباط رہا۔ اور انکے اقوال و افعال کو بہ نظر امتحان اچھی طرح جانچا اور اسکی وجہ سے بعض اہل حق نے اس خاکسار پر شیعہ ہونے کا گمان کیا۔ مگر میں اونکے احوال کو بخوبی جانچ چکا تھا میرے ذہن میں ایسے عقاید مخدوشہ کب جگہ پکڑ سکتے تھے میری نسبت ایسا خیال سوءظنی میں داخل تھا۔ میں راہ اہل سنت کو کہ جس نے قران مقدس کے ظل عاطفت میں نشوونما پایا ہے اور آفتاب

سے زاید روشن ہے کیونکہ ترک کرنا اب ایک اور تازہ سُنی
کہ ایک اشتہار اس عاجز کی نظر سے کہ جسکے راقم حبیب احمد صاحب
ملقب اذل الکونین ہیں اور جسکے کئی حصہ کذب و افترا سے مملو ہیں اور
اسمیں بہڑہ سادات کا حال بھی درج ہے گذرا سبحان اللہ کیا
اچھی بات ہے۔ پہلوتہی کریں علماء شیعہ اور کہا جائے کہ اہل سنت
نے گریز کیا شیخصاحب اب بھی وہ موقعہ ہوسکتا ہے آمادگی وعدم
آمادگی فریقین مباحثہ ظاہر ہوجاوینگے اور نیز آپکے سوالات کی اصلیت
بھی کھل جائیگی میں آپکو قسم دیتا ہوں کہ اگر آپ نے یہ اشتہار
محض بہ صدق دلی و دریافت صداقت مذہب جاری کیا ہے تو
آپ اپنے علما صاحبان کو طلب فرمائیے اور کسی مقام پر کسی تاریخ
معینہ پر باجازت عدالت مباحثہ کرائیے۔ اور انکی تشریف آوری
و مہمانداری کا تمام خرچ کا مین کفیل ہون پہلی کسی رئیس یا مہاجن کے
یہاں جمع کردیا جائے۔ مگر یہ نہو کہ وہ صاحبان تشریف لاکر مباحثہ
سے لیت و لعل کریں مثل بہڑہ سادات کے اگر ایسا ہوا تو آپ
ذمہ وار ہرجہ ہونگے اور ہمارے مولانا و مقتدا جناب مولوی
حبیب الرحمان صاحب نے بجواب آپکے اشتہار کے فرداً
فرداً اہل شیعہ کے سربرآوردگان کیخدمت میں بذریعہ ڈاک
جواب بھیجے مگر وہ صاحبان خاموش ہورہے بنابران یہ عاصی

اشتہار دہندہ و سرپرستان اشتہار دہندہ کیخدمت میں عرض کرتا ہے کہ علمائے سنت جماعت ایسے شخص سے کیا مخاطب ہوں جو خود آپ کو اذل الکونین لکھے اور جسکو معنی الفاظ بھی معلوم نہوں متفق علیہ ذلیل آخر کفار ہیں علاوہ ازیں متن اشتہار میں درج ہے کہ درصورت عدم جواب کے میرا ہاتھ اور دامن اہلبیت ہوگا۔ کیوں صاحب پہلے سے کس کا دامن تھا کیا پہلے سے مسلمان نہ تھے۔ سنت جماعت بھی جو اہل بیت سے محبت نکرے وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس واسطے جس شخص کے ایسے الفاظ ہوں اسکو علمائے اہل سنت کیا جواب دین۔ ان سوالات کے جوابات اگرچہ نہ میں مولوی نہ فاضل ہوں لیکن اپنے معلومات سے جواب لکھتا ہوں۔ مگر تم کو ان جوابات کی صحت بلا موجودگی علماء فریقین کیسے ہو اسواسطے دوبارہ عرض ہے کہ آپ جلسۂ مباحثہ قائم کرایئے اور اسکا کفیل خرچ میں ہونگا اور یہ اشتہار آپکا محض بغرض تبدیل مذہب ہے ورنہ یہ سوالات بالکل بے اصلیت اور افتراہیت سے مملو ہیں ناظرین کتب پر پہلے سے بخوبی ثابت ہے۔ اور اردو خوانوں پر اگر وہ چاہیں تو کتاب ہدایت الرشید کہ جسمیں جواب رسالہ قنطور یونی بھی موجود ہیں اور کتاب ہدایات الشیعہ و تحفہ اثنا عشریہ و آیات بینات سے اطمینان کرلیں شیخصاحب

دوسرونکے کندھون پر بندوق چلانا۔ اور عوام الناس کو مغالطہ میں ڈالنا آپ ہی سمجھ لیں۔ کہ کس کا شعار ہے۔

اس اشتہار میں اہلسنت کے علما سے دو امر دریافت کیے ہیں ایک شیخین کا باایمان رحلت فرمانا۔ دوسرا جناب امیرؑ کا خلیفہ بلافصل ہونا۔ اور اول میں بحالت ظاہری اہلسنت مدعی اور حضرات شیعہ منکر ہیں۔ لیکن نزدیک حقایق شناس کے امر اول بالعکس ہے یعنی حضرت شیعہ مدعی اور اہل سنت منکر۔ اول امر میں جو امور تنقیح طلب ہیں اُن کا طے کرنا ضرور ہے کہ امر حق ظاہر ہو اور طوفان بے تمیزی برپا نہو۔ لہذا اول وہی معروض ہیں واضح رہے کہ جس امر میں بحث واقع ہو اُن میں نشان دعویٰ اور حالت انکار کا جانچنا بہت ضروری ہے تاکہ ہر ذی حق کو اُسکا حق دیا جائے اور مسئلہ بحث مجادلہ جاہلانہ سے برطرف ہو۔ ایمان شیخین کی نسبت جو اہلسنت سے دریافت کیا جاتا ہے اوسکی بابت جو عرض کیا جاوے غور سے سنو اور کسی ذی ہوش سے دریافت کرو کہ یہ راست ہے یا کیا پوشیدہ نرہے کہ حدوث ایمان شیخین کا فریقین کے نزدیک مسلم ہے اور ظاہر ہے کہ ایمان کا سلب اوسکی رفع کرنیوالی شے سے ثابت ہوتا ہے تاوقتیکہ مضامین منافی ایمان شیخین میں نہ پائی جائیں وہی حدوث بقا کی دلیل رہیگا۔ اور جو فریق اوسکے خلاف ثابت

کرنا چاہیگا۔ اوسکو ایسے امور ثابت کرنے پڑینگے کہ جو منافی ایمان ہوں۔ پس باوجود ثابت ہونے ایک امر کے اوسکے امور منافی کا ثابت کرنا یہ شان مدعیانہ ہوگی یعنی اوسکو ایسے امور ثابت کرنے پڑینگے جو شیخین کے ارتداد پر دلالت کریں دونہ خرط القطاد لہذا ثبوت اس امر کا اہل شیعہ کے ذمہ ہوگا۔ اور اہل سنت کی شان اس محل پر منکرانہ ہوگی۔ اگر اہل شیعہ نے امور ارتدادی ثابت کر دیئے تو بقاء ایمان ثابت نہیں ہوسکیگا۔ اور جب ان حضرات سے یہ مضمون ثابت نہو سکے تو حدوث ایمان بقاء کی دلیل سمجھی جائیگی۔ اگر اہل شیعہ حدوث ایمان کے مقر نہوتے تو مطالب دلیل درست تھا۔ دوسرا امر جو اشتہار میں درج ہے اوسکا بار ثبوت بہ ہمہ وجوہ حضرات شیعہ کے ذمہ ہے اونکو واجب ہے کہ کسی حدیث مسلمہ اہل سنت سے خلیفہ بلافصل ہونا ثابت کریں۔ حدیث غدیر کی نسبت جو مضامین مشتہر کیئے ہیں وہ سراسر افتراء اور کذب محض ہے اول اُس اشتہار کی عبارت نقل کرکے اوسی کے ذیل میں جیسے کچھ اوسکی حالت ہی ظاہر کیجاتی ہے ۱۲ درباب اعلان خلافت حضرت امیرؓ صحابہ سے حضرت کا خوف کرنا۔) اسکی نسبت عرض ہے کہ یہ دروغ محض ہے۔ اسکو کسی حدیث اہل سنت سے ثابت کرو ۱۲ بحکم قرآن آنحضرت کا تبلیغ مولائیت حضرت امیر پر مامور ہونا) کسی قرآن مجید

کی آیت سے ثابت کرو کہ درباب مولائیت حضرت امیرؑ کی وارد ہوئی
ہے اور اہل سنت کی تفاسیر میں اوسکو تسلیم کیا ہے - اہل شیعہ کے
موضوعات کو پیش کرنا بے محل ہے ۳ ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ کی
موجودگی میں آنحضرتؐ کا حضرت علیؑ کو خلیفہ بنانا -) ہذا بہتان عظیم
اپنی طرف سے روایت ایجاد ہو اور اہل سنت کے مسلمات سے
قرار دیکر اوسکا جواب طلب کیا جاوے کیا اچھی جرات ہے ۴
عمر کا حضرت علیؑ کو خلافت کی مبارکباد دینا -) اہلسنت کے نزدیک
یہ مسلّم نہیں - حضرات شیعہ کا یہ افتراء ہے ۵ امہات المومنین و دیگر صحابہ
کا حضرت علیؑ کو تہنیت خلافت دینا -) یہ کذب صریح ہے اسکی کچھ
اصل نہیں - عوام الناس میں مضامین بے اصل مشتہر کرنا اہل فہم
کے نزدیک کس درجہ رسوائی کی بات ہے ۶ بعد اعلان خطبہ
خلافت خدا کا تکمیل دین کی بشارت دیکر رضامندی ظاہر کرنا)
یہ اہل سنت کے نزدیک مردود ہے اوسکو کسی تفسیر اہل سنت سے
ثابت کر دیجے - تاکہ حضرات شیعہ سے افتراء کا ایک ایسے محل سے
الزام اٹھ جائے - ۷ رسالتمآب کا حضرت علیؑ کے سر پر عمامہ
باندھنا جسکو مولوی غلام حسنین صاحب نے بحضور صدہا علماء جلسہ
دستار بندی کانپور میں ثابت کر دیا -) ہم نہیں مانتے کہ مولوی غلام
حسنین صاحب نے عمامہ یعنی دستار بندی خلافت برسر مجمع ثابت

کی ہو اگر ایسا ہوا ہے تو مہربانی فرما کے آپ دو چار علماء اہلسنت کے روبرو وہی ثابت کرا دیجے ۔ صدہا کے روبرو ثابت کریں اور دو چار کے بالمواجہ ثابت کرنے سے پہلو تہی ہو اہل انصاف غور کریں یہ کیا ماجرا ہے ۔

۸ اسموقع پر مولا کے معنی بالضرور اولی بہ تصرف یعنی حاکم امت ہونا) مولے کے معنی اولا بتصرف اہل شیعہ کے نزدیک ہونگے اہل سنت اسکو نہیں مانتے کسی دلیل سے ثابت کر دیجئے ۔ ۹ روبرو ابوبکر وعمر و دیگر صحابہ حضرت امیرؑ کا حدیث غدیر پر مستدل ہو کر خلافت نبوی میں اپنا استحقاق ثابت فرمانا) صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے روبرو ایسا استدلال جناب امیرؑ کیطرف سے پیش نہیں ہوا یہ ایجاد حضرات شیعہ کا ہے ۔ ۱۰ جناب سیدہ کا صحابہ سے یہ فرمانا کہ تم نے عہد غدیر کو بھلا دیا ۔) جناب سیدہ کے کلام کو ثابت کر کے اپنی مافی الضمیر کو ثابت فرمائیے ۔ اپنے خیالات سے یکسو ہو کر اہل سنت کی کسی کتاب کی سند پیش کیجے ۱۱ عبدالرحمان وغیرہ ممبران شوریٰ کے روبرو حضرت علیؑ کا حدیث غدیر کو پیش کرنا) حضرت عبدالرحمان وغیرہ کے روبرو دربارہ ثبوت خلافت بلافصل کوئی کلمہ جناب امیرؑ کی زبان سے نہیں نکلا اگر ایسا ہوا ہے تو ثابت کرو کہ کونسی کتاب اہلسنت سے نقل کیا ہے ۱۲ وقوع حدیث غدیر جناب امیرؑ کا صحابہ سے

استشہاد فرمانا) وقوع حدیث غدیر کے اہل سنت منکر نہیں اگر کہیں کسی کتاب اہلسنت سے انکار عظم ثابت ہو تو وہ ثابت کیجے ۱۳ منکرین مولائیت حضرت امیر پر آنحضرت کے سامنے عذاب الٰہی نازل ہوا) اگر ایسا ہوتا تو مسلک اہل حق کے خلاف نہ تھا کیونکہ جناب امیر کی مولائیت یعنے محبوبیت سے جو منکر ہے وہ مستحق عذاب کا ہے۔ مگر آنحضرت کے زمانہ برکات میں ایسا نہیں ہوا یہ اہل شیعہ کا افترا ہے ۱۴ غدیر میں حسان ابن ثابت کا اشعار پڑھنا) حضرت حسان کے اشعار کا ذکر اس محل پر بفائدہ ہے۔ اگر اُسے کچھ آپ کا مافی الضمیر ثابت ہوتا ہو تو ثابت کیجو۔ صرف اشعار کی سند مطلوب نہیں۔ اوسکو مطلب اصلی سے بھی لگاؤ ہونا چاہیئے۔ ورنہ مصرعہ بے محل ہے۔ چھیڑنی یاں عہد گل کی داستان۔ ۱۵ رسالت مآب کا حسان موصوف کو انعام دعا دینا) سرور کائنات کا حضرت حسان کو دعا دینا اہل شیعہ کے کس مطلب کا مفید ہے چونکہ وہ اشعار میں مشرکین کو جواب دیتے تھے۔ لہذا آنحضرت نے اونکو دعا دی اونکے مدعا سے اور اوس دعا سے کیا نسبت اگر ایسا ہے تو کتاب اہلسنت سے ثابت کیجیے ۱۶ بوقت استشہاد حدیث غدیر کے چھپانے والوں پر امراض صعب مثل برص و جذام و گرانی گوشی لاحق ہونا)

یہ غلط ہے ایسا نہیں ہوا اگر ایسا ہوتا۔ تو نہ حضرات شیعہ کے
کچھ مفید مطلب تھا۔ اور نہ اہل سنت کو کچھ مضر یہ بہتان محض
ہے ۔ ۱۷ روز غدیر کے روزہ کا پانچ برس کے روزوں کے
برابر ہونا) یہ دروغ بے فروغ ہے اہل سنت کے یہاں اسکی
کچھ اصل نہیں اپنی طرف سے ایک مضمون خیالی ایجاد کرنا اور اس
پر ثواب متفرع کرنا اور دوسرے جواب طلب فرمانا کس اہل عقل
کے نزدیک درست ہوگا ۔ ۱۸ روز غدیر کا داخل عید ہونا) روز
غدیر کو اگر عید قرار دیا جائے تو اصول اہلسنت کے مضر نہیں
مگر اسکا عید ہونا منجملہ اختراعات شیعہ ہے اہلسنت کے یہاں اسکی
کچھ اصل نہیں اگر سرور کائنات باصحاب کرام کے زمانہ میں اسکو
عید قرار دیا ہو تو کسی کتاب اہل سنت سے ثابت کرو اگر آنحضرت
کے زمانہ میں ثابت نہو۔ زمانہ خلافت جناب امیرؑ میں اسکا کچھ نشان
و دیگر کتاب اہلسنت سے ہو اور آپ صاحبوں سے یہ نہو سکیگا
۱۹ جناب فاطمہؑ کا فدک پر بروئے ہبہ دعوی کرنا) ہبہ کا دعوی
بہتان عظیم ہے اسکی اہل سنت کے یہاں کچھ اصل نہیں ۲۰
حضرت امیرؑ و حسنینؑ و ام کلثوم و ام ایمن کا وقوع ہبہ پر گواہی دینا)
ان حضرات بابرکات کی گواہی اہل سنت کی کتاب سے ثابت
نہیں یہ حضرات شیعہ کا بہتان ہے ۲۱ خلیفہ اول کا بعدم عدم

تعمیل شہادت بیانات گواہان کو رد کرنا) اسکا جواب نمبر ۲۰
سے واضح ہے جب شہادت پیش ہی نہیں ہوئی تو رد شہادت
کے کیا معنی مالکم کیف تحکمون ۲۲ خلیفہ کا جناب فاطمہؑ
کو سند فدک دینا اور خلیفہ دویم کا بیدر دیسے چاک کرنا) خلیفہ برحق
نے کوئی سند در باب فدک جناب سیدہؑ کو نہیں دی کہ جسکے چاک
کرنے کی نوبت آتی۔ یہ مضمون خیالی ہے اہل سنت کے یہاں
۲۳ بعد چاک ہونے سند فدک کے جناب سیدہ کا دراثتاً دعویٰ
کرنا) دراثتاً دعویٰ کرنے کو سند کے چاک کرنے پر متفرع کرنا
دروغ محض ہے۔ جب سند چاک بھی نہ کی تو یہ بات کس امر کی
دلیل ہے ۲۴ خلیفہ اول کا در باب عدم جریان وراثت انبیا
بیان فرمانا) صدیق اکبر کا بیان در باب عدم وراثت انبیا صحیح
تھا۔ جیسا کہ اہل شیعہ کی بعض کتب معتبرہ سے ثابت ہے اور بھی
اسکی تائید میں کتب اہل شیعہ سے شواہد موجود جنکو بنظر اختصار یہ
عاجز تحریر نہیں کرتا عند الضرورت ظاہر کیجائیگی ۲۵ سیدہ کا اپنے
باپ کے ترکہ سے محروم ہوکر خلیفہ اول سے ترک کلام کرنا)
جس حالت میں صدیق اکبر کا فیصلہ حسب روایت شیعہ درست
تھا تو ترک کلام کا الزام خلیفہ برحق پر بڑی بے انصافی
کی بات ہے۔ مصرعہ بشنو از دردگی غیر سبب را چہ علاج ۲۶

جناب سیدہ کا حضرت امیرؑ کو وصیت کرنا کہ ابوبکر میرے جنازے پر نہ آئے) یہ مضمون اہل سنت کے نزدیک ثابت نہیں بر تقدیر صحت ابوبکر پر کچھ اعتراض نہیں کیونکہ صدیق اکبر اوس فیصلہ میں حق پر تھے اس صورت ترک یا وصیت ہوا اونکا کیا قصور اونکا مسلک لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم تھا۔ ۲۷ خلیفہ جیش اسامہ سے تخلف کرکے ہم نہیں کہہ سکتے کہ زبان آنحضرت سے کیا انعام پایا) جب سرور کائنات نے حسب روایات اہلسنت ابوبکر کو مرض الموت میں اپنی جگہ امام بنایا تو آنحضرت نے اوسکے تخلف کو جائز رکھا اگر اہلسنت کے یہاں نیابت امامت آنحضرت کیطرف سے نہ ثابت ہوتی تو اہل شیعہ کا اعتراض قابل التفات تھا۔ اور بعد خلیفہ ہونے کے صدیق اکبر نے جو دین کو روشن کیا اور اسلامی فیض کو دیار حجاز سے لیکر دمشق تک پہنچایا اوسکے عوض میں وہ درگاہ خداوندی سے اوسی انعام پانے کے مستحق ہیں جو اللہ کے نزدیک اسد حق کے تائید کنندہ کیواسطے تجویز ہوچکا ہے ۲۸ نجات صرف اطاعت اہلبیت پر منحصر ہونا) نجات کا مدار بھی اطاعت اور اہل علم کی اطاعت ہے۔ انحصار اہل سنت کے نزدیک ثابت نہیں مگر وہ مضامین کہ جو اہل شیعہ نے اہل بیت کیطرف منسوب کر رکھے

ہیں وہ باعث گمراہی اور خلود فی النار کا سبب ہیں اُن کو
باعث نجات خیال کرنا خام خیالی ہے۔ چنانچہ بہت سے عقائد
اہل شیعہ کو قرآن مقدس رد فرماتا ہے اور یہ حضرات اُن عقائد
سے دست کش نہیں ہوتے ۲۹ ابوبکر کا جناب سیدہ کیساتھ
سختی کرنے سے بوقت وفات خود افسوس کرنا) ہرگز ابوبکر نے
وقت وفات اپنی طرف سے سختی کا اقرار نہیں کیا فاتوا بالکتاب
ان کنتم صٰدقین ۳۰ عمر کا جناب سیدہ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں
لیجاکر سختی سے چلاّ چلاّ کر کہنا کہ اس گھر کو جلادو اور اس گھر
میں سوائے جناب امیرؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ اور کوئی نہ تھا) اللہ سے
ڈرو کہیں آسمان نہ ٹوٹ پڑے۔ یہ آپ صاحبوں کا افتراء ہے
فاروق کیطرف اسے منسوب نہ کیجئے اگر سچے ہو تو اہل سنت کی
کتاب سے ثابت کرو کیا اچھا ہو کہ اہل شیعہ علماء شیعہ سے
مطالبہ کریں اگر آپ حضرات راستگو ہیں تو ہم کو اہلسنت کی
کتابوں سے ان منقولات کو دکھا دیجئے۔ بحث و مباحثہ منقول
عنہ سے نشان کیا عجب ہے کہ اس تحریر کو ملاحظہ فرماکر اہل شیعہ
اسکی طرف توجہ فرما دیں فقط۔

بنظر اختصار دو سوال ہدیۂ ناظرین ہیں دیکھیں کیا جواب ملے
وقت وفات آنحضرتؐ جب جبرائیل اپنی آمد و رفت کا خاتمہ بیان

کر گئے تھے جیسا کہ صاحب کلینی نے روایت کیا ہے تو پھر مصحف فاطمہؑ بوساطت جبرائیل کیونکر نازل ہوئی کہ جسکے نزول کو صاحب کلینی نے لکھا ہے ۔ دویم جناب امیرؑ نے اپنے زمانہ خلافت میں مال متروکہ میں وراثت جاری کیوں نفرمائی +

المشتہر

بکلام النفیس محمد انیس پسر منشی محمد ذکریا قوم شیخ انصاری

ساکن سہارنپور ممتحلات سہارنپور المرقوم ۲۷ دسمبر سنہ ۹۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ حق نما

عام حضرات اہل سنت آگاہوں کہ جناب مستطاب معلی القاب امیر الامراء العظام عالیخاندان والا دودمان حامی دین سید المرسلین پیرے امیر المومنین الشیخ حبیب احمد صاحب صدیقی نے ماہ دسمبر سنہ ۹۴ء میں مذہب اثنا عشری کو تمام فرقہ اسلامیہ میں منتخب کرکے ایک اشتہار بدین مضمون شایع کیا تھا کہ میں

اپنی تحقیقات سے مذہب شیعہ کو حق سمجھ چکا ہوں اگر کوئی صاحب
منشی سید سجاد حسین صاحب متوطن بہڑہ سادات کے اس رسالہ
کو باطل کرکے کہ جسپر موضع بہڑہ سادات ضلع مظفرنگر میں مناظرہ
ہوکر بالآخر علمائے اہلسنت کو سکوت ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر و عمر
کا دنیا سے باایمان اُٹھ جانا اور معاملات غدیر کا سوائے خلافت
بلافصل کسی اور معنی پر محمول ہونا ثابت فرما دیوین تو مین سُنی
رہونگا ورنہ شیعہ ہوجاؤنگا شیخ صاحب ممدوح نے یہ بھی لکھدیا
تھا۔ کہ جو صاحب قصد تحریر جواب فرمائیں لازم ہے کہ ہم سے
رسالہ سجادیہ منگوائیں و مطالب مندرجہ جلد ثانی حدیث غدیر کو
جسمیں بروایات ثقات اہل سنت جناب امیر کا روز غدیر بحکم
خداوند قدیر خلیفہ بلافصل ہونا بشرح و بسط تمام بتلایا گیا ہے دیکھ لیں اور دونوں
باتوں کا تحریری جواب دین تاکہ بروئے پنچایت جسمیں علمائے
فریقین کے ساتھ فضلاء غیر مذہب حاکم ہونگے ہر دو تحریر کی
جانچ کرا کر نتیجہ شایع کیا جائیگا۔ احتیاطاً بنظر آگاہی عامۃ الناس
معاملہ غدیر وغیرہ کو بتفصیل مختصر تیس (۳۰) نمبروں پر لکھا گیا تھا۔
جسمیں اٹھارہ (۱۸) نمبر تک کا تعلق خطبہ غدیر سے تھا اور بارہ (۱۲) نمبر
جناب شیخین کی اُن مہربانیوں سے علاقہ رکھتے تھے جو کہ رسول
اکرم کی پارہ جگر کیساتھ اُسوقت اُن مزرگواران سے واقع

ہوئیں تھیں۔ جبکہ وہ فرش ماتم پر بیٹھکر بصد درد و جگری مصروف
آہ و نالہ تھیں۔ مگر نہایت افسوس کیساتھہ ظاہر کیا جاتا ہے
کہ بتقلید سلف صالحین خود علماء دیوبند و گنگوہ و سہارنپور وغیرہ نے
شیخ صاحب موصوف کے اشتہار کو معاینہ فرماکر وہی عمل فرمایا
جو کہ تمام ہندوستانکے علماء تحفہ و منتہی الکلام و آیات بینات و ہدیۃ الشیعہ
وغیرہ کے متعدد جوابات دیکھکر کرچکے ہیں وہ کیا (سکوت سکوت سکوت)
مگر آفرین بلکہ صد تحسین جناب شیخ محمد انیس صاحب سہارنپوری
پر کہ اُنھوں نے تیس (۳۰) نمبرونکے مضامین دردانگیز حیرت
خیز کو بنگاہ تعجب دیکھکر غالباً یہ قیاس کرلیا کہ ایسی باتیں جنسے
خلفاء کا جبر و ظلم اور شاہ ولایت کی خلافت بلافصل پایۂ ثبوت
کو پہنچ سکے ہماری کتابوں میں ہرگز منقول نہونگی لہذا قطعی
انکار کردیا کہ کسی کتاب تفسیر و حدیث اہل سنت میں یہ مطالب
مندرج نہیں علماء کو بلاؤ مناظرہ کراؤ ہماری کتابوں سے
اپنے دعوی کا ثبوت دو اسکا تو شکریہ ادا نہیں ہوسکتا کہ
مجیب باتمیز نے خلاف سیرت علماء خود جواب دینے میں
قدم بڑھایا مگر اسبات پر ملال ظاہر کیا جاتا ہے کہ اُن کو
اردو عبارات سے مطالب حاصل کرنے کی پوری قابلیت
نہیں کاش وہ اردو دان ہوتے تو حسب استدعا جناب

شیخ صاحب موصوف مندرجہ اشتہار مذکور رسالہ سجادیہ و مطالب
غدیر کا جواب مرتب کرکے برائے جانچ و پڑتال پیش کرتے۔ چونکہ
ذی عزت مجیب نے اپنے جواب میں جسکو انکار نامہ کہنا بیجا نہ
ہوگا۔ صاف لکھدیا ہے کہ شیخ حبیب احمد اور اونکے سرپرستان
پر واجب ہے کہ بنا پر مناظرہ قائم کرکے اپنے دعوی کو ہماری
کتب سے ثابت کریں نظر بر آن مجھکو بھی مخاطب بننے کا اچھا
موقع مل گیا۔ بنا بران بخیف محققانہ و منصفانہ طور پر اس
معاملہ میں تنقیح نکالنا ہے کہ آیا وہ سب باتیں جن پر
منجانب بخیف انکار ہوا ہے کتب اہل سنت میں بصراحت
درج ہیں یا نہیں اور بصورت درج ہونے یا نہونے کے بحق
فریقین کیا نتیجہ ہوگا۔ واضح ہو کہ جن تیس (۳۰) نمبروں کی بابت
جناب شیخ حبیب احمد صاحب نے کتب سنیہ میں موجود ہونے
کا دعوی پیش فرمایا ہے اگر وہ مضمون درحقیقت کتب اہلسنت
میں نہ پائے گئے تو پھر علمائے شیعہ سے زیادہ زمانہ میں کوئی
کاذب و مفتری نہ پایا جائے گا۔ اور اگر اہل سنت کی سندی اور
معتبر کتابوں میں سچے راویوں کے بیانات سے تصریح وہ مضامین
دکھائے گئے تو اسوقت حضرات منکرین کو جناب امیرؑ کا خلیفہ
بلافصل اعتقاد کرنا اور حضرات خلفاء کو بحق آل محمد صلعم ظالم

وجابر سمجھنا لازم ہوگا۔ دھنے۔ جولاہے۔ نائی۔ دھوبی
تیلی۔ تنبولی۔ گنجڑے۔ قصائی۔ نیچہ بند اور نان بائی
اور دیگر اسلام کی چھوٹی قومیں چونکہ عموماً سُنی ہوتی ہیں
بوجہ اپنی جہالت و بے علمی کے نہ کبھی کچھ سمجھے اور نہ سمجھینگے
مگر حقیر حضرات شیخ صاحبان و افاغنۂ ذیشان سرخیل
سنیان کیخدمت باسعادت میں بصد ادب گذارش کرتا
ہے کہ برائے خدا و رسول و حضرت غوث الثقلین اس تیرہ
سو برس کے اوجھے مسئلہ کو کہ جس نے اسلام کو درہم و برہم
کرکے ضعیف و مادہ مفاسد گوناگون کردیا ہے سلجھائیں۔ زمانہ
دولت انگلشیہ کی پُرعدل و داد حکومت سے بہت اچھا
موقع دے رہا ہے کہ مسلمان دوستانہ طریقہ سے بلا خیال جدل
و پرخاش مذہبی خرابیوں سے پاک ہوکر اتفاق و محبت سے
آرام بسر کریں +

تنبیہ (۳۰)
تیس نمبرہائے مندرجہ اشتہار مذکور کا ثبوت کتاب
مستطاب جلد دوم حدیث غدیر و تشیید المطاعن سے بدین نمط
پیش کرتا ہوں کہ ہر نمبر کے محاذ میں کتب موصوفہ بالا کے صفحات
کہ جنمیں وہ مضمون درج ہیں لکھے دیتا ہوں اور نیز سب نمبر کے
سامنے اُن علمائے اہلسنت کی تعداد بھی ہندسوں میں لکھدی

گئی ہے کہ جنہوں نے اُس نمبر کے مضمون کو بیان کیا ہے
اور دو دو چار چار علماء کے نام بھی معہ کتب ظاہر کیئے ہیں تاکہ
تلاش کنندہ کو ہر مضمون کا بآسانی پتہ لگ جائے مناسب ہے کہ
حسب نشان صفحات دونوں کتابوں سے مضمون متعلقہ نمبر کو
برآمد فرماکر اسماء علماء و عبارات کتب و توثیق صاحب کتب کو
اُن کتابوں سے ملائیں کہ جن کے حوالہ سے وہ عبارتیں لکھی
گئی ہیں اگر کتب محولہ میں ان عبارتوں کا پتہ نہ چلے تو بنا کمیٹی
جانچ قائم فرمائی جاوے جسمیں پانچ علمائے شیعہ و پانچ علمائے
اہل سنت و ایک عالم غیر مذہب عربی دان ممبران جانچ
ہوں اگر اس عنوان سے یہ بات ثابت کرا دیگئی کہ علماء شیعہ
نے غلط طور پر کتابوں کے حوالے دیئے ہیں تو مبلغ پچیس (۲۵۰۰) ہزار روپیہ
اسکو بطور شکریہ دیا جاویگا جو کہ حضرات اہلسنت سے ایسی کمیٹی
مقرر کرنے پر کمر بستہ ہوگا۔ یہ بھی اطمینان دلایا جاتا ہے کہ
بصورت مغلوبیت اہل سنت سے ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ لی
جائیگی۔ البتہ جو صاحب انعقاد کمیٹی جانچ کے متکفل ہوں
ان پر واجب ہوگا کہ حسب پسند حقیر اپنے پانچ علماء کا ملیں سے
کہ جنکے نام نامی بوقت ضرورت ظاہر کرونگا اسات کا وثیقہ
رجسٹری کرا دیویں کہ اگر اہل سنت کو کمیٹی جانچ میں رسالہ سجادیہ

کے پاس کرانے اور حوالہائے جلد غدیر شدید المطاعن کے مطابق
ہونے میں ناکامی ہوئی تو ہم مذہب شیعہ اختیار کرینگے ۔ زر
مذکورۃ الصدر کا بکفالت جائداد ازاد وثیقہ رجسٹری کرادینا
بذمہ شیخ ہے یہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ ۳ ستمبر ۱۹۱۷ء کو منشی
سید سجاد حسین صاحب مقدم الوصف نے بنام نامی جناب
مولوی محمود حسن و مولوی محمد خلیل مولف ہدایات الرشید و مولوی
منصف علی و مولوی غلام رسول صاحبان مدرسان مدرسہ
دیوبند و حاجی احمد علی صاحب مدرس سہارنپور و ملا مراد صاحب
مدرس مظفر نگر ایک خط رجسٹری شدہ بمیعادی ۳ ماہ کہ جسکو
اب چھ مہینے گذر گئے باین مضمون ارسال فرمایا کہ اگر آپ
اپنے فاضل مذہبی کی اوس تحریر کو جسکے نہ دیکھنے سے بروز مناظرہ
تبدیل مذہب سے انکار فرمایا تھا ۔ ہمارے رسالے کا مبطل
ثابت کرا دیویں یا کہ بصورت غلط ہونے اُس جواب کے آپ
حضرات کوئی دوسرا جواب عنایت فرماکر ہمارے رسالہ کو باطل
فرمائیں ۔ تو بعد اوصدور روپیہ دیا جائیگا ۔ مگر افسوس ہے
کہ کسی نے جواب تک عنایت نفرمایا ۔ اگر اب بھی باوصف
وعدہ زرکثیر کے کسی جانب سے پذیرائی نہوئی تو سخت
مقام تاسف ہوگا ۔ میں امید کرتا ہوں کہ حق طلبان علماء

دین کیجئے مست ہیں درخواست تو کی بہر ہار کر کے ضرور ضرور بالضرور
آمادہ فرمائینگے + والسلام

ثبوت از جلد دوم جشن غدیر جسکے صفحات کا نشان دیا جاتا ہے

نمبر شمار	عبارات مضامین مشتہر و تشریح جملہ مضامین	تصریح بثبوت از کتب اہل سنت
۱	در بارہ اعلان خلافت حضرت امیرؑ صحابہ سے آنحضرتؐ کا خوف کرنا۔	اس واقعہ کو خدائے پاک نے قرآن شریف میں بلفظ واللہ یعصمک من الناس فرمایا ہے اور چار علمائے ذیل نے لکھا ہے صاحب حبیب السیر و صاحب کتاب اربعین و ابن مردویہ بکتاب مناقب و جلال الدین سیوطی بتفسیر درمنثور دیکھو پہلے حصہ جلد غدیر کو از صفحہ ۵۴۴ لغایت ۵۴۸ +
۲	بحکم قرآن آنحضرتؐ کا تبلیغ مولائیت حضرت امیرؑ علیہ السلام پر مامور ہونا۔	۲۲ کس علماء از انجملہ فخر الدین رازی بہ تفسیر کبیر و جلال الدین سیوطی بہ تفسیر درمنثور و بدر الدین محمود

نمبر شمار	عبارات مضامین مشتہرہ شیخ حبیب صاحب	تصریح بثبوت از کتب اہل سنت
۲		بن احمد العینی بکتاب عمدۃ القاری شرح بخاری دیکھو حصہ اول جلد غدیر از صفحہ ۴۶۹ لغایت ۵۴۵ -
۳	ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰۰۰۰) صحابہ کی موجودگی میں آنحضرتؐ کا حضرت علیؑ کو خلیفہ بنانا -	سبط ابن جوزی بکتاب تذکرہ خواص الامۃ -
۴	عمر کا حضرت امیرؑ کو خلافت کی مبارکباد دینا -	۳۲ - علماء از انجملہ فخر الدین رازی بہ تفسیر کبیر و صاحب صواعق محرقہ و صاحب زین الفتی دیکھو حصہ دوم از جلد ثانی از صفحہ ۳۲۳ لغایت ۳۲۸ +
۵	امہات المومنین و دیگر صحابہ کا حضرت علیؑ کو تہنیت خلافت دینا -	حبیب السیر و معارج النبوۃ و روضۃ الصفا دیکھو صفحات مندرجہ نمبر (۴)

نمبر شمار	عبارت مضامین مشتہرہ شیخ حبیب احمد صاحب	تصریح ثبوت از کتب اہل سنت
۶	رسالت مآب کا حضرت امیرؑ کے سر پر بروز غدیر عمامہ باندھنا جسکو جناب مولوی غلام حسنین صاحب نے بحضور صدہا علماء جلسہ دستار بندی کانپور میں ثابت کر دیا۔	۱۳۔ عالم از انجملہ ملا علی متقی بکتاب کنز العمال و صاحب فرائد السمطین دیکھو حصہ دوم جلد ثانی از صفحہ ۳۰۳ لغایت ۳۰۷ ۔
۷	بعد اعلان خطبہ خلافت خدا کا تکمیل دین کی بشارت دیکر اسلام سے رضامندی ظاہر کرنا	۶۔ عالم از آنجملہ ابراہیم بن المؤید بن عبد اللہ الحموینی بکتاب فرائد السمطین دیکھو حصہ اوّل جلد ثانی کا صفحہ ۴۸ ۵ لغایت ۴۷ ۵ ۔
۸	اس موقع پر مولےٰ کے معنی بالضرور اولیٰ بتصرف یعنی حاکم اُمت ہونا۔	۴۰۔ عالم از انجملہ ابن جوزی بہ تفسیر زاد المسیر و ابو الحسن علی بن احمد الواحدی بہ تفسیر وسیط دیکھو حصہ اول جلد دوم از صفحہ ۲۴۶ لغایت ۳۹۶
۹	روبرُوے ابوبکر و عمر دیدۂ صحابہ حضرت امیرؑ کا حدیث	حسین میبذی بکتاب فوائح واسعد بن ابراہیم بن الحسن بن علی الحنبلی

نمبر شمار	عبارت مضامین مشتہرہ شیخ حبیب احمد صاحب	تصریح ثبوت از کتب اہلسنت
۹	غدیر پر مستدل ہو کر خلافت نبوی میں اپنا استحقاق ثابت فرمانا	بکتاب الاربعین دیکھو حصہ اول جلد ثانی از صفحہ ۶۰۷ لغایت ۶۰۹۔
۱۰	جناب سیدہ کا صحابہ سے یہ فرمانا کہ تم نے عہد غدیر کو بھلا دیا۔	شمس الدین محمد جزری بکتاب اسنی المطالب دیکھو حصہ دوم جلد مذکور از صفحہ ۲۰ لغایت ۲۰۱۔
۱۱	عبدالرحمن وغیرہ ممبران شوریٰ کے روبرو حضرت علیؑ کا حدیث غدیر کو پیش کرنا۔	مغازلی بکتاب مناقب دیکھو حدیث طیر کا صفحہ ۳۲۷۔ وکتاب روضۃ الاحباب۔
۱۲	وقوع حدیث غدیر پر جناب امیرؑ کا صحابہ سے استشہاد فرمانا۔	۴۴۔ عالم از انجملہ ابن المغازلی بکتاب مناقب دیکھو حصہ دوم جلد ثانی از صفحہ ۴۴ ۔ لغایت ۱۵۵۔
۱۳	منکرین مولائیت حضرت امیرؑ پر آنحضرتؐ کے سامنے عذاب آسمانی نازل ہونا۔	۱۸۔ عالم از انجملہ صاحب تفسیر ثعلبی دیکھو حصہ دوم جلد مذکور از صفحہ (۱) لغایت ۱۲۳۔

نمبر شمار	عبارات مضامین مشتہرہ شیخ حبیب صاحب	تصریح ثبوت از کتب اہل سنت
۱۴	غدیر میں حسان بن ثابت کا اشعار پڑھنا	۸ عالم از انجملہ سبط ابن جوزی بکتاب تذکرہ خواص الائمہ دیکھو حصہ اول جلد مذکور از صفحہ ۵۷۴ لغایت ۵۹۷
۱۵	رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسان موصوف کو انعام دعا دینا۔	دیکھو صفحات مندرجہ نمبر ۱۴۔
۱۶	بوقت استشہاد حدیث غدیر کے چھپانے والوں پر امراض صعب مثل برص وجذام لاحق ہونا	۵۔ علماء ذیل صاحب کتاب اسد الغابہ وعبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند وابن کثیر بتاریخ خود وصاحب کتاب انسان العیون وشواہد النبوۃ ملا جامی دیکھو حصہ دوم جلد غدیر از صفحہ ۱۳۳ لغایت ۱۴۵ *
۱۷	روز غدیر کے روزہ کا پانچ برس کے روزوں کے برابر ثواب ہونا۔	سید علی ہمدانی بکتاب مودۃ القربیٰ واخطب خوارزم بکتاب مناقب دیکھو حصہ اول جلد غدیر از صفحہ ۵۷۳ بغایت ۵۷۴ *

نمبر شمار	عبارات مضامین مشتہرہ شیخ حبیب احمد صاحب	تصریح ثبوت از کتب اہل سنت
۱۸	روز غدیر کا داخل عید ہونا	تابع نمبر ۱۷ -

ثبوت از تشیید المطاعن معہ نشان صفحات

۱۹	جناب فاطمہؑ کا فدک پر بروئے ہبہ دعوی کرنا	۲۵ - عالم از انجملہ عبد الکریم شہرستانی بکتاب ملل ونحل وصاحب تفسیر کبیر وصاحب شرح مواقف وصاحب حبیب السیر وصاحب صواعق محرقہ صفحہ ۲۲۵ لغایت ۲۷۹ -
۲۰	حضرت امیرؑ وحسنینؑ وام کلثومؑ ولام ایمنؑ کا وقوع ہبہ پر گواہی دینا -	دیکھو کتب مندرجہ نمبر ۱۹ -
۲۱	خلیفہ اوّل کا بعذر عدم تکمیل شہادت بیانات گواہان کا رد کرنا -	علماء مندرجہ نمبر ۱۹ و ۲۰ لکھتے ہیں کہ ابو بکر نے بعذر عدم تکمیل شہادت ہبہ کی مقدمہ کو خارج کر دیا

نمبر شمار	عبارات مضامین مشتہرہ شیخ حبیب احمد صاحب	تصریح ثبوت از کتب اہل سنت
۲۲	خلیفہ اول کا جناب فاطمہؑ کو سند فدک دینا اور خلیفہ دوم کا بید دیسے چاک کرنا۔ زان بعد ہبہ کی تحقیقات کرنا۔	صاحب کتاب انسان العیون و سبط ابن جوزی بتاریخ خود حسب روایت امام زین العابدین علیہ السلام دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۹۰ و ۲۹۱۔
۲۳	بعد چاک ہونے سند وڈسمسی مقدمہ ہبہ سیدہؑ کا وراثتاً دعوے کرنا۔	کل علماء اہل سنت کو تسلیم ہے کہ منجانب سیدہ وراثتاً دعویٰ ہوا اور جیسکہ شق سند اور وقوع دعویٰ ہبہ حسب ثبوت نمبر ۱۹ و ۲۱ ثابت ہو گیا تو سایل اول کا یہ لکھنا کہ بعد چاک ہونے سند ورجوع دعویٰ ہبہ کے وراثتاً دعویٰ ہوا کچھ بیجا نہو گا جس پر مجیب معترض ہے۔
۲۴	خلیفہ اول کا در باب عدم جریان وراثت انبیاء حدیث بیان فرمانا۔	یہ مضمون تسلیم ہے۔

نمبر شمار	عبارات مضامین مشتہرہ شیخ حبیب احمد صاحب	تصریح ثبوت از کتب اہل سنت
۲۵	سیدہ کا اپنے باپ کے ترکہ سے محروم ہو کر خلیفہ اوّل سے ترک کلام کرنا جناب سیدہ کا حضرت امیرؑ کو وصیت کرنا کہ ابوبکر میرے جنازے پر نہ آئے	بخاری و مسلم مگر مجیب کو تسلیم ہے کہ جناب فاطمہؑ خود بخود رنجیدہ ہو گئی تھیں۔ چنانچہ یہ مصرع لکھا ہے ع بشنو از زردگی غیر سبب را چہ علاج صحیح مسلم و روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ و حبیب السیر وغیرہ۔
۲۷	خلفا نے جیش اسامہ سے تخلف کر کے ہم نہیں کہہ سکتے کہ زبان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا انعام پایا۔	دیکھو مطاعن جناب ابوبکر میں طعن جیش اسامہ جس میں کتب ذیل سے اتنی باتیں ثابت لیگئی ہیں۔ اوّل جناب ابوبکر و عمر کا غلام زادہ کی ماتحتی سے کراہت کر کے آنحضرتؐ پر معترض ہونا۔ دوم معترضین پر آنحضرتؐ کا بشدت غصہ فرمانا۔ سوم صحابہ کی سرتابی سے حضرت کو بیماری میں اذیت پہنچنا۔ چہارم متخلفان لشکر اسامہ پر

نمبر شمار	عبارات مضامین مشتہرہ شیخ حبیب احمد صاحب	تصریح ثبوت از کتب اہل سنت
۲۷		آنحضرتؐ کا لعنت فرمانا روضۃ الاحباب ومدارج النبوۃ فتح الباری شرح بخاری وشرح مواقف وملل ونحل وقسطلانی شرح بخاری ملاحظہ طلب ہے
۲۸	نجات کا صرف اطاعت اہل بیتؑ پر منحصر ہونا۔	دیکھو تحفہ کی یہ عبارت۔ پس معلوم شد کہ پیغمبر ما را حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ یعنی قرآن و اہلبیتؑ جس سے انحصار ثابت اور قرآن و اہلبیتؑ ایک۔
۲۹	ابوبکر کا جناب سیدہؑ کیساتھ سختی کرنے سے بوقت وفات خود افسوس کرنا۔	تاریخ طبری ومنتخب ملا علی متقی ومروج المذہب مسعودی وکنز العمال۔
۳۰	عمر کا جناب سیدہؑ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لیجا کر سختی سے چلا چلا کر کہنا کہ اس گھر کو جلا دو اور اس گھر میں سوائے	۱۶۔ عالم از انجملہ صاحب تاریخ واقدی وتاریخ طبری وبلاذری وصاحب کتاب استعاب وابن عبد ربہ بکتاب العقد وکتاب روض المناظر وکنز العمال ملا علیؒ

نمبر شمار	عبارت مضامین مشتہرہ شیخ احمد حبیب صاحب	تصریح ثبوت از کتب اہل سنت
۳۷	جناب امیرؑ و فاطمہؑ و حسنین اور کوئی نہ تھا۔	منتقی وغیرہ۔ تنبیہ:۔ اس نمبر پر مجیب نے بڑا شور مچا کر لکھا ہے کہ قہر خدا سے ڈر کہیں آسمان نہ ٹوٹ پڑے۔ دیکھئے بعد ثابت ہونے اس واقعہ جانگداز و قصہ ہوشربا کے کس پر آسمان ٹوٹتا ہے۔

مضمون متعلق نمبر (۷) و (۸)

گروہ اہلسنت کے ایک ایسے جلیل القدر عظیم الشان عالم کا قول نقل کرتا ہوں

جنکو حضرات اہلسنت امام مانتے ہیں۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ اپنی کتاب سر العالمین میں ارشاد فرماتے ہیں +

واجمع الجماهير على متن الحديث من خطبه في يوم غدير خم بالاتفاق الجمع۔ وهو ليقول من كنت مولاه فعلي مولاه

فقال عمر بخ بخ یا ابو الحسن لقد اصبحت مولای کل مومن و
مومنۃٍ فھذا التسلیم و رضیٰ و تحکیم ثم بعد ھذا غلب
الھویٰ لحب الریاست و حمل عمود الخلافتِ و عقود النبوۃ
و حفقان الھویٰ فی قعقعۃ الرایات و اشتباک ازدحام
الخیول و فتح الامصار فسقاھم کاس الھویٰ فعادوا الی
الخلافت الاول فنبذوہ وراء ظھورھم و اشتروا بہ
ثمنًا قلیلا فبئس ما یشترون ۔ خلاصہ کلام امام غزالی یہ ہے
کہ متن خطبہ یوم غدیر یعنی من کنت مولاہ فعلی مولاہ پر جمیع
علماء کا اتفاق ہے ۔ جناب عمر کا مبارکباد دینا صاف طور
پر اس بات کی رہنمونی کرتا ہے کہ انہوں نے خلافت و
حکومت مرتضوی کو برضاء و رغبت تسلیم کر لیا تھا ۔ مگر ان
بعد حب جاہ ریاست اس عہد غدیر کو توڑ کر راہ مخالفت اختیار
کی غایت ہوا پرستی و نفسانیت سے اپنی حالت قدیم پر عود کر کے
تمام باتونکو پس پشت ڈالکر اپنا جوہر ایمان نہایت ارزان
اور کم قیمت چیز پر بیچ ڈالا اور اسکے بدل میں بہت بری
شے خریدی ۔ یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ سبط ابن جوزی نے
کتاب تذکرہ خواص الائمہ میں بھی مضمون بحوالہ سر العالمین
بیان فرمایا ہے اور علامہ ذہبی نے کتاب میزان الاعتدال

میں سراج العالمین کا از جملہ تصانیف امام موصوف ہونا تسلیم کیا ہے

مضمون متعلق نمبر ۳

وہ حضرات سادات عظام جو کہ سنی المذہب ہو کر بصد مدد فاطمی ہونے کا دعوے کرتے ہیں اپنی جدہ کے سبب وفا تو ضرور ملاحظہ فرمائیں

اے ناظرین باتمکین اک ایسا واقعہ دردخیز و عبرت انگیز حوالہ قلم کرتا ہوں۔ جسکے معاینہ کرنے سے ممکن نہیں کہ سچے مسلمان کا دل و جگر مونہہ کو نہ آئے اور خصوصاً سادات کا خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ کیونکہ دونوں قسمیں جناب فاطمہؑ کی اولاد میں معدود ہیں شیعہ سید تو اپنی جدہ مکرمہ کے مظلومہ ہونے پر متیقن ہو کر پہلے ہی سے اشک خونین بہا رہے ہیں اور ممکن نہیں کہ جیتک ظالمان آل محمدؐ کا تصفیہ منتقم حقیقی کے دفتر میں نہ دیکھ لیں۔ زخم جگر التیام پذیر ہو مگر سنی سادات چونکہ سیدہ محترمہ کے مظلوم نہونے پر حضرات اہلسنت سے بھی کچھ زیادہ اصرار فرما رہے ہیں اُن پر لازم بلکہ واجب ہے کہ مضامین مندرجہ نمبر مذکور و حالات ذیل کی تحقیقات پر کمربستہ ہو کر اپنے علماء سے بہزار استبداد و اصرار مستدعی ہوں

کہ اس مسئلہ کو بمقابلہ شیعہ صاف کر دیں۔ وہ مضمون جانگداز ہے
یہ شہرستانی نے ملل ونحل و ابن عبد ربہ نے کتاب العقد اور
امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے
خلافت کے جھگڑے میں جناب سیدہ کے شکم مبارک پر اس
زور سے ضرب شدید پہنچائی کہ محسن معصوم شکم مادر میں تڑپ
کر مر گئے عبارت ملل ونحل یہ ہے ان عمر ضرب لبطن
فاطمۃ یوم البیعۃ حتی القت المحسن من بطنہا وکان
یصیح احرقوا الدار بمن فیہا وما کان فیہا غیر علی وفاطمۃ
والحسن والحسین عبارت کتاب العقد و میزان
الاعتدال ان عمر رکض بطن فاطمۃ حتی سقط المحسن
من بطنہا بکتاب معارج النبوۃ یہی سبب وفات جناب سیدہ
لکھا ہے۔ مجیب نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ تحفہ و آیات بینات
ومنتہی الکلام و ہدیۃ الشیعہ و ہدایات الرشید کو دیکھلو۔ جواباً گذارش
ہے کہ تمام شیعہ و نیز سائل اول نے خوب اطمینان کر کے اونکی
غلطی پر درجہ یقین کر لیا ہے۔ بنظر آگاہی عام حضرات اہل سنت
عرض کیا جاتا ہے کہ تحفہ موصوف کے بارہ باب ہیں بحمد اللہ
مدت مدید ہوئی کہ کل ابواب کے جوابوں سے الماریاں پُر ہیں
آج تک کسی عالم اہل سنت کو اُنکے مقابلے میں قلم اٹھانے کی جرأت

نہیں ہوئی اور نہ بظاہر تا قیامت ممکن ہے۔ ذرا اُن جوابوں کے
مختصراً نام بھی سُن لیجئے۔ تزہۂ اثنا عشری بارہ ۱۲ جلد تشئید
المطاعن ۳ جلد۔ صبقات تیس ۳۰ جلد۔ ذوالفقار۔ بوارق صوارم
الہیات۔ تقلیب المکائد۔ جواہر عبقریہ۔ طعن الرماح وغیرہ
منتہی الکلام کا جواب استقصاء الافحام تین جلد۔ آیات بینات کا
جواب رمی الجمرات ۳ جلد۔ ہدیۃ الشیعہ کا جواب تحفۃ الاشعریہ
جسکے مصنف جناب مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ
بصدیت جناب سیدہ علیہ السلام بجرم تبدیل معانی قرآن حسب
فتاوی سنیہ وشیعان میں نہیں کہہ سکتا مگر صاحب تحفۃ الاشعریہ
نے لکھا ہے کہ کافر تجویز ہوئے۔ دیکھو ورق آخر تحفۃ الاشعریہ
مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی جسپر چند علماء کی مہریں ثبت ہیں۔ ہدایات
الرشید۔ تحفہ ومنتہی الکلام وآیات بینات وغیرہ سے ماخوذ ہیں
جسکے متعدد جوابوں کا نام آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اگر حضرات اہلسنت
کتاب موصوف میں کوئی ایسا مسئلہ اہم جو کہ تحفہ ومنتہی الکلام وغیرہ
یا کہ اُنکے جوابات متذکرہ میں نہ مذکور ہوا ہو لکھا جانا یقین فرماتے
ہیں براہ کرم گستری ان امور جدید کی فہرست مشتہر کرادیں انشاء اللہ
جواب دیا جائیگا۔ تعجب ہے کہ حضرت مجیب نے جناب خان
والاشان مولوی جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی کی کتاب

اظہار الہدیٰ کا جو کہ بطور مسئلہ انوار الہدیٰ کا جواب ہے کیوں
نہ ذکر فرمایا ورنہ ہم نہایت ادب سے گذارش کرتے کہ خان
موصوف بھی غایت جوش ایمان سے حضرت امیر کی کرامات
وخرق عادات وقوت احیائے اموات کو جو کہ مسلمہ اہل اسلام ہے
جوگیوں اور اتیتوں اور شعبدہ بازونکی افسون گری سے تشبیہ دے کر
اپنے ہی چند علماء کے دست مبارک سے تازیانہ کفر کھا بیٹھے
دیکھو ورق آخر کتاب معیار الہدیٰ مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی یہ بھی
واضح ہو کہ حضرت مجیب نے دو سوال بھی بطلب جواب پیش فرمائے
تھے۔ اہل درباب انکشاف حقیقت حال مصحف فاطمہؑ وثانی
بایں معنی کہ حضرت امیرؑ نے بوقت خلافت خود متروکات بنوکیں
دست اندازی کیوں نہ فرمائی۔ جواباً گذارش ہے کہ سوالات
متذکرہ میں حضرت مجیب ہی متفرد نہیں بلکہ متکلمین اہل سنت
یہ اعتراض وارد کرکے نہ یک بار دو بار بل بارہا جواب پا چکے
ابھی ابھی جناب مولوی احتشام الدین صاحب مراد آبادی
صاحب نصیحۃ الشیعہ رسالہ روشنی نمبر ۲ سے جواب باصواب
پا چکے ہیں سوال دوم کا جواب اجوبہ تحفہ وبنتی الکلام۔ آیات
بینات وغیرہ میں ملاحظہ طلب۔ کاش حضرت مجیب کو سوائے اپنے
مکانکی چہار دیواری سے بیرونی مکانات کی وضع وقطع اور ترکیب

عمارات پر اطلاع ہوتی تو غالباً ایسی روشنی باقوتے کے پوچھنے
پر مبادرت نفرماتے والسلام

اطلاع

جناب شیخ حبیب احمد صاحب نے جو اپنے اشتہار میں درباب ایمان
جناب شیخین تذکرہ فرمایا ہے اُس کا یہ مطلب ہے کہ حضرات اہلسنت
چونکہ مدعی ایمان حضرات موصوفین ہیں اور منشی سید سجاد حسین
صاحب نے بربنا صحیحین اُنکا منافق ہونا ثابت فرمایا ہے لہٰذا
وہ دلایل اُٹھا دیئے جائیں اُس پر مجیب صاحب یہ تحریر فرماتے
ہیں کہ امر اوّل یعنی ایمان جناب شیخین کی نسبت بحالت ظاہری
اہلسنت مدعی اور حضرات شیعہ مُنکر ہیں لیکن نزدیک حقایق
شناس کے امر اوّل بالعکس ہے۔ یعنی حضرات شیعہ مدعی و
اہلسنت مُنکر یہ عجیب انصاف ہے کہ ایک شخص ہدایت طلب و
حق جو کے مقابلہ میں منطقی جھگڑا پیش کرکے جو کہ درحقیقت غلط بیہی
ہے۔ اصل مطلب گم کر دیا جائے اے حضرات اہل سنت آپ
کا ایک ہم مذہب پوچھتا ہے کہ الزام نفاق مندرجہ رسالہ
سجادیہ کا ابطال کرکے معہ معاملات غدیر وغیرہ میرا اطمینان
فرما دیجئے۔ اس غریب کے مقابلہ میں اس جھمیلے کی چہ میگوئیاں

کہ ثبوت اس امر کا ذمہ شیعہ ہے اور اہل سنت کی شان اس محل پر منکر از نہایت تعجب انگیز ہے۔ بخاطر داشت مجیب ہمنے اس مضمون خاص کیلئے کہ اس جگہ مدعیانہ و منکرانہ حیثیت عقلاً و انصافاً کس کیلئے ہونی چاہیئے۔ جداگانہ اک طویل رسالہ ترتیب دیا ہے جسکو انشاء اللہ کمیٹی جانچ میں پیش کرینگے براہ بندہ نوازی کمیٹی جانچ کیلئے معاہدہ مرتب فرما کر تدیس (۳۰) نمبرہائے مذکور کا ثبوت ہم سے لیجئے۔ رسالہ سجادیہ منگا کر جواب تیار فرمایئے۔ سوائے اسکے کہ اب بقاعدہ مناسب مناظرہ ہو آپ کیلئے اور کوئی جواب دینا ہمارے ہاں مقبول نہ ہوگا۔

المکلف

بندہ فرزند علی بن خورشید علی بدھانوی ضلع مظفر نگر

حال وارد سپہا محلہ انصاریان

۱۹۔ ماہ مبارک

سنہ ۱۳۱۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرات شیعہ کیطرف سے ۲۵ ہزار روپے کا جھوٹا اشتہار

اہل سنت کے دو حرفی سوال سے جمیع حضرات شیعہ کا عجز

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد واضح ہو کہ جب حضرات شیعہ کی طرف سے مذہبی چھیڑ چھاڑ بہت بڑھ گئی تب اسوقت اہل سنت والجماعت کیطرف سے ایک عام اشتہار بعنوان "سوال از جمیع علماء شیعہ" چند مرتبہ الہ آباد سے چھپکر عالم میں شایع کیا گیا جسمیں تمامی حضرات مجتہدین وعلماء شیعہ سے خطاب کرکے یہ استدعا کیگئی تھی کہ آپ حضرات کوئی ایسی دلیل قطعی غیر محتمل التاویل بتائیں جس سے صرف ایمان جناب امیرؓ (نہ دیگر صحابہ) اس طور سے ثابت ہوتا ہو۔ جس میں خوارج ونواصب کو اس قسم کے احتمالات پیدا کرنیکی گنجایش نہو جس قسم کے احتمالات حضرات شیعہ اُن دلایل میں پیدا کرتے ہیں۔ جو اہل سنت وجماعت کی جانب سے ثبوت ایمان وفضائل جناب شیخینؓ ودیگر صحابہ میں پیش ہوتے ہیں باوجودیکہ اس سوال

کو شایع ہوئے مدت دراز گذری اور حضرات مجتہدین و علماء شیعہ
نے اسکے جواب کیلئے کوئی دقیقہ فکر اور کوشش کا اُٹھا نہ رکھا۔
لیکن کوئی جواب واقعی کسی صاحب سے آجتک بن نہ پڑا۔ حضرات
شیعہ کے اس عجز و سکوت نے نہ صرف مذہب تشیع کی وقعت
واقعی کو ظاہر کیا بلکہ اکثر خاندانی اور موروثی متعصب شیعوں کو اپنے
مذہب میں متزلزل کر دیا۔ جب حضرات شیعہ اس سوال کے
جواب سے ہر طرح مجبور اور عاجز ہوئے اور کوئی تدبیر نظر نہ آئی
تو بالآخر وہی اپنی پُرانی چال اختیار کی اور اس زعم سے اپنی
جان بچانے کیلئے بمقابلہ اہل سنت و جماعت پہلے ایک اشتہار منجانب
شیخ حبیب احمد صاحب ساکن سہارنپور اور پھر ایک دوسرا اشتہار
منجانب منشی فرزند علیؑ صاحب ابن خورشید علیؑ صاحب ساکن قصبہ
بڈھانہ ضلع مظفر نگر شایع کرایا جسمیں وہی چند پُرانی باتیں جنکو اُن کے
بڑے بڑے علماء کتابوں میں لکھ چکے ہیں اور اہل حق کی جانب سے
صدہا بار جوابات مُسکتہ پا چکے ہیں تحریر کریں اور ایک محض بے اصل
اور بالکل خلاف واقع بات یہ لکھی کہ مناظرہ بھیڑہ سادات میں
علماء اہلسنت نے رسالہ سجادیہ کو دیکھکر سکوت کیا اور جلسہ
دستار بندی کانپور میں جناب مولوی سید غلام حسنین صاحب
مجتہد شیعہ نے واقعۂ عمامہ بندی جناب امیرؑ بہ ثبوت خلافت ثابت

فرمایا۔ اشتہار ثانی میں جناب مشتہرہ صاحب نے بڑی عالی ہمتی اور فیاضی سے یہ بھی وعدہ فرمایا ہے کہ بشرط مغلوبیت اپنے مبلغ ۲۵ ہزار روپیہ اہل سنت کو ادا کرینگے جلسۂ کمیٹی جانچ منعقد ہو علمائے فریقین اور علمائے غیر مذہب پنچ مقرر کیئے جائیں حضرات اہل سنت ہم سے ثبوت لیں۔ اور اپنا جواب پیش کریں جناب مشتہر صاحب جنکے اوپر بار ثبوت ہے بڑی مضبوطی کیساتھ یہ وعدہ فرماتے ہیں کہ براہ بندہ نوازی کمیٹی جانچ کے لئے معاہدہ مرتب فرماکر تیس (۳۰) نمبر ہائے مذکورہ (اشتہار) کا ثبوت ہم سے لیجئے۔" پھر جس شکل سے ثابت کرنے کا وعدہ کرتے ہیں اسکی تصریح ایک جگہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ "اگر اہل سنت کی سندی اور معتبر کتابوں میں سچے راویوں کے بیانات سے بتصریح وہ مضامین دکھائے گیے تو اسوقت حضرات منکرین کو جناب امیرؑ کا خلیفہ بلا فصل اعتقاد کرنا اور حضرات خلفاء کو (معاذ اللہ) بحق آل محمدؐ ظالم و جابر سمجھنا لازم ہوگا۔" پھر اہلسنت کو مضامین اشتہار کے جواب شایع کرنیسے بدیں الفاظ مبالغت بھی فرماتے ہیں کہ سوائے اسکے کہ اب بقاعدۂ مناسب مناظرہ ہو آپ کیلئے اور کوئی جواب دینا ہمارے یہاں مقبول نہ ہوگا۔" اس اشتہار کی جو اصل حقیقت ہے وہ ہم اپنے قلم سے کیوں لکھیں لیکن جس نے فریقین

کی کتب مناظرہ کو محققانہ نظر سے دیکھا ہوگا۔ اور فی الجملہ عقل سلیم رکھتا ہوگا۔ وہ دیکھتے ہی سمجھ لیگا کہ یہ اشتہار محض کذب سراسر اور دروغ ہمہ تن جھوٹ عوام کے دھوکا دینے کا حیلہ ناسمجھونکے بہکانے کا وسیلہ کھلا کھلا فریب اور پورا پورا مغالطہ ہے۔ جناب مشتہر صاحب اور انکے سرپرست جن امور کے ثابت کرنیکا وعدہ اور اقرار فرماتے ہیں۔ وہ انشاء اللہ قیامت تک بھی ثابت نہ کر سکینگے۔ اہل حق کو ایسے مہملات اور خرافات کی طرف متوجہ ہونے اور اپنے اوقات گرانبہا کے ضایع کرنے کی کوئی حاجت نہ تھی۔ لیکن محض بنظر اتمام حجت اور بخیال اسکے کہ "دُر دغلور اتا بخانہ باید رسانید" ہم نے بہت خوشی اور رضامندی سے اس امر کو قبول کیا کہ حسب خواہش جناب مشتہر صاحب اونکے اشتہار کے مضامین باطلہ کا جواب شایع نہ کیا جائے۔ بلکہ جلسۂ کمیٹی میں جناب مشتہر صاحب اپنے دعوی کو اپنے قول کے مطابق ثابت کریں اور ہم سے جواب لیں اور دونوں کو ممبران کمیٹی سے جانچ کرائیں۔ تاکہ حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے۔ چنانچہ ہم نے پہلے ایک قطعہ خط بذریعہ جوابی رجسٹری نمبری ۴۴۹ مہری ڈاکخانہ چوک الہ آباد۔ تاریخ ۲۰ مئی ۱۸۹۵ء کو اور پھر ایک دوسرا خط بذریعہ جوابی رجسٹری نمبری ۵۷۲ مہری ڈاکخانہ مذکور تاریخ ۱۰۔ جون ۱۸۹۵ء کو جناب منشی

فرزند علی صاحب مشہر موصوف کے پاس روانہ کیا جنکی رسیدیں
مہری ڈاکخانہ و دستخطی جناب مشہر صاحب موصوف ہمارے پاس
موجود ہیں ہمارے اُن خطوط کا خلاصہ مضمون یہ تہا کہ آپ رسالہ
سجادیہ (جو ہنوز چھپکر شایع نہیں ہوا ہے) حسب وعدہ اپنے روانہ
فرمائیں - ہم مع جواب حاضر خدمت ہوتے ہیں جلسۂ کمیٹی جانچ
منعقد ہو - آپ اپنے دعوی کو ثابت فرمائیں اور پھر ہم سے جواب
لیں - اور دونوں ممبران کمیٹی سے جانچ کرائیں اور مبلغ ۲۵
ہزار روپیہ جنکو بشرط مغلوبیت اپنے اہل سنت کو ادا کرنے کا
وعدہ فرماتے ہیں کسی بنک میں جمع کر دیں اور ایک دستاویز
باضابطہ تحریر کر دیں - لیکن واضح رہے کہ اگر آپ اور آپ کے
سرپرست - مضامین مندرجہ اشتہار کو اپنے دعوی کے مطابق
اہل سنت کی سندی اور معتبر کتابوں میں سچے راویوں کے
بیانات سے بتصحیح نہ دکھا سکے - تو آپ جھوٹے اور کاذب اور
مغلوب اور عاجز سمجھے جائینگے - اور مبلغ ۲۵ ہزار روپیہ اُسیوقت
آپ سے وصول کر لیے جائینگے - اور ہم "منکرین" کو کوئی حاجت
نہوگی کہ آپکے دعوی غیر ثابت شدہ کا رد کریں - یا یہ دکھائیں
کہ جو حوالے آپ نے دیئے ہیں وہ غلط ہیں یا کیا - عقل اور انصاف
اور اصول مناظرہ اور قانون کا مقتضا یہی ہے کہ پہلے دعوی ثابت

کر لیا جاتا ہے۔ تب مخالف سے جواب لیا جاتا ہے جس دعوی کے ثابت کرنے سے مدعی خود ہی قاصر اور عاجز ہو جاتا ہے۔ اُسکے مقابلہ میں جواب کی حاجت نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ آپ حضرات اس اشتہار کے ذریعہ سے سوالی اہل سنت سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں۔ سو یہ ناممکن ہے۔ سب سے پہلے آپ اسکا فیصلہ کر دیجئے کہ آیا آپ کے علماء کوئی چھوٹی موٹی بحث دلیل سہی۔ مگر حسب شرائط سوال پیش کر سکتے ہیں یا بالکل عاجز ہیں اگر پیش کر سکتے ہوں تو ہمیں سے پوچھکر بتائیے کہ فلاں دلیل ہے اور اگر عاجز ہوں تو ویسا ارشاد فرمائیے۔ ہم کو امید ہے کہ آپ ان شرائط کی تعمیل کر کے ہم کو بہت جلد اطلاع دینگے۔ تاکہ ہم مع جواب حاضر خدمت ہوں اور حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے۔ ہم منتظر بیٹھے ہیں۔ اب صرف آپ کے آمادہ ہو جانے کی دیر ہے۔ فقط

لیکن افسوس ہے کہ جناب مشتہر صاحب اور اُنکے سرپرستوں نے یہ سمجھکر کہ اگر کہیں کمیٹی کی نوبت آئی تو اُنکے مذہب کی پوری قلعی کھل جائیگی۔ اور انکا سارا جھوٹ اور فریب اور کید اور مکر ظاہر اور عیان ہو جائیگا۔ حواس نکل بھاگے اور حضرات کے ہوش و حواس گم۔ عقل دنگ۔ زبان گنگ ہو گئی۔ جناب مشتہر صاحب

اور اُن کے سرپرستوں سے ہم پوچھتے ہیں کہ جب آپ سمجھے ہوئے تھے کہ اہل حق کے مقابلے کی تاب کسی طرح نہ لا سکینگے تو پھر کس برتے پر ایسا دعویٰ کرنے چلے تھے۔ عوام کے بہکانے کیلئے ۲۵ ہزار روپیہ کا جھوٹا اشتہار شایع کرنا اور بروقت آنا دگی اہل حق کے نکل بھاگنا آپ ہی فرمائیں کس کی شان ہے حضرت مشہر صاحب اور انکے سرپرستوں کو اگر کچھ بھی شرم اور حیا ہوگی تو اب بھی بعد تعمیل شرائط مذکورہ بالا اپنے دعویٰ کو اپنے قول کے مطابق ثابت کرکے اور ہم سے جواب لیکر دونوں کو ممبران کمیٹی سے جانچ کرائینگے اور میدان سے ہرگز مونہہ نہ موڑینگے ؎

جوانمرداں نہ چیچند از میاں رو ہمیں میداں ہمیں چوگان ہمیں گو

چونکہ جناب مشہر صاحب اصرار فرماتے ہیں کہ کوئی جواب شایع نہ کیا جائے بلکہ "بقاعدہ مناسب مناظرہ ہو" لہذا اونکے ارشاد کے مطابق ہم بھی اپنے جواب کو انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مناظرہ ہی میں (بعد گزرنے ثبوت کے) پیش کرینگے۔ ورنہ جی بے اختیار چاہتا ہے کہ اونکے اشتہار کے جھوٹے مضامین کی پوری قلعی اسی تحریر میں کھول دیجائے ۔

دو حرفی سوال بخدمت اقدس حضرات مجتہدین و علماء و متکلمین شیعہ ذیل خصوصاً و جمیع حضرات شیعہ عموماً یہ ہے۔ آیا آپ

حضرات کے نزدیک جناب امیرؑ کا ایمان کسی ایسی دلیل قطعی سے ثابت ہے جو محض آپ ہی کے ایمان کو بلا شرکت دیگر صحابہ ایسے طور پر ثابت کرتی ہو کہ اسمیں خوارج و نواصب کو اُس قسم کے احتمالات پیدا کرنے کی گنجایش نہو جس قسم کے احتمالات حضرات شیعہ کو اُن دلیلوں میں پیش آتے ہیں جو اہل سنت کی جانب سے ثبوت ایمان فضایل صحابہ میں بیان کیجاتی ہیں - اگر ایسی کوئی دلیل ہو تو بیان فرمائیں کہ وہ کونسی دلیل ہے - جو صاحب جواب تحریر فرمائیں وہ "دلیل قطعی" کے لفظ کو ملحوظ خاطر رکھیں - ایمان ظاہری ہجرت نصرت پیغمبرؐ - جہاد - قرابت رسولؐ - صحابیت - اشاعت اسلام ترک لذات دنیا وغیرہ - جو ہر ذی عقل کے نزدیک دلیل ایمان ہو سکتے ہیں - لیکن (حضرات شیعہ کے نزدیک) مومنین و منافقین میں مشترک ہونے اور غرض نفسانی اور طمع حصول دنیا کے احتمال رکھنے کیوجہ سے دلیل قطعی نہیں - روایات مسلمہ شیعہ و سنی منکرین کے نزدیک غیر مسلم و الزام خصم بدوں مسلمات خصم ممکن نیست - قرآن دلیل مشترک کسی خاص صحابی کے نام سے موسوم نہیں - الغرض کوئی ایسی دلیل قطعی ہو جو ان سب سے علیحدہ اور جداگانہ اور اس قسم کے احتمالات منکرین سے پاک ہو - حضرات شیعہ جو مدعی ایمان ہیں پہلے کوئی دلیل مثبت ایمان پیش فرمائیں

تب منکرین سے اسکا رد طلب کریں۔ دعوی غیر ثابت شدہ کے رد کرنے کی حاجت نہیں۔ پرچہ انتصار الشریعہ۔ اخبار۔ عشرہ کاملہ وغیرہ جو اس سوال کے جواب میں لکھے گئے ہیں انمیں نہ اصل دوحرفی سوال کا جواب ہے اور نہ کسی ایسی دلیل کا نشان یقیناً حضرات مصنفین کو کوئی ایسی دلیل ہنوز دستیاب نہیں ہوئی ورنہ اُسکے پیش کرنے سے باز نہ رہتے ۔

جناب مولوی سید غلام حسنین صاحب کنتوری مترجم قانون۔

جناب مولوی سید ابوالحسن صاحب لکھنؤ۔

جناب مولوی سید محمد آغا صاحب لکھنؤ۔

جناب مولوی سید ناصر حسین صاحب لکھنؤ۔

جناب مولوی سید علن صاحب لکھنؤ۔

جناب مولوی سید محمد حسین صاحب لکھنؤ۔

جناب مولوی سید ابوالقاسم صاحب لاہور۔

جناب منشی سید سجاد حسین صاحب ساکن بہیڑہ سادات مولف رسالہ سجادیہ۔

جناب مولوی شیخ احمد صاحب دیوبندی۔

جناب مولوی سید آغا صاحب الہ آباد۔

جناب ایڈیٹر صاحبان پرچہ روشنی و انتصار الشریعہ و اخبار

امامیہ لکھنؤ۔
جناب مولوی حکیم سید علی اظہر صاحب سارن۔
جناب مولوی سید محمد نقی صاحب سارن۔
جناب مولوی سید نجم الدین حسن خانصاحب جایس۔

خسار

محمد مشرف خان حنفی عفی عنہ ساکن محلہ رانی منڈی الہ آباد

(ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۳ ہجری)

عریضہ ۲۸۔ اگست سنہ ۹۵ء (ہو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم معظم جناب خان والاشان عظم القدر سمو المکان محمد مشرف خان صاحب مجدہ
تسلیم مع التعظیم۔ اشتہار مشتہرۂ سامی جسمیں بذیل دیگر حضرات
علماء حقیر سے بھی مخاطبہ فرمایا ہے۔ سخیف کی نظر سے گذرا۔ پہلے
آپکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ جناب نے اپنی عالی ہمتی سے

از جملہ علمائے حضرات سنیہ میدانِ مناظرہ میں قدم بڑھانیکا تہیہ
بصد جوش و خروش ظاہر فرمایا۔ خدا کرے کہ آپ پیچھے نہ ہٹیں بلکہ
دمبدم پیشقدمی فرماتے رہیں۔ جناب اشتہار میں یہ مضمون شایع
فرمائے ہیں کہ شیعہ نے اُس سوال سے گریز کا حیلہ نکالا ہے جو کہ
الہ آباد سے در بابِ ثبوتِ ایمان حضرت امیرؓ جاری ہوا ہے۔
حضرتِ من آپ کا یہ مظنہ اُسوقت صحیح ہوتا جب کہ شیعہ کی جانب
سے در بابِ بحث ایمان جناب شیخین کوئی جدید گفتگو ہوتی۔ ساٹھ
ستر سال کا عرصہ ہوا کہ بردِ توجیہات رشید الدین خانصاحب تلمیذ
جناب شاہ عبد العزیز دہلوی رسالہ نفاق الشیخین بحکم صحیحین چھپ کر
دست فرسودِ خلایق ہو چکا ہے۔ ہنوز کسی عالم اہل سنت کو یہ
جرأت نہیں ہوئی کہ رسالۂ موصوف کا جواب لکھکر خلفاءِ ممدوح کی
پیشانی النور سے نفاق کا چمکتا ہوا ستارہ مٹا سکے۔ خادم نے
بھی اُسی بنا پر لاجواب پر باز دیا دئی مضامین حضرات خلفار کا
نفاق ثابت کیا ہے۔ ۲۳۔ جولائی ۹۱ء کو اس سلسلہ کا آغاز
ہوا اور بہ نیابت خواجہ علمائے الہ آباد نے جو مضمون مشتہر کیا
وہ ۹۲ء کا ہے اندر مضمون جناب خود امتیاز دے لیویں
کہ بوجہ متاخر ہونے کے آپ اپنے دعوئی میں کس حد تک پہنچے
ہیں اور گریز و عدول کا اثر کس طرف پڑتا ہے آیا بحرم قدامت

ہماری جانب یا بسبب جدت آپکی طرف با ایں ہمہ رسالۂ اختیار
وانتصار الشریعۃ وکشف الحجاب وتشفی خواج وستی وغیرہ میں اُس نا
خواج کا جواب بھی چھپ چکا بندہ نے بھی مولوی ابوالقاسم صاحب
کیخدمت میں ایک عریضہ مختصر جسکے تقریباً چہار جزو ہونگے بھیجدیا ہے
اگر کچھ یار ائی کلام ہے تو اُنکے جواب لکھا کر پیش کرائیے آپ کا
محض اتنا لکھدینا کہ جواب مندرجۂ انتصار الشریعۃ ناکافی ہیں۔
ہم کو تسلیم نہیں تاوقتیکہ ہر ہر فقرہ کا جواب حسب داب مناظرہ
نہ دیا جاوے۔ سب سے پہلے اس مسئلہ کا طے ہونا ضروری ہے
جو کہ منجانب شیعہ درباب نفاق الشیخین چھڑ چکا ہے۔ اگر خلاف
حیا نہو تو ارقام فرمایئے کہ رسالہ مذکور کا جواب باوصف انقضای
مدت منتمادی اب تک کیوں نہیں دیا گیا۔ اگر عدم جواب دہی
اہلسنت کو ہم اونکے عجز پر محمول کرکے خلفاء نامدار کو بالیقین منافق
سمجھ لیویں تو ہم پر کوئی الزام وارد ہوسکتا ہے یا آپ حضرات
پر جنہوں نے بجائے جواب نویسی سکوت وصموت اختیار کرکے
ہمکو خلفاء کے منافق باور کرلینے کا موقعہ دلایا۔ میں امید کرتا ہوں
کہ آپ انصاف کیشی سے ضرور اقرار فرمالیویں گے کہ بے شبہ
شیعہ قدیماً وجدیداً خلفاء کے منافق ہونے پر ایسے زور دے رہے
ہیں کہ اہل سنت جواب سے عاجز وتنگ ہوکر راہ فرار وگریز اختیار کرکے

خوارج و نواصب کا سایہ عاطفت ڈھونڈ رہے ہیں۔ اب امر متنازعہ
یعنی اشتہارات سہارنپور کی بابت جنکا جواب حضور نے زیب قلم
فرمایا ہے۔ کچھ گذارش کیا جاتا ہے۔ حقیقت واقعی یہ ہے۔ کہ
شیخ حبیب احمد صاحب سہارنپوری نے مذہب اہل سنت کو ترک
کرکے معاملات غدیر وغیرہ کو بہ تفصیل مختصر بطور نمونہ پیش کیا تھا
کہ باوصف موجود ہونے ایسے معاملات کے میرا دل گوارا نہیں
کرتا۔ کہ دام سنیت میں گرفتار رہوں۔ اُس پر شیخ محمد انیس صاحب
انصاری نے جواب دیا کہ یہ سب باتیں جنکو تم نے بتیس نمبروں پر
ظاہر کیا ہے۔ ہماری کسی کتاب تفسیر و احادیث وغیرہ میں درج
نہیں۔ اگر ہیں تو اُن کا نشان دو۔ حسب فرمایش شیخ صاحب ممدوح
اسمائے علماء و کتب کے حوالے دیکر جمیع اہل سنت کی خدمت میں
عرض کیا گیا کہ آپ پہلے اپنی فلاں فلاں کتاب کو ملاحظہ فرمائیں
اگر اُنمیں مضامین مندرجہ اشتہار درج نہوں تو کمیٹی جانچ منعقد کیجئے
اُسوقت پچیس ہزار روپیہ کا بخالت جائداد وثیقہ لکھدینگے۔ بتہم کمیٹی
جانچ ذمہ دار ہوگا کہ اپنے مذہب کے پانچ علمائے موثقین سے اس
بات کا وثیقہ رجسٹری کرادے کہ ہم کتب محولہ اشتہار کو دیکھ چکے
حوالہ جو دیئے گئے ہیں وہ سب غلط ہیں۔ اگر شیعہ بروے کمیٹی جانچ
مندرجہ اشتہار سے وہ مضامین جن کے ہم منکر ہیں ثابت کرکے

کامیابی حاصل کرینگے تو ہم مذہب چھوڑ کر شیعہ ہوجاوینگے۔ افسوس ہے
کہ اپنے اشتہار کے مطلب کو جو کہ صاف طور پر لکھا گیا تھا۔ مطلق
نہ سمجھا اور بلا فہم منشاء کلام قلم اُٹھا بیٹھے۔ الہ آباد جیسے مقام میں اکثر
عالم موجود ہیں۔ آپ کو لازم تھا کہ کسی لکھے پڑھے کے پاس اشتہار
لے جاکر مستدعی ہوتے کہ ہم کو اس صاف و سریح عبارت کا
مطلب سمجھا دو کاش جناب باتباع مضمونِ اشتہار کارفرما ہوتے۔
تو اس وقت مجھ جیسا شخص کہ جسکا شمار کسی درجہ میں نہیں ہوسکتا
ذات عالی صفات پر الزام نافہمی لگانے میں جرات نہ کرتا آپکو
یہ خیال نہ ہوا کہ ایکمرتبہ محمد امیں کی جانب سے قطعی انکار ہوچکا ہے
اوسکے مقابلہ میں بذریعہ آئینہ حق نما ثبوت دکھایا گیا ہے پھر ہم
پر ایسی کہی ہوئی بات کیوں کہیں۔ لازم تھا کہ کچھ جوہر ذاتی دکھاتے
ثبوت پیش کردہ شیعہ کے وجود سے حسب شرایط اشتہار انکار
کرکے پانچ علماء کیجانب سے وثیقہ تحریر کرا دینا مشتہر کرکے کمیٹی
مقرر کرنے پر آمادگی ظاہر فرماتے۔ خیر بخیال محبت اسلامی پھر آپکو
مہلت دیجاتی ہے کہ اشتہار پر کسی سے نظر ثانی کراکے پوچھئے کہ
مشتہر کا کیا مطلب ہے۔ ضرور ہے کہ معمولی استعداد والا شخص
آپکو سمجھا دیگا کہ حضرت جلد دوم حدیث غدیر و تشہید المطاعن کو
دیکھکر حسب ہدایت اشتہار عبارات مندرجہ کتب موصوفہ کو لکھ

کتب سے ملا یئے کہ جنکے حوالہ سے وہ لکھی گئی ہیں۔ اگر اُن کتب
میں وہ عبارتیں نہ ملیں تو پھر کمیٹی کی بناء قایم فرمائیے رشیعہ سے
بحمالت جائداد وثیقہ لکھا کر اُسی جلسہ میں پانچ علمائے معتبرین
سے تبدیل مذہب کا معاہدہ رجسٹری کرا دیجئے۔ جب کہ آپ
اس عنوان سے کوئی اشتہار دیتے تو لامحالہ ہم جان جاتے
کہ آپ بڑے مطلب رس و معاملہ فہم ہیں اب سوائے ازیں کیا
کہیں کہ مصرعہ سخن شناس نئی دلبرا سخن اینجا است + اُمید ہے
کہ بعد تنبیہ حقیر جناب اپنی تحریر پر ندامت کش ہو کر ضرور از راہ
انصاف فرمائینگے کہ افسوس ہے بیٹھے بٹھائے جوش ایمانداری سے
تعجیل بے محل کر کے افراد کو تاہ بینی میں داخل ہو کر دیگر اہل سنۃ کے
لیئے باعث حجاب صد گونہ ہو گئے آپ فرماتے ہیں کہ ثبوت پیش
کرو کمیٹی میں جواب دیا جائیگا۔ ہم منکرین کو کوئی حاجت نہیں۔
کہ آپ کے دعوئی غیر ثابت شدہ کا رد کریں یا یہ دکھائیں کہ جو
حوالہ آپ نے دیئے ہیں وہ غلط ہیں یا کیا۔ کیوں حضرت پہلے
آپ یہ فرمائیے کہ ہماری شرائط مقررکردہ کی ترمیم کا آپ کو کیا
منصب ہے۔ اگر آپ شروط مندرجہ اشتہار کو اہم اور اپنی
قدرت سے باہر سمجھتے ہیں تو پھر کس برتے پر ہمارے اشتہار
کا ملانا سمجھے بوجھے جواب لکھنے پر تیار ہو گئے۔ جناب والا غصہ کو

تھوک کر پشت دست سے آنکھیں ملکے آئینہ حق نما کو بچشم بصیرت دیکھئے۔ ہر تین نمبر کے محاذی ثبوت دیدیا گیا ہے۔ آپ کو ہمارا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ بلا انعقاد کمیٹی و صرف حبہ آپکی کتب مطولہ کی اندرونی حالت ہر شخص پر مثل آفتاب نیمروز ظاہر کر دیگئی ہے جن باتوں کا آپکے اکابر انکار کرکے جہال اہلسنت کو بہکاتے چلے آتے تھے۔ کہ ہماری کتب میں ذکر نہیں دیکھو ہم نے کیسی خوبی سے اُن معاملات کو ظاہر کرکے بصورت غلطی مبلغ پچیس ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے آپ کو لازم تھا کہ منجملہ تین نمبر کے دو ایک ہی کو کتب سے مطابق فرما کر حق و باطل میں امتیاز فرماتے۔ حضرت من یہ فن مناظرہ معرکۃ الآرا ہے بازیچہ اطفال نہیں کہ ہر طفل نے سوار اسپ دوانی کر سکے بندہ پرور ہم کہہ چکے اور پھر کہتے ہیں اور کہے جائینگے کہ اجو بہ تحفہ و منتہی الکلام و آیات بینات و ہدیۃ الشیعہ وغیرہ کو دیکھو جن کی تفصیل ہمارے اشتہار کے دوسرے صفحہ پر موجود ہے اگر مضامین و عبارات محولہ جوابات تحفہ وغیرہ آپکی کتابوں میں نہ ہوں یا آنکہ ہمارے علماء نے آدھا تیتر آدھا بٹیر کرکے نقل عبارات کتب میں کچھ خیانت کی ہو یا یہ کہ جو مطلب سمجھکر مضامین مندرجہ کتب اہل سنت پر ہمارے علماء نے استدلال کیا ہے وہ درحقیقت

ان عبارتوں سے نہ نکلتا ہو یا یہ کہ وہ کتابیں قدما اہل سنت کے نزدیک نامعتبر ہوں یا آنکہ بمراد گردن شکنی اہل سنت شیعہ نے دسترس پاکر کتابوں میں اپنا تصرف کر لیا ہو تو ہمارے جھٹلانے کے لیئے کمیٹی کرو ہم حسب وعدہ خود پچیس ہزار روپیہ کا وثیقہ انشاء اللہ بکفالت جائداد آزاد لکھدینگے اور آپ کے علماء سے معاہدہ تبدیل مذہب رجسٹری کرا لینگے اور جبکہ جمیع عیوب و اسقام متذکرہ بالا سے پاک وصاف عبارتیں کتابوں میں موجود ہوں تو ٹھنڈی سانس بھر کر منہ لپیٹ کے (اپنے اگلے پچھلوں کو کوس کر کہ ہائے سچی باتیں مبطل دین سنیہ لکھکر ہم کو کس عذاب و کشاکشی میں مبتلا کر گئے) رسوا ہو جناب نے سطر ۱۹ میں نہایت خوش وخروشی سے یہ لکھا ہے (لیکن واضح رہے کہ اگر آپ اور آپکے سرپرست مضامین مندرجہ اشتہار کو اپنے دعوی کے مطابق اہلسنت کی سندی اور معتبر کتابوں میں سچے راویوں کے بیانات سے بتصریح نہ دکھا سکے تو آپ جھوٹے اور کاذب اور مغلوب اور عاجز سمجھے جائینگے - اور مبلغ پچیس ہزار روپیہ اسوقت آپ سے وصول کر لیئے جائینگے -) نہ معلوم یہ فقرات آپ نے کس مصلحت سے زیب قلم فرمائے ہیں - ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بخارات طبیعت نکالکر اپنے دینی بہائی کنجڑے - قصائی کو باور کرایا ہے

کہ ہمارے مذہب میں بھی ایسے ایسے علماء پُرزور ہیں کہ جن کو اس
قسم کے الفاظ شائستہ لکھنے کا مادہ حاصل ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ
اگر آپ کچھ بھی لکھنے پڑھنے ہوتے اور نہیں تو زبان مادری و ملکی
ہی سے واقف ہوکر سیدھی سیدھی تحریروں پر قادر ہوتے۔ چونکہ
آپ نابلدِ کوچہ زبان دانی ہیں لہذا میں ان بزرگوار کی خدمت
میں عرض کرتا ہوں جنہوں نے آپکی جانب سے مضمون نگاری
کی ہے آئینہ حق نما کی سطر ۱۲ و ۱۳ میں درج ہے کہ اگر شیعہ
اہل سنت کی سندی کتابوں سے اپنے دعوی کو ثابت نہ کرسکے
تو کاذب و مفتری قرار پائینگے۔ پس درحالیکہ شیعہ خود اس شرط
کا التزام کرچکے ہیں تو آپکو سوائے گرم کلامی و عام فریبی کیا حجت
لاحق ہوئی تھی کہ تحصیل حاصل کا بار اٹھایا۔ ہم تو آپکی جرأت و
حق طلبی جب سمجھتے جو بیدھڑک ہوکر ہماری طرح لکھدیتے کہ بصورت
مغلوبیت ہم بھی پچیس ہزار روپیہ دینے پر آمادہ ہوکر حجتری کرا
دینے کو موجود ہیں یہ کونسی بہادری ہے کہ چھ ناچھن روپیہ گنوا
لیئے جائینگے اگر آپ اتنا بھی لکھدیتے کہ ہم مغلوب ہوکر روپیہ
کیا مال ہے مذہب جیسی پیاری چیز نذر کرینگے تو شیعہ کو بھی کچھ
تسکین ہوجاتی۔ حضرت میں بدل کہتا ہم حجتری کرا دینے پر
نہایت خوشی سے موجود ہیں مگر اسمیں شرط کیساتھ جسکا ایفاء

آپ کے علماء کے اقرار سے متعلق ہے رسالہ سجادیہ مثبت کذب و نفاق شیخین ابھی تک چھپا نہیں عنقریب انشاء اللہ طبع ہونے والا ہے۔ سب سے پہلے آپکی خدمت میں مرسل ہوگا۔ ممکن تھا کہ دستی نقل بھیجدیجاتی مگر اسوقت اُس کے معاینہ کی آپ کو ظاہر اضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ پہلے حالتِ موجودہ کا تصفیہ فرمالیجیگا۔ تیس نمبر ونکے متعلق جو کتابیں ہیں انکو دیکھہ لیجئے بصورت غلطی اشتہار شیعہ اگر اپنی تدبیر کمیٹی فرمائے تو اس عرصہ میں رسالہ بھی پہنچ جائیگا۔ اس کا جواب تیار فرماکر کمیٹی میں پیش کردینا اور ہاں خوب یاد آیا آپ اپنے اعلان کی سطر میں ارقام فرماتے ہیں (اور ایک محض بے اصل اور بالکل خلاف واقع یہ بات لکھی کہ مناظرہ بھٹیرہ سادات میں علمائے اہلسنت نے رسالہ سجادیہ کو دیکھکر سکوت کیا) اس عبارت سے ہویدا ہے کہ سکوت نہیں بلکہ کچھہ گفتگو کی ہے۔ میں آپکو اصل حقیقت سے اطلاع دیتا ہوں آپکے ایک ہم مذہب جنکا نام نامی مولوی محمد قاسم صاحب ہے اس رسالے کا جواب لکھہ چکے ہیں سوال وجواب کی جانچ کیلئے علمائے فریقین جمع ہوئے تھے جسمیں آپ اپنے علماء کی کامیابی قیاس کرکے ان کے ساکت ہونے سے منکر ہیں۔ پس ایکمرتبہ آپہی جانب سے ایسا جواب جسکو جناب صحیح

سمجھہ رہے ہیں ہوچکا تا وقتیکہ اہل سنت اوسکو غلط و ناکافی بیان
فرماکر مشتہر نکر دیویں ۔ تب تک کسی دوسرے جواب لکھنے کا اونکو
موقع نہ دیا جاویگا کمیٹی جانچ ہیں آپ کا وہی جواب زیر بحث ہوگا
نحیف نے دونوں تحریرونکے چھپوانے کا انتظام کیا ہے مناظرہ
موضع بھیڑہ سادات میں جبکہ علمائے اہلسنت سے گذارش کیا
گیا کہ حسب اندراج دستور العمل متعلقہ مناظرہ اپنے مذہب کے فاضل
کی تحریر کو تصدیق فرماکر تبدیل مذہب کا وعدہ فرمائیے تو سوائے
اس کے کچھہ جواب نہ ہوسکے کہ ابھی تک وہ تحریریں ہماری نظر سے
نہیں گذریں اُن سے عرض کیا گیا کہ پھر بلا دریافت حقیقت منا ظرہ
آپ کیوں زحمت کش سفر ہوئے جواب دیا کہ ہمکو مولوی محمد قاسم
نے حقیقتِ حال سے مطلع نہیں کیا اُسوقت اُن سے علماء
شیعہ نے عرض کیا کہ خیر اگر آپ دھوکے سے بُلائے گئے ہیں ۔
تو اب سمجھہ لیجئے کہ آپ اور ہم دو تحریرونکی جانچ کے لئے نامزد
کیے گئے ہیں اگر رسالہ سجادیہ کی ہم توثیق نہ کرینگے تو حسب شرط
دستور العمل سجاد حسین کو تبدیل مذہب کرنا پڑیگا اور اگر آپ
مولوی محمد قاسم صاحب کی تحریر کو تصدیق نفرمائینگے تو مولوی صاحب
کو سنیت سے استعفا دینا ہوگا ۔ چونکہ علمائے اہل سنت خوب
جانتے تھے کہ جواب مرتبہ مولوی محمد قاسم ناقابل محض ہے اور

نہ خود کوئی دوسرا جواب دینے کی قدرت رکھتے تھے لہذا اونکو
انکار سے سہلتر دوسرا حیلہ نہ سوجھا دو راز کار باتیں بناکر جلسہ
سے اُٹھ گئے ۔ رسالہ انتصار الشریعہ نمبر ۲ مطبوعہ ماہ نومبر ۹۳ء
میں روئیداد جلسہ مناظرہ قابل ملاحظہ ہے بعد ختم جلسہ تمام
علمائے حاضرین موقعہ مناظرہ کیخدمت میں ۳ ستمبر ۹۴ء
کو عریضہ باضابطہ رجسٹری شدہ بھیجکر استدعا کیگئی کہ گو بروز مناظرہ
آپ نے معاینہ تحریرات سے انکار کیا تہا مگر اب چونکہ عرصہ گذر
چکا ہے ضرور اپنی اُن تحریروں کو دیکھہ لیا ہوگا ۔ پس اُس کے
غلط و صحیح ہونے کی تصدیق کرو اگر آپ اوسکو ہمارے رسالہ کا
بلا دخل تاویل و قال و قیل مبطل صریحی سمجھتے ہیں تو اپنی مُہری
تصدیق بھیجدو بصورت غلط ہونے کے خود کوئی دوسرا جواب
دے کر خلفاء کو الزام نفاق سے بچاؤ ۔ مگر ایسے خاموش ہوئے
کہ جو لب بے ندارد ۔ دیکھو آئینہ حق نما کی سطر ۲۲ لغایت ۲۵
جسمیں آپ کے علماء کا سبز بجیب سکوت ہونا ظاہر کیا گیا ہے
لطف یہ ہے کہ محض رسالہ سجادیہ کے ابطال پر ہم نے بچیس
ہزار کا وعدہ کیا تہا ۔ کاش اونکے امکان میں رسالہ کا رد
یا فاضل سُنّی کی تحریر کا صحیح ثابت کر دینا ہوتا تو ممکن نہ تہا کہ وہ
حضرات اتنی رقم کثیر سے کبھی دست کش ہوتے ۔ اب فرمائیے

کہ آپ کا یہ فقرہ کہ ایک محض بے اصل اور بالکل خلاف واقع
یہ بات لکھی کہ مناظرہ بھیڑہ سادات میں علمائے اہل سنت نے رسالہ
سجادیہ کو دیکھکر سکوت کیا کس حد تک سچا ہے میں امید کرتا ہوں
کہ حضور ضرور بالضرور علمائے سنیہ کا سکوت بمقابلہ رسالہ مذکور
تسلیم فرماکر اپنے الفاظ مندرجۂ اعلان کو واپس لیکر انہیں لوگونکو
جھوٹا سمجھینگے جنہوں نے ایک محض بے اصل اور خلاف واقع
خبر آپکو دے کر ایسے الفاظ شائستہ و مہذب لکھنے پر جوش
دلایا۔ جناب جلسۂ دستار بندی کانپور میں جناب مولوی السید
غلام حسنین صاحب مترجم قانون شیخ کے بیان عمامہ بندی
کو بھی غلط ظاہر فرماتے ہیں۔ پہلی روئداد دستار بندی
کانپور کے صفحہ ۱۵ پر جناب مولوی غلام حسنین صاحب کی یہ تقریر
ملاحظہ ہو (اہل اسلام میں دستار بندی کی رسم کوئی امر مبدعت
و ناجائز نہیں ہے بلکہ سنت رسول مقبول صلعم ہے اور خود
آنحضرت نے یہ رسم ادا کی ہے اور عمامہ باندھنے کی رسم
خاص علمی جانشینی کیواسطے اب بھی اہل اسلام میں جاری
ہے جو خاص پیروی ہمارے رسول صلعم کی ہے اور جو کوئی اسکو
بدعت کہے اس نے ہماری احادیث مقدسہ کو نہیں پڑھا ہے
اور روئداد مذکور کے صفحہ ۵۰ کی سطر ۸ و ۹ پر جناب مولانا صاحب

ممدوح ارشاد فرماتے ہیں اور مجھے تعجب ہوتا تھا کہ آخر اسکے سُنّت
ہونے کی وجہ کیا ہوئی اب معلوم ہُوا کہ عمامہ زیتی علما ہونے کے
ہمارے مخبر صادق کو علم نبوّت سے آگہی تھی۔ لہذا اوسکو بطور
پیشین گوئی کے سنت فرما دیا۔ اس تمام عبارت کا سیاق کلام
یہ کہ رہا ہے کہ مولوی صاحب مقدم الوصف کے نزدیک آنحضرت
نے کسی فعل صریحی سے دستار بندی کو اُمّت کیلئے سُنّتِ مؤکدہ
فرما دیا تھا۔ لیکن بعد معاینہ روئداد مجھکو سخت تعجب معلوم ہُوا
کہ مولانا صاحب نے مجمع علماء میں یہ کیسی تقریر کی کہ جس کا مدلول
و معلول مفقود ہے بقولے سراسر گفتگو مضمون غایب۔ مولوی
صاحب نے حسب دعوئی خود یہ بات کیوں نہ ثابت فرمائی کہ فلاں
موقع پر آنحضرت نے منجملہ اصحاب کے فلاں شخص کے سر پر عمامہ
باندھکر علمی جانشینی کی رسم کو سنت فرما دیا۔ صفحہ ۱۵ متذکرۂ بالا
پر خود فرما رہے ہیں (کہ جو کوئی اُسکو یعنی عمامہ بندی کو بدعت کہے
اُس نے ہماری احادیث مقدسہ کو نہیں پڑھا ہے) پس وہ احادیث
کیوں نہ بیان فرمائیں۔ تاکہ بدعت سمجھنے والوں پر حجّت ہوتیں
مجھ کو یہ کلام مختل النّظام دیکھکر گمان ہُوا کہ شاید کاتب کی غلطی
سے کچھہ مضمون رہ گیا ورنہ ممکن نہیں کہ ایسے فاضل جلیل القدر
جنکی علم و کمال و حسن کلام کو جماعت شیعہ مانے ہوئی ہے

متزلزل وسرد دم بریدہ تقریر کر سکتے۔ اتفاقات سے دسمبر ۹۷ء
میں بمقام سہارنپور عند الحصول شرف پابوسی مولانائی موصوف
کیخدمت میں حقیر نے عرض کیا کہ حضرت اپنی جلسۂ دستار بندی
کانپور میں یہ کیسی تقریر کی کہ جسکو دعوائی ببدلیل کہنا ذرا بھی
بیجا نہیں۔ اُسوقت حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ بے شُبہ
تمہارا خیال صحیح ہے۔ ترتیب دہ روئداد نے ہماری تقریر کو قصداً
بایں تو ہم ابتر کر دیا کہ اہل سنت جب اس راز سربستہ پر مطلع
ہونگے کہ برسم زمانہ ظاہر طور پر آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کو اپنا
قائم مقام بنایا تو خلفائے ثلاثہ کی بعیت سے نکلکر حضرت امیرؑ کو
خلیفہ بلافصل اعتقاد کر لینگے۔ کیونکہ ہم نے جلسۂ کانپور میں ۱۲ اکس
علمائے اہل سنت کی شہادت سے ثابت کیا تھا کہ جناب خمنی
مرتبت نے بروز غدیر شاہ خیبر گیر کے سر پر عمامہ باندھا۔ منجملہ
۱۲ علمائے ثقات اہل سنت کے ملا متقی مصنف کنز العمال و
بغوی صاحب تاریخ طبری وحموینی و زرندی و قشاشی وغیرہ ہیں
اور ترتیب دہ روئداد نے حذف اسقاط مضامین کا صفحہ
۸۱ پر بایں الفاظ عذر بھی کیا ہے +

معذرت اہل سنت منجانب روئداد

بعض مضامین اور نظموں میں بعض اصحاب نے جوش مذہبی میں ایسے الفاظ یا اشعار خواہ کنایۃً لکھدیئے تھے جو مسلمانوں کے بعض فرقوں کی دل شکنی کا باعث ہوتے اور مدرسہ فیض عام کا خاص مقصد یہ ہے کہ مسلمانیں باہمی محبت و الفت زیادہ ہو۔ لہذا اراکین مدرسہ نے اون فقرات کو نکالدیا ہے یا ترمیم کردیا ہے (دیکھئے جناب یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے الفاظ معذرت سے صاف پتہ چل گیا کہ بعض اشخاص کی تقریر سے اراکین مدرسہ نے ایسے مضامین حذف کیے جنکا تعلق مذہب سے تھا۔ پس ضرور ہے کہ مضمون دستار بندی کو خلافِ اصول اہلسنت سمجھکر بخیال دلشکنی اہلِ سُنّت مہتمان مدرسہ نے نکال دالا اہل سنت کے علماء کی یہ ادنی خیانت ہے۔ جہاں دیکھتے ہیں کہ حضرت امیرؑ کی خلافت ثابت ہوتی ہے کچھ نہ کچھ غتربود کردیتے ہیں۔ جناب والا مولوی غلام حسنین صاحب کی تقریر کو خلاف واقعہ لکھتے وقت آپکو یہ خیال نہ ہوا کہ اگر جلسہ کانپور میں منجانب مولانائی ممدوح عمامہ بندی پر

کوئی مضمون معرض بیان میں نہیں آیا - تو اہل سنت بدعتی ہوکر
زمرۂ اہل ضلالت میں داخل ہوجائینگے کیونکہ جب تک آنحضرت
کے فعل سے اوسکی اباحت نہ ہو بدعت ہے - اگر آپ بڑے
سُنّی پاک مذہب ہونے کے مدعی ہیں تو فرمائیے آنحضرت نے
کب اور کس کے سر پر اور کیوں دستار بندھوائی - اگر فعل رسول
صلعم سے آپ مطابقت فرمائینگے تو سوائے غدیر کے اور کوئی
موقع نہ دکھا سکینگے - جہاں آنحضرتؐ نے عمامہ بندی فرمائی ہو
حضرت ممدوح نے آپ پر احسان فرماکر ۱۲ اکس علمائے موثقین
کے بیان سے استدلال کرکے آپ حضرات کو حضیض بدعت
وذلت سے نکالکر عامل بہ سُنّتِ نبوی ہونا ثابت فرمایا -
اس احسان کا یہ بدلا ہے کہ اونکی تقریر کو جھوٹ اور خلافِ
واقعہ بیان کیا جاتا ہے - یہ عجیب انصاف ہے اہل سُنّت
کے لیئے سوائے ازیں کوئی چارہ نہیں کہ قطعی انکار فرمائیں
کہ آنحضرتؐ نے کبھی ایسا فعل نہیں کیا - جبکہ ایسا کہنے پر آمادہ
ہونگے تو چونکہ ہر سال بڑے اہتمام وشدّومد سے طلباء کے سر پر
دستار فضیلت بندھواتے ہیں لہذا اپنے ہی فعل سے بقولے اپنا
ہی چھپر اجل گیا اپنے چراغ سے + بدعتی قرار پائینگے اور اگر دوسرا
طریقہ اختیار کرینگے تو وہی ۱۲ علماء کا بیان اور مولوی صاحب

کی جلسہ کانپور میں تقریر انشاء اللہ اس احاطہ سے باہر نجائیں گے
بصورت اول یعنی انکار از فعل رسول اہل بدعت میں داخل
ہوکر رہگرائی بادیہ ضلالت ہونگے اور بصورت اقبال مولوی
غلام حسنین صاحب کی تقریر کے خلاف واقع ظاہر کرنے سے زمرۂ
کاذبین وکاتمین امر حق میں داخل ہوکر بپاداش کذب وکتمان امر حق
حسب دفعات قانون قدرت عذاب ونکال اخروی کے مستحق
ہونگے غرضکہ بہر دو صورت ایک بلائی عظیم روبکار ہے مصرعہ
ایک جان زار اور دو بلا ایک اسطرف ایک اوسطرف چونکہ
الفاظ معذرت مندرجہ روئداد میں کسی کا نام نہیں دیا گیا
کہ فلاں شخص کی تقریر کو ہم نے ترمیم کر دیا۔ یا فقرات کو نکالدیا
لہذا آپ یہ کہنے کی گنجایش رکھتے ہیں کہ اس کلام مجمل کا شان
نزول بحق مولوی غلام حسنین صاحب کس دلیل سے ثابت کیا
جاسکتا ہے۔ اسکا جواب شافی ہمارے پاس اول تو یہ ہے۔ کہ
عبارت مولویصاحب خود بزبان حال گویا ہے کہ مجھ میں سے
کچھ کم کر دیا ہے۔ دوسری اقرار علما مرتب کنندہ روئداد تیسری
اخبار وفادار لاہور مطبوعہ ۸ مئی ۹۷ء جو کہ جناب کی تحریر ملمع
کار کے شایع ہونے سے تقریباً ایک سال پہلے دست بوس خلایق
ہوچکا ہے وہ بزبان حال کہہ چکا ہے کہ مولویصاحب نے جلسہ دستار

کانپور میں ۱۲ کس علمائے اہل سنت کی شہادت سے حضرت
علیؑ کے سر پر بروز غدیر عمامہ باندھنا ثابت فرما دیا تائید
کلام میں اصل پرچۂ اخبار جہت ملاحظہ ملفوف عریضہ مرسل
خدمت ہے۔ میں حتماً وجزماً یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر حضور کچھ بھی
انصاف فرمائینگے تو اپنی راست بیانی پر بجدی شادی کناں
ہونگے کہ جوابے ندارد۔ چونکہ جناب واقعۂ عمامہ بندی کو غیر
وقوعی سمجھکر درپے تکذیب ہیں۔ بنابران مناسب سمجھا جاتا ہے
کہ بنظر تسکین خاطر سامی فقط اسی معاملہ کی صحت وغیر صحت
انقطاع معاملہ مرجوعہ کر دیا جاوے۔ لیجئے بغرض محال ہم تسلیم
کئے لیتے ہیں کہ جلسۂ کانپور میں ایسی کوئی تقریر پیش نہیں ہوئی
اور آپ کا بیان لوث کذب وانکار سے مبرا ہے۔ بہم الکذب
صحیح جوانمردان نہ ہچند از میان رود + ہمیں میداں ہمیں چوگان
ہمیں گو + آئینہ حق نما کے نمبر ۶ پر جو تعداد علماء ظاہر کیگئی ہے
اونکی عبارات مصرحہ جلد دوم حدیث غدیر کو اصل کتب سے لائیے
اگر انمیں مضمون دستار بندی نہ نکلے تو ہمارے غلط گو ثابت
کرنے کیلئے حسب شرائط مندرجۂ اشتہار کمیٹی کیجئے۔ منجملہ تیس نمبر
کے بس اسی ایک نمبر پر ہمارا اور آپکا فیصلہ منحصر ہے ۲۹ نمبر باقی
سے ہم باز دعویٰ دیتے ہیں اور رسالہ حجاد یہ کی جوابدہی سے

بھی تخفیف تصدیعہ کیا جاتا ہے اسی نمبر کے مقابلہ میں ہم پچیس ۲۵
ہزار روپے کا وثیقہ لکھدینے پر تیار بیٹھے ہیں اگر بنظر غور دیکھا
جائے تو شیعہ کے اسی دعوئی کے ثابت ہونے پر خلافت
کا قطعی فیصلہ ہے۔ کیونکہ جسکے سر پر پگڑی بندھی وہی خلیفہ ہے
اس علامت ظاہری کے کسی دوسرے طریقہ پر تاویل بھی
نہ ہوسکیگی کیوں حضرت اگر کچھ حوصلہ ہے تو بسم اللہ کرکے آمادہ
ہوجائیے۔ یمین و یسار نہ دیکھیے تحقیق حق تو اسی کو کہتے ہیں باقی
ہٹ دھرمی و ناانصافی کا ہمارے پاس جواب نہیں۔ جناب
یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ اہل سنت ان سوالات کے صدہا بار
جوابات مسکت دے چکے ہیں اگر یہ بیان درحقیقت محض بجا
بلا کسی غرض و مصلحت کے درج اعلان ہوا ہے تو ہم نہایت
عجز و لجاجت سے عرض کرتے ہیں کہ برائے خدا و رسول منجملہ
صدہا کے جسکی حد غایت ۹۹۹ (نو سو ننانوے) تک ہے فقط ایک جواب
کا نشان معہ صفحہ کتاب عنایت فرمائیے تاکہ اسکو دیکھکر ہم خود
مجوب ہوجائیں۔ اور کوئی ضرورت کمیٹی وغیرہ کی نرہی مگر شرط
یہ ہے کہ تحفہ و منتہی الکلام و آیات بینات وغیرہ کا حوالہ دوگے
تو انکے جوابونکی آئینہ حق نما کے صفحہ دوم پر تفصیل موجود ہے
پہلے اُن اجوبہ لاجواب کا رد کرنا آپ پر لازم ہوگا کتب مردودہ

و مقدوحہ پر مستدل ہونیکا آپ کو اختیار نہ دیا جائیگا - بحمد اللہ کہ آپکا
تمامتر بیان ایسے بدیہات اجلہ سے بلا تاویل بایں عنوان باطل
کیا گیا کہ جس کے مقابلہ میں قلم اٹھانا حقیقتاً آفتاب پر خاک ڈالنا
ہے چونکہ داب کلام اسی کا مقتضی ہے کہ خصم کی تمام مایۂ استدلال
کو مجروح و مقدوح کرکے ایک صاف و سیدھا راستہ دکھایا
جاوے لہذا مجھ کو رد کلام میں اتنی طوالت کرنی پڑی اُمیدوار
معافی ہو کر مستدعی ہوں کہ اگر جناب کو درحقیقت تحقیق حق کرکے
اہل سنت کو تیر ملامت سے بچانا منظور ہے تو حسب شرائط مندرجہ
اشتہار جسکو چند موقع پر بہت توضیح کیساتھ عرض کیا گیا کتب
محولہ اشتہار دیکھئے اور اگر آپ اس عنوان سے کتابوں کا
دیکھنا خلاف مصلحت سمجھتے ہیں تو ناچار ہم آپ ہی کے حکم کی
تعمیل کرتے ہیں ہر تین نمبر کا ثبوت ہم سے لے لیجئے تاریخ
و مقام و حکم مقرر فرمائیے لیکن یہ کاغذی گھوڑے ان منازل
کو طے نہیں کر سکتے آپ غریب خانہ پر تشریف لائیے یا مجھکو
درِ دولت پر بلائیے تاکہ بالمواجہ دستور العمل مرتب ہو کر تاریخ
معین ہو جائے اگر آپ قصد قدم رنجہ فرمائی کریں تو براہ میرٹھ
مظفر نگر تشریف لائیے اور مجھکو تاریخ ورود سے اطلاع دیجئے سواری
انشاء اللہ تعالے ریلوے سٹیشن پر ملیگی - میں معہ اپنے اعزہ کے

آپ کی کفش برداری و خدمتگاری کو اپنا فخر دارین سمجھوں گا ورنہ میں حاضر ہوں خوب سوچ سمجھکر جواب پندرہ روز تک عنایت فرمائیے۔ چونکہ آپ کی حسب خواہش کارروائی کیجاتی ہے۔ اگر اب بھی آپ نے کوئی بہانہ جوئی کی تو یہ عریضہ چھاپ کر مشتہر کیا جاویگا *

الراقم

سجاد حسین عفی عنہ

مورخہ ۲۸۔ اگست ۱۸۹۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۷۔ ستمبر ۹۵ء

جناب مخدوم و مکرم بندہ سید سجاد حسین صاحب زید مجدکم

بعد تسلیم عرض آنکہ آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۲۸۔ اگست بتاریخ ۳۱۔ اگست ۱۸۹۵ء کو موصول ہوا۔ آپ کو مناظرہ کی خواہش ہے بندہ ہر وقت تیار اور مستعد ہے آپ فرماتے ہیں کہ آپ کی حسب خواہش کارروائی کیجاتی ہے۔ پس میری خواہش یہ ہے کہ پہلے آپ مبلغ ۲۵ ہزار روپیہ زر موعودہ کسی بینک میں جمع کردیں تب ترتیب معاہدہ کی گفتگو کریں کیونکہ اگر زر

موعودہ آپ جمع کرسکتے ہیں تو بصورت مغلوبیت ادا بھی کر سکتے
ہیں اور اگر جمع کرنے کی وسعت اور مقدرت نہیں ہے تو بصورت
مغلوبیت ادا کیونکر کرینگے۔ جناب منشی فرزند علیؑ صاحب نے
پہلے بڑے زور شور کا اشتہار دیا۔ مگر افسوس کہ بروقت آمادگی
اہل سنت کے ایسے حواس باختہ ہوگئے کہ باوجود رجسٹری شدہ
خطوط بھیجنے کے بھی کوئی جواب کسی قسم کا نہ دیسکے آنجناب نے
بھی واقعہ مناظرہ بھیڑہ سادات اور رسالہ سجادیہ کے بارہ میں
جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ محض خلاف واقع ہے یہ قصہ جمیع ہنود و اہل
اسلام بھیڑہ سادات پر خصوصاً اور سکنائے مظفرنگر و سہارنپور پر
عموماً مثل آفتاب روشن ہے حتیٰ کہ جناب سید امیر حسن صاحب نے
شیعہ سے سُنی اور بہتیرے شیعی (جنکے اسماء گرامی) ابھی ظاہر
نہیں کیے جاتے اسی واقعہ سے اپنے مذہب میں متزلزل ہوگئے
آپ نے منشی فرزند علیؑ صاحب کیطرف سے ۲۵ ہزار روپے
کا اشتہار دلوایا۔ حالانکہ جناب مشارٌالیہ کی پوری کیفیت اب
ہم کو معلوم ہوگئی ہے آپ نے اس اشتہار میں شیخ حبیب احمد
صاحب کو رئیس اور امیر الامراء العظام بنایا۔ عبقات الانوار
کی تیس جلدیں اور نزہہ اثنا عشری کی ۱۲ جلدیں بتائیں آپ
اپنے اسی خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب مولانا محمدؐ ابوالقاسم

صاحب کے پاس چار جزو کی تحریر جواب سوال از جمیع علمائے
شیعہ بھیجی ہے۔ جناب من ایسی باتیں زبان قلم سے نکالنی آپکے
خلاف شان میں پھر تمام مضمون خط اور تمام کارروائی اشتہار
اسی قبیل سے ہے بدیں وجود ایسی گذارش کیجاتی ہے کہ اگر آپکو
واقعی مناظرہ منظور ہے تو پہلے مبلغ پچیس ہزار روپیہ کسی بنک
میں جمع کر دیجئے تب آپ سے کسی قسم کی گفتگو کیجائیگی۔ باقی
امور کی نسبت ہم کو کچھ لکھنے کی بھی حاجت نہیں۔ البتہ صرف
آپکے گوش گذار کرنے کی غرض سے اسقدر عرض کیا جاتا ہے
کہ آئینہ حق نما میں آپکی جانب سے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ مضامین
مندرجہ اشتہار کو اہل سنت کی سندی اور معتبر کتابوں میں سچے
راویوں کے بیانات سے بتصریح دکھا دینگے جس عنوان سے یہ
دعویٰ کیا گیا ہے اُس عنوان سے ہنوز ثابت نہیں کیا گیا ہے
یعنی نہ کوئی کتاب اہلسنت کی سامنے پیش کر کے اس میں وہ عبارت
دکھائی گئی ہے اور نہ اس کتاب کا کسی دلیل سے اہلسنت کے
نزدیک سندی اور معتبر ہونا ثابت کیا گیا ہے اور نہ اُسکے راوی
کی نسبت یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اُس کا بیان سچا بیان ہے
اور وہ راوی سچا راوی ہے اور نہ یہ دکھایا گیا ہے کہ مضامین
مندرجہ اشتہار اس روایت سے بتصریح (نہ بتاویل) پیدا ہوتے

ہیں ۔ پس جب تک اس عنوان سے ثابت نہ کر لیا جاوے اُس
وقت تک دعوٰی غیر ثابت شدہ غیر جواب رہیگا ۔ محض عبقات الانوار
اور تشئید المطاعن کے صفحے گن دینے سے دعوٰی ثابت نہیں
ہوتا ۔ سوال از جمیع علمائے شیعہ منجانب اہل سنت چند مرتبہ
الہ آباد سے چھپ کر عالم میں شایع ہوا اور ہزارہا پرچہ اُس کے
ہندوستان میں تقسیم ہوئے اور اُسکے جواب کیلئے علمائے شیعہ
نے کوئی دقیقہ فکر اور کوشش اُٹھا نہ رکھا مگر آجتک کوئی دلیل
قطعی بالتخصیص مثبت ایمان جناب امیرؑ قابل تسلیم خصم کسی صاحب
کو دستیاب نہ ہوئی ۔ اہل سنت نے اس سوال میں دعوٰی کیا
ہے کہ انشاء اللہ تعالٰی قیامت تک بھی کوئی قوی دلیل حضرات
علمائے شیعہ کو نصیب نہ ہوگی ۔ سو الحمد للہ ایسا ہی ہوا نہ ابھی تک
کوئی دلیل حضرات شیعہ کو نصیب ہوئی اور نہ قیامت تک انشاء اللہ
تعالٰے نصیب ہوگی ماہ صفر ۱۳۱۲ ہجری میں سلالۂ خاندان
شرافت السید السند جناب مولانا سید علی حسین صاحب کاظمی سلمہ
تعالٰے نے ایک اشتہار بدیں مضمون شایع فرمایا تھا کہ اگر
حضرات علمائے شیعہ کوئی دلیل اس قسم کی پیش فرمائینگے تو
ہم مع اپنے عزیز و اقارب کے شیعہ ہو جاوینگے ۔ اس کے جواب
میں بھی کسی مجتہد شیعہ کو جوش نہ آیا کہ کوئی دلیل بیان فرماتے

بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ ایسے سوال کے مقابلہ میں جسکے ہزارہا پرچہ مدت دراز سے ہندوستان بلکہ اطراف عالم میں شایع ہیں۔ اور ہر ایک مجتہد و عالم شیعہ کے پاس موجود ہیں اپنے رسالہ سجادیہ کا نام لیتے ہیں حالانکہ اس رسالہ کا نام صرف آپکی زبان سے۔ اور رسالہ ہنوز صندوق تقیہ سے باہر تک نہیں نکلا ہے بلکہ باوجود رجسٹری شدہ خطوط بھیجنے کے ایک دستی کارڈ تک بھیجنے کی جرات نہ پڑی آنجناب نے پرچۂ انتصار الشریعۃ وغیرہ کا نام ناحق لکھا ہے۔ اس سوال میں دلیل قطعی قابل تسلیم خصم کے معنی اور تعریف کسی عربی دان سے سمجھ سکیں تو سمجھکر انتصار الشریعۃ و اختیار میں تلاش کیجئے۔ نہیں نہیں۔ بلکہ تمام مجتہدین و علماء شیعہ سے دریافت کیجئے دیکھئے تو کوئی صاحب بتلاتے ہیں کہ وہ فلاں دلیل ہے جب آپ اس امر کے دریافت کرنے پر کمربستہ ہونگے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو خود ہی مذہب تشیع کی پوری حقیقت ظاہر ہوجائیگی اور آپ خود پکار اٹھیں گے کہ علماء شیعہ عاجز ہیں۔ اس سوال کے جواب میں حضرات علماء شیعہ تمام دنیا کی باتیں غیر متعلق سوال بیان فرماتے ہیں مگر افسوس ہے کہ کسی دلیل کا نام نہیں بتلاتے۔ آپ کو اس امر کا ہم اطمینان دلاتے ہیں کہ جب کبھی حضرات علماء شیعہ کسی دلیل

کو متعین اور نامزد کرینگے ۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ مذہب تشیع
اُسیوقت فوراً درہم برہم ہو جائیگا ۔ یہ بہت آزمایا ہوا اور
مجرب نسخہ آپکو بتلایا جاتا ہے جب کبھی آپ آزمائینگے ۔ انشا
اللہ تعالیٰ صحیح اور ٹھیک پائینگے ۔ بدیں وجوہ گذارش یہ ہے کہ اس
سوال کا جواب دینا آپ کے ذمہ ۔ اور رسالہ سجادیہ کا جواب
(بعد ثبوت) ہمارے ذمہ ہے ۔ پہلے کسی دلیل کو نامزد اور
متعین فرمالیں تب دوسری گفتگو کریں ۔ رسالہ نفاق شیخین
مولفہ مفتی محمد قلی صاحب پر آپ کو بہت ناز ہے ۔ مگر حقیقت
یہ ہے کہ جناب مفتی صاحب موصوف جناب علامہ رشید الدین
خانصاحب ہی کی تقریر کو نہیں سمجھے ہیں اگر آپ حضرات مناظرہ
پر آمادہ ہوئے تو آپکو پوری کیفیت اُس کی دکھا دیجائے گی
شیخ حبیب احمد صاحب کے تبدیل مذہب کی جو وجہ ہے وہ کیا
آپ کے لئے موجب فخر ہو سکتی ہے ۔ آپ جو فرماتے ہیں کہ
تحفہ اثنا عشریہ و منتہی الکلام وغیرہ کے حوالہ سے کوئی بات
نہ لکھنا ۔ کیونکہ ان کا جواب ہو چکا ہے ۔ اسکا پورا جواب یہ
ہے کہ تحفہ وغیرہ کا کوئی جواب واقعی آجتک شیعوں سے نہیں
ہو سکا ۔ اور اگر اسی قسم کے جوابات داخل جواب ہو جائیں
تو پھر منکرین قرآن نے بھی قرآن کا جواب دیا ہے ۔ معہذا

ان امور کا پورے طور پر تصفیہ اسی کمیٹی میں ہو جائیگا۔
آپ گھبرائے کیوں ہیں۔ جلسہ ندوۃ العلما کے بارہ میں جو
آپ تحریر فرماتے ہیں کہ جناب مولوی سید غلام حسنین صاحب
نے واقعہ عمامہ بندی ثابت کر دیا تھا۔ سو یہ بالکل غلط ہے
اور آپ بھی مجبوراً یہ لفظ بقرض تسلیم اس واقعہ کی غلطی کو تسلیم
کرتے ہیں اہل سنت پر وہی روایت حجت ہو سکتی ہے جس کا
مِنْ حَیْثُ الدِّرَایَۃ وَالرِّوَایَۃ اُن کے نزدیک مقبول و
مسلم ہونا ثابت کر دیا جاوے وَاِذْلَیْسَ فَلَیْسَ رسم دستار بندی
داخل بدعت اوسوقت ہو سکتی ہے جبکہ مدعیان بدعت تعریف
بدعت اس پر صادق کر سکتے ہوں۔ الغرض آپ کی تمام باتیں
آپ کی وقعت کلام کو عموماً اور وقعت رسالہ سجادیہ کو خصوصاً ثابت
کر رہی ہیں۔ پس ایسے باوقعت شخص سے ترتیب معاہدہ کی
گفتگو اُسیوقت کیجا سکتی ہے کہ جب وہ مبلغ پچیس ہزار روپیہ
در موجودہ مندرجہ اشتہار آئینہ حق نما رکسی بنک میں پہلے
جمع کر دے ورنہ مفت کی دوسری اور خالی خولی بک بک ہے
والسلام فقط راقم محمد مشرف خان حنفی معفی عنہ از شہر الہ آباد
محلہ رانی منڈی
۷ ستمبر ۱۹۱۸ عیسوی

التماس

اے ناظرین باتمکین اس خط کو بہ نگاہِ غور ملاحظہ فرمائیے کہ عریضہ حقیر مورخہ ۲۸ - اگست ۹۵ء کا مخاطب مشتہر صاحب نے کیا جواب دیا - شیعہ کا درباب نفاق شیخین قدیم الایام سے معترض رہنا اور محمد ابو القاسم الہ آبادی کا بعد مناظرہ بہیڑہ سادات درباب ایمان جناب امیرؑ بہ مقابلہ خواجہ سوال شایع کرنا مشتہر صاحب کے کس ذلیل سے باطل فرمایا - بحمد اللہ ایسے خاموش ہوئے کہ اس باب میں قلم نہ اُٹھا سکے - دستار بندی کانپور میں جو کچھ گفتگو کیگئی اور جناب مولانا مولوی غلام حسنینؑ صاحب کی تقریر کا اوس جلسہ میں واقع ہونا ثابت کیا گیا - اس کا جواب مشتہر صاحب کچھ نہیں دیسکے بلکہ یہاں تک مشتہر صاحب نے تخفیف تشنیعہ کیا تھا کہ فقط عمامہ بندی روز خمدیر کے تصفیہ پر کل اشتہار آئینہ حق نما کا جواب مان لیا تھا - مگر افسوس ہے کہ جناب مشتہر صاحب اُس کے رد کرنے سے معطل رہے غرضکہ عریضہ حقیر کا مطلق جواب نہیں دیگیا اور جو کچھ مشتہر صاحب نے لکھا وہ بالکل لغو و بیمعنے و خلاف بحث تحریر فرمایا تہ کی

ایک بات نہیں لکھی گئی۔ پس اہل انصاف خود دیکھ لیویں
کہ جب مشتہر صاحب خلافِ مطلب چال چلتے ہیں تو کس حد تک
وہ ایک لمبا چوڑا اشتہار جاری کرنیمیں صحیح القول مانے جا
سکتے ہیں۔ مشتہر کی تمام تحریروں کو اسی پر قیاس فرمانا چاہیئے

۲۰ ستمبر ۹۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدوم و مطاعم جناب مولوی محمد مشیر فعلیخان صاحب ادام مجدہٗ

تسلیم بصد تعظیم۔ گرامی نامہ مرسلہ سامی بجواب عریضہ حقیر
موصول ہوکر کاشف حالات ہوا۔ میں تو تو میں میں کرنا بالکل
فضول جانتا ہوں۔ البتہ حسبوقت آپکا اشتہار اور عریضہ مورخہ
۲۸۔ اگست ۹۵ء معہ نیاز نامہ ہذا و دیگر کاغذات متعلقہ
چھپواؤنگا انشاء اللہ ناظرین خود دیکھ لینگے کہ مناظرہ بھیڑہ
سادات و تقریر مولوی غلام حسنین صاحب و الزام گریز
از سوال مولوی الہ آبادی وغیرہ کی نسبت مینے کیسی حق پر تقریر
سے جوابدیا اور آپنے اس کا کیا ابطال فرمایا۔ تحفہ وغیرہ
کے جوابوں کی نسبت جو آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی جواب

واقعی منجانب شیعہ نہیں دیا گیا - یہ مُنا سا فقرہ تسکین دہ
نہیں ہو سکتا - اگر ایسا کہدینا کافی ہوا کرتا تو تحفہ و منتہی الکلام
وغیرہا کتب سُنیہ کی جواب شیعہ بالکل نہ لکھتے بلکہ محض اتنا
فقرہ چھپوا دیتے کہ جسقدر کتابیں اہل سنت نے بمقابلہ شیعہ
لکھیں ہیں سراسر واہیات و مزخرفات ہیں - رسالہ اتفاق الشیخین
کے بارہ میں جو حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ مفتی محمد قلی صاحب
جناب علامہ رشید الدین خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر
ہی کو نہیں سمجھتے ہیں جناب والا اس بات کو حسب دا ب کلام
کسی تحریر سے ثابت فرما دیجئے تاکہ تمام خلائق واقف ہو جائے
کہ عالم شیعہ نے فاضل سُنی کی تحریر کا بلا سمجھے غلط طور پر جواب
لکھا - بلکہ اصل منشا کلام یہ ہے جسکا بطلان نہیں ہو سکتا -
حضرت من خواہ کسی کی تحریر غلط ہو یا صحیح دو لفظوں سے اوسکو
جھوٹ کہدینا عند العقلا کافی نہیں ہو سکتا - اہل سنت کے لئے
بڑی شرم اور ندامت کا موقعہ ہے کہ اونکی جید کتابوں کے
رد لاجواب پڑے ہوئے ہیں اور وہ اونکے جواب میں سوائے
دور از عقل باتونکے اور کچھ نہیں کہ سکتے - جہلا بیچارے تو
کسی شمار میں نہیں - مگر تعجب ہے کہ آپ ایسے ظاہر دلیل
سے بھی متاثر ہو کر سنیت سے مستعفی نہیں ہوتے - یاد رکھو

جس مذہب کی کتابیں ایسے عنوان سے باطل ہوچکی ہوں کہ
جسکا جواب درجۂ محال پر پہنچگیا ہو وہ مذہب کسیطرح ممدوح
نہیں ہوسکتا۔ آپ لکھتے ہیں کہ مناظرہ بھیڑہ سادات نے ایسا
اثر دکھلایا کہ چند شیعہ سُنّی ہوگئے ازانجملہ ایک سید امیر حسین صاحب
ہیں اور باقی نام اسوقت ظاہر کرنا خلاف مصلحت ہے۔ بندہ
پر ورمناظرہ مذکور میں اہل سنت کو ایسی پس پائی حاصل ہوئی
ہے کہ انشاء اللہ تمام عمر کبھی فراموش نکرینگے۔ روئداد مناظرہ
میں کل حالات لکھے گئے ہیں جس کا اشارہ عریضہ ۲۸۔ اگست
میں بصراحت موجود ہے۔ دیدۂ حق بین وا کرکے پھر دیکھئے
امیر حسین ایک جاہل شخص ہے جوش افلاس وجہالت سے
اس نے چھ سات برس کا عرصہ ہوا کہ بذریعہ قصابان
موضع ککرولی ضلع مظفرنگر مولوی محمد قاسم صاحب سے بیعت
کی تھی۔ اُس کا سُنّی ہونا مناظرہ سے تقریباً پانچ سال مقدم ہے
اگر آپکو باور نہ ہو تو قصابان بدلو والہ دیا دیجئے تا قصابان
ککرولی دستخط نامعلوم اسم امام جماعت سے بذریعہ تحریر کے
دریافت فرمالیں کہ امیر حسین مناظرہ سے پانچ برس پہلے سُنّی ہوا
یا بعد مناظرہ۔ جسوقت کہ آپکو کسان مذکور کی تحریر سے اُس کا قبل
از مناظرہ سُنّی ہونا ثابت ہوجائے تو بس سمجھ لیجئے کہ خبر دینے

والے نے آپ کو تمام اطلاع غلط طور پر خلاف واقع پہنچائی آپ
اوسکو کاذب سمجھکر اوس پر حکم کاذبین مندرجہ فرقان مبین جاری
فرمائیں۔ اتفاقات سے وہی امیر حسین نہم ربیع الاول سنہ
حال کو جسکو اب بیس روز ہوئے بحضور صدہا اشخاص اپنے
کردار سے توبہ کرکے پھر شیعہ ہوگئے اور اظہار تشیع کے لئے
وہ سب کچھ کہدیا جو کہا کرتے ہیں اس واقعہ کو خود امیر حسین
ساکن گنگرولی ضلع مظفر نگر ڈاکخانہ تتہ سے دریافت فرمائیے
اور سرنامہ پر یہ پتہ لکھیئے کہ بمقام گنگرولی پاس سید امیر حسین سنانی
سُنی وحال شیعہ کے پہونچے۔ اصل معاملہ نزاعی میں آپ یہ
لکھتے ہیں کہ پہلے مبلغ پچیس ہزار روپیہ بنک میں جمع کردو
اُسوقت معاہدہ جہت انعقاد کمیٹی مرتب کیا جاویگا۔ ورنہ خالی
خولی بک بک محض بیفائدہ ہے۔ بندہ نواز ہر شخص اپنے اقرار
کے موافق پابند کیا جاسکتا ہے اور جس بات کا کوئی مقر یا
معتقد نہو اُس پر مجبور نہیں ہوسکتا آئینۂ حق نما میں ایسی کوئی بات
درج نہیں ہوئی کہ جس سے بنک میں روپیہ داخل کرنا موعود
ہُوا ہو بلکہ اوسمیں صاف یہہ لکھا گیا ہے کہ اہل سنت پہلے عبارات
مندرجہ جلد غدیر و تسدید المطاعن کو اپنی اُن کتابوں میں ملاحظہ
فرمائیں جنکا نام لکھا گیا ہے اگر عبارات محولہ اُن کتب میں

برآمد نہ ہوں تو ہمارے جھٹلانے کیلئے کمیٹی جانچ مقرر کریں۔
اُس وقت شیعہ بہ تعداد مذکور جائداد مکفول کر دیں گے اور
حضرات اہل سُنّت سے جو صاحب کہ اتفاقاً کمیٹی پر مکرر بسنہ ہونگے
وہ اپنے پانچ علمائے کاملین سے اس مضمون کا اقرار نامہ رجسٹری
کرا دینگے کہ ہم کتب محولہ جلد غدیر دیکھ چکے۔ حوالہ بالتمام غلط ہیں
اگر بروئے کمیٹی شیعہ نے انکا صحیح ہونا تسلیم کرا دیا تو ہم مذہب
بدل دینگے۔ افسوس ہے کہ ہم ایک بات کو سو سو دفعہ کہتے کہتے
تھک گئے۔ مگر آپ آنکھ کھولکر نہیں دیکھتے یا دیدہ و دانستہ
اغماض فرماتے ہیں۔ عریضہ ۲۸۔ اگست میں غالباً پانچ چار
جگہ اس شرط کا ذکر ہُوا ہے۔ پس درحالیکہ ہمنے بکفالت جائداد
وثیقہ لکھدینا تجویز کرکے درج اشتہار کیا ہے تو اب ہم پر کس طریقہ
سے لازم ہوسکتا ہے کہ بنک میں روپیہ داخل کرنے پر مجبور کئے جائیں
آپ نے ادخال روپیہ پر تو بہت زور دیا مگر یہ نہ لکھا کہ کتابیں
دیکھ لیگئیں۔ پانچ علماء سے حسب قید اشتہار تبدیل مذہب کا
اقرار نامہ رجسٹری کرا دیونگے۔ حضرت من ہم نے یہ اشتہار
اس غرض سے شایع کیا ہے کہ جن باتوں سے علمائے قدیم
وجدید اہل سنت انکار کرتے چلے آئے ہیں۔ اُن معاملات
کو حضرات اہل سنت گھر بیٹھے بچشم خود دیکھ لیں اور انصاف

فرماکر بلا مناظرہ شیعہ ہوجاویں۔ کیونکہ جن باتوں کا انکار فرماکر
اُن کی وجود سے منکر ہوئے ہیں جب کہ ہماری ہدایت سے اپنی کتب
میں بچشم خود دیکھ لینگے ضرور ہے کہ شیعہ ہوجائینگے۔ جناب سیدہ
کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لیجانے کی بابت شاہصاحب تحفہ
میں لکھتے ہیں کہ محض شیعہ کا افترا ہے اور اس قصہ کے سُننے سے
بدن پر بال کھڑے ہوتے ہیں۔ ہم نے اس واقعہ جانگزا میں
اہل سنت کی (۱۶) کتب معتبرہ سے ثبوت پیش کیا ہے۔ آپ پر
لازم تہا۔ کہ فقط اسی بات کی جانچ فرمالیتے کہ ایسا سنگین جُرم
جو حضرت عمرؓ پر لگایا گیا آیا وہ صحیح ہے یا غلط۔ مرتکب آتش زنی
یا کہ ایسے فعل کا ارادہ کرنے والا حبس دوام بعبور دریائے شور
کی سزا پاتا ہے اور اسیطرح اس جرم کا غلط طور پر دعویدار قابل
سزا ہوتا ہے۔ جناب نے تو اتنی بہی زحمت گوارا نفرمائی۔ کہ
کتابوں کو دیکھکر اتنا معلوم کرلیتے کہ شاہصاحب کس حد
تک سچے ہیں ہاں زرکشی پر تُلے ہوئے ہیں ۲۵ ہزار ۲۵ ہزار
برابر فرمائے جاتے ہیں اور یہہ نہیں خیال فرماتے کہ روپیہ
جتنے تاؤ کھاتا ہے اُتنے ہی چکر کھلا کر ہزار دشواری ہاتھہ آتا
ہے۔ چونکہ آپ چو مفلسی کہ طلبگار گنج قارون است + بڑی
شدت کیساتھہ طالب زر ہیں لہذا تصدیعہ افزا ہوتا ہوں۔ کہ

منجملہ صورتہای ذیل کے جو طریقہ پسند خاطر ہو اختیار فرماکر پہلے
کامیابی حاصل کیجئے اور چھپنا چھپن گنوا لیجئے - طریق اول
حسب قرارداد اشتہار بکفالت جائداد از اوثیقہ لکھائیے
دوم بنک گھر میں جمع کرا لیجئے مگر اتنا ملحوظ رہے کہ اگر ہمکو
کامیابی ہوئی اور بربنا اوسکے بنک سے روپیہ واپس لینا پڑا
تو جس قدر سود پر ہم روپیہ لیکر داخل بنک کرینگے وہ تمام وکمال
روپیہ معہ خرچہ رجسٹری وفیس بنک جو کہ اسّی روپیہ پر عاید ہوتی
ہے آپ کو دینا پڑیگا - اور اُسکی بابت پانچہزار روپیہ کی ضمانت
بہ کفالت جائداد داخل کرنے ہونگے - مگر دونوں صورتونمیں
آپ کے پانچ علماء کا اقرارنامہ بوعدہ تبدیل مذہب ضرور رضرور
رجسٹری کرایا جائیگا - اس تحریر کو لیکر ہم کمیٹی جانچ میں بیٹھینگے
آپ ڈرتے کیوں ہیں اُسکو تو لکھ ہی چکے ہو کہ شیعہ قیامت
تک ہماری کتب میں مضامین مندرجہ اشتہار مذکھا سکینگے
پس ضرور ہے کہ جب حسب خیال سامی وہ مضامین آپ کی
کتب میں نہ ہونگے - تو آپ ڈگری پا جائینگے - بس اللہ کا نام
لیکر جلد غدیر و تشیید المطاعن کو اپنے پانچ علماء کے حوالہ کیجئے
وہ ہر ایک نمبر آئینہ حق نما کے متعلقات کو کتب موصوفہ سے
برآمد کرکے اپنی کتب سے ملاتے جائیں - اگر مضامین پورے

طور سے دست بدست مطابقت پا جائیں تو دس پنجتن کہہ کر شیعیان
علیؑ میں داخل ہو جائیں۔ بصورت عدم مطابقت ہم حزار دہم تو
شیعہ کو سُنّی بنائیں اور رقم بالا کو جیب میں رکھیں یہ بھی اطمینان
دلایا جاتا ہے کہ سوائے روپیہ کے ہم بھی پانچ علماء کا اقرار نامہ
تبدیل مذہب بدیں مضمون رجسٹری کرا دینگے کہ اگر مضامین مندرجہ
جلد غدیر و تشیید المطاعن غلط ثابت ہو گئے تو فوراً مذہب بدلکر
سنی پاک طینت ہو جائینگے علماء کے مقابلہ میں اقرار علماء ہوگا
اور وعدہ زر خطیر مستزاد برآں ہم بہ نسبت آپ کے دوہرا اطمینان
دلویں گے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اب جناب ضرور صاحب
متذکرہ بالا سے ایک قرینہ پسند فرما کر آمادہ ہو جائینگے مگر بطریق
پیشین گوئی یہ عرض کیا جاتا ہے کہ آپکا کوئی عالم بعد معاینہ
کتب اس مضمون کا اقرار نامہ لکھانے پر ہرگز ہرگز آمادہ نہ ہوگا
کیونکہ جب کوئی عالم نیک نیتی سے کتب بینی پر کمر چست کریگا
تو لامحالہ حوالہ صحیح پائیگا۔ پس وہ ایسا اقرار بغو کیوں کرے گا
علمائے اہل سنت کا ایسا اقرار نامہ رجسٹری نہ کرانا شیعہ کے
لئے ناطق دگری کا اثر دینے والا ہے۔ چونکہ امید نہیں ہے
کہ کوئی صاحب علمائے اہل سنت سے اقرار نامہ رجسٹری
کرائیں اور یہ بھی ممکن نہیں کہ بلا تحصیل اقرار نامہ اسطرف سے

۲۵ ہزار روپے کا وثیقہ لکھا جائے یا داخل بنک کیا جائے
پس ضرور ہے کہ یہ معاملہ رُک جائے اور حق طلب جُو کہ بہت
شوق سے نگران ہیں کہ کب مناظرہ ہو کر کوئی بات انقطاع
پذیر ہو اپنا دل مسوس کر رہجائیں - لہذا ایک سہل طریقہ بتاتا
ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں اور جناب ایک اقرار نامہ تبدیل مذہب
تحریر کر کے کمیٹی جانچ بہ صرف بالمناصفہ قائم کریں روپیہ پیسے کا
قصہ بیچ سے اُٹھا دیویں اس صورت سے بھی امر حق اُسی طرح
نمایاں ہوگا - جیسا کہ پہلی صورتوں سے ہوتا - مقصود اصلی
اسبات کے ظاہر کرنے سے ہے کہ آیا شیعہ نے جو یہ دعوے
کیا ہے کہ ہم کتب اہل سنت سے امورات مندرجہ اشتہار
ثابت کر دینگے اور آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ شیعہ قیامت
تک اہل سنت کی کتابوں سے وہ مضامین نہ دکھا سکینگے
بایں اختلاف کلامی دونوں میں سچا کون ہے ہر وئی کمیٹی
جسکو ڈگری ہو دئی وہ ہی مذہب عام طور پر صحیح مانا جائے گا
اگر آپ نے سچے دل سے ہمارے اشتہار کا جواب لکھہ کر
آمادگی ظاہر کی ہے تو بس اب دیر نہ کیجئے - تیار ہو جائیے
مجھہ کو بلائیے یا خود تشریف لائیے اور معاہدہ مرتب کر لیجئے
پندرہ روز تک جواب مرحمت ہووے ورنہ سمجھا جائے گا

کہ آپ کا یہ طمطراق ظاہری تھا اور اگر آپ کو تبدیل مذہب کی شرط سے بھی گریز ہو تو بلا اوسکے کتابیں دیکھہ لیجئے۔ بعد ظاہر ہونے نتیجہ کے ہٹ دھرم نہیں تو حق طلب و عاقبت اندیش خود مذہب بدلکر راہ حق و صواب اختیار کرینگے۔ طرفین کی سادہ کارروائی بھی اگر پسند خاطر نہ ہو تو مجھہ سے اقرار نامہ تبدیل مذہب رجسٹری کرا لیجئے اور آپ کوئی اقرار نہ کیجئے ۲۵ ہزار روپیہ اگر لینا مد نظر ہے تو حسب تصریح بالا کارفرما ہوئیے اگر اب بھی آپ نے کوئی حیلہ نکالکر ٹالم ٹول کیا تو یاد رکھئے چونکہ اب اشتہار میں اپنی آمادگی شایع کر چکے ہیں جناب کو کمیٹی نہ کرنے سے بڑی سخت بدنامی ہوگی۔

راقم سید سجاد حسین مولف رسالہ سجادیہ از بھیڑہ سادات ڈاکخانہ تسہ ضلع مظفر نگر ۲۰ ستمبر ۹۵ء بذریعہ رجسٹری مرتب ہوا

فقط تمت

یادداشت

۲۰ ستمبر کے عریضہ کا ۷ اکتوبر ۹۵ء کو جواب طول ملا۔ مگر

سوال آسمان وجواب ریسمان کا مصداق بوجہ طوالت نہیں چھاپا گیا اور خط موجود ہے عند الضرورت دکھایا جاسکتا ہے جسکو دیکھکر ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ ۲۰ ستمبر کے خط کا ایک جواب نہیں دیا گیا

بجناب مستطاب معلے القاب مخدوم مکرم جناب مولوی محمد مسیر فعلیخا صاحب دام مجدکم

سلام نیاز پذیر آباد۔ شاکر مم بخیریت خود و دا عیم بصحتوری مزاج سامی والا نامہ بمحرمت شمامہ محررہ ۷۔ اکتوبر جسکو جناب نے سہواً ۷ ستمبر لکھا ہے بجواب عریضہ ۲۰۔ ستمبر نازل ہوکر عزت افزا رہوا۔ جناب میری تحریر کا کوئی واقعی جواب تحریر فرماتے ہیں اور نہ کوئی معقول بات لکھتے ہیں غیر سٹال معاملات۔ سے کاغذ سیاہ کیے جاتے ہیں ایک ایک بات چار چار دفعہ لکھے جاتے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ہزار برس میرے اور آپ کے سلسلہ کتابت رہا تو آپ کبھی خلاف مراد جواب دینے سے باز نہ آئیں گے۔ لہذا میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اشتہارات معہ جملہ خطوط چھاپ کر اہل دانش کو دکھا دوں کہ فریقین کی تحریروں کو جانچ فرمالیویں کہ کون برسر حق ہے اور کون چادر خطا سر پہ ڈالے ہوئے ہے۔

کون حق طلب ہے اور کون حق کے نازک گلے پر کُند چھری پھیرنے والا ہے۔ میں نے آپکے والا نامہ ۷۔ اکتوبر ۹۵ء کو اسی طرح باطل کر دیا ہے کہ جیسے آپکے اشتہار کو عریضہ ۲۸۔ اگست سے اور نوازش نامہ ۷ ستمبر کو نیاز نامہ ۲۰۔ ستمبر سے آپ اس رسالہ سرمۂ خاموشی کو جو کہ ۷۔ اکتوبر کے خط کا جواب ہے ملاحظہ فرما کر اُس کا رد چھپوائیں اور روداد قیامت کو اگر ہو سکے تو باطل فرمائیں۔ ورنہ سمجھ لیں کہ آپ کا قیامت میں یہی حال ہوگا جیسا کہ دکھلایا گیا ہے۔ جناب مجھ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ تحریر ۲۰۔ ستمبر میں دائرہ تہذیب سے باہر ہو کر کلمات غیر مہذبانہ لکھے اور بعض اشارات فتنہ انگیز کیئے۔ میں بصد ادب اور بہزار خواہش متمنی ہوں کہ تحریر مذکور سے اُن کلمات خون ریز تہذیب و کنایات فتنہ انگیز کا استخراج و استنباط کر کے اطلاع دیویں تاکہ برائے آیندہ مرتکب نہ ہوں یا اُن کلمات و اشارات کا شان نزول بیان کروں +

جب تک کہ آپ فرد الزام پیش نفرمائینگے مجھ کو آپکی راست بیانی میں انتہا درجہ کی تشکیک واقع رہیگی۔ غالباً آپ کسی کلمہ یا اشارہ کا نشان نہ دے سکینگے۔ بخاطر داشت سامی نحیف نے عریضہ ۲۰۔ ستمبر پر پھر نظر ثانی کر کے بہت جھک جھک

کر باریک نظر سے دیکھا تو کوئی کلمہ خلاف تہذیب و بیدار کنندہ فتنہ خفتہ نہ پایا۔ البتہ تذکرہ آتش زنی بخانہ فاطمہؑ میں جہاں (۱۲) کتب اہل سنت کے اندر اس قضیہ نامرضیہ و واقعہ ہوش ربا کا درج ہونا میں نے بیان کیا ہے وہاں یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی ؛

عبارت مندرجہ عریضہ ۱۰ ستمبر

آپ پر لازم تھا کہ فقط اسی بات کی جانچ فرما لیتے کہ ایسا سنگین جرم جو حضرت عمر پر لگایا گیا ہے آیا وہ صحیح ہے یا غلط مرتکب آتش زنی یا کہ ایسے فعل کا ارادہ کرنے والا حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا پاتا ہے اور اسی طرح اس جرم کا غلط طور پر دعویدار قابل سزا ہوتا ہے ؛

غالباً جناب نے بخیال حمایت و طرفداری جناب عمر اسی فقرہ کو اشارہ فتنہ انگیز سے تعبیر فرمایا ہوگا۔ حضرت من یہ اشارہ نہیں ہے بلکہ ایک بڑا اور اہم امر نزاعی مابین سنی و شیعہ ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر جناب فاطمہؑ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر گئے اور جناب سیدہؑ کو دھمکایا۔ اور ڈرایا کہ تمہارا گھر جلا دوں گا اہل سنت یہ سنتے کی بات سنکر بہت داہنا بایاں جھانکتے ہیں اور

اس طشت از بام معاملہ کے چھپانے میں طرح طرح کی کوششیں عمل
میں لاتے ہیں اگر اعتراض شیعہ کو بلاچون وچرا تسلیم کرلیں تو
سوائے ہٹ دھرم وناانصاف کے دنیا میں کوئی سُنّی ہی نہ
رہے۔ اصلی واقعہ سے مطلع ہوکر ہر سُنّی بحق جناب عمرو ہ ہی
الفاظ کہنے لگے جن کو خدائے عادل نے ظالمین کے لیئے قرآن
میں استعمال فرمایا ہے ملاحظہ ہو کہ جناب شاہ صاحب نے تحفہ
میں درباب طعن احراق کے سی مضطربانہ گفتگو کی ہے ڈوبتے
ہوئے آدمی کیطرح بہت کچھ ہاتھ پیر مارے ہیں مگر کنارے
نہیں لگے منجدھار ہی میں ڈوب مرے کبھی اس معاملہ کو
مفتریات شیعہ سے قرار دیکر عمر صاحب کو جرم نمایاں سے بچایا
کہیں یہ لکھدیا کہ حضرت دوم نے آگ لگانے کا ارادہ کیا تھا
اور ارادہ پر سوائے مقلب القلوب کے کوئی مطلع نہیں ہوتا ممکن
ہے کہ محض دھمکانا مدنظر ہو اور جلانا مرکوز طبیعت نہ ہو ایک موقع
پر یہ لکھتا ہے کہ اس بات کے گوش زد ہونے سے بدن پر بال
کھڑے ہوتے ہیں۔ کہیں یہ لکھتے ہیں کہ بیش بریں نسبت کہ عمر سے
بہ مقابلہ اہلبیت سوء ادب واقع ہوا سو اسکا کچھ مضایقہ نہیں۔
اجراء کار خلافت میں ایسے امور پر سلاطین کی نظر نہیں ہوتی
حضرت امیر نے بھی بخیال استحکام امر خلافت عایشہ کی آبروریزی

وہتک حرمت میں دقیقہ باقی نہ رکھا تھا۔ پس یہ فعل عمر مطابق
فعل مرتضوی تھا۔ کہیں کہتے ہیں کہ خانۂ سیدہ میں ارباب فتنہ
وفساد واہل شرارت جمع ہوکر خلیفہ اوّل کو تخت خلافت سے
اتارنا چاہتے تھے۔ اگر اون کی تنبیہ و توبیخ کیلئے جلا بھی دیا
جاتا تو کوئی عیب نہ تھا۔ پس ایسے امر اہم و معاملہ نزاعی کو
جناب کا غیر مہذب و فتنہ انگیز بیان کرنا ہرگز قرین انصاف
نہیں۔ اگر حسب اندراج ۱۶ مجلدات سنیہ درحقیقت حضرت عمرؓ
نے جناب سیدہ کے دولت خانہ اکرامت نشانہ کے جلانے کا
ارادہ کرکے آگ اور لکڑیاں طلب فرماکر اُن کو خوف دلایا تھا
اور ایسے دردخیز وعبرت ناک واقعہ پر کہ وہ مبتلائے رنج
مرگ پدری ہوکر بوریائے ماتم پر بیٹھے ہوئے بلبلاہٹ سے
اپنے باپ کو رو رہی تھیں۔ دھمکایا اور ڈرایا تھا۔ تو پھر منصفین
اہل سنت کے نزدیک بھی جناب عمرؓ سوائے مقام معلوم کے
اور کسی جگہ بھیجے جانے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ خلیفہ صاحب
کے مقر اصلی کو دیکھ کر آپ آزردہ خاطر و ترش رو نہ ہوں کیونکہ
جناب اس بارہ میں بالکل میرے ہم خیال ہیں اگر آپ کو کچھ
بھی مخالفت ہوتی تو اپنے اشتہار میں جو کہ بجواب آئینۂ حق نما
لکھا ہے۔ کبھی یہ تحریر نہ فرماتے کہ قیامت تک شیعہ ہماری

کتب سے معاملات مندرجہ آئینہ حق نما ثابت نہ کر سکیں گے
اگر شیعہ نے قیامت سے پہلے ہی پہلے ثابت کر دیا تو ضرور
آپ جبابت کا انکار کرتے ہیں چار و ناچار ۱۶ کتب کے معاینہ
سے نیچی گردن کر کے حضرت عمر کو اسیطرح یاد فرمانے لگینگے۔ کہ
جیسے ہم گروہ شیعہ کرتے ہیں۔ سچ فرمائیے کہ کیا خدانخواستہ
اپنی معتبر کتابوں میں جن کی تعداد ۱۶ جلد پر منتہی ہوتی ہے مضامین
خانہ سوزی معاینہ فرما کر لب نہ ہلائیگا اور برابر حضرت عمر و فاروق
اعظم کہے جائیگا۔ میں کبھی باور نہ کرونگا کہ حضور جیسا مسلمان
اور غیرت بہرا پٹھان اپنی کتابوں میں یہ آتش فشان مضمون
دیکھکر سنان طعن سے حضرت عمر کا جگر چھیدنے میں کوتاہ دستی
کریگا۔ دیکھئے اگر کسی پیر کے مُرید یا گرو کے چیلے یا بادشاہ کے
ملازم بعد وفات سردار خود اُس کے گھر پر شور و غوغا کر کے
چڑھ جائیں اور اُسکی اولاد کو حالت رنج و غم میں دھمکائیں
اور خوف دلائیں کہ تم ہماری اطاعت اختیار کرو ورنہ تمہارا گھر
پھونک کر خاک سیاہ کر ڈالینگے ضرور ہے کہ ایسے مرید عام لوگونکی
نگاہ میں نہایت بے وقعت ہو کر اہل بغاوت سے شمار کئے
جائیں وہ شخص نہایت شقی و قسی القلب گنا جاتا ہے جو کہ کسی
عزا خانہ پر اہل عزا کے تکلیف دینے کو خوشخوار حرکتوں سے

دھاوا کرے اس وقت اگر کسی شخص سے ایسی حرکت واقع
ہووے جیسیکہ حضرت عمر سے ہوئی تو تمام اہل ملک اتفاق کرکے
گورنمنٹ عدل گستر سے داد خواہ ہوں کہ اوسکو سزائے قانونی
دیجاوے اسی طرح ہم جملہ مسلمانوں کو استحقاق حاصل ہے کہ
بپاس خاندان بنوت عمر کو اسکی اس حرکت بیجا پر بارگاہ قہار و
جبار سے سزائے شدید دلانے کی کوشش کریں اور تا وقوع
قیامت اوس کے روح کو اُن کلمات سے متاذی و بیچین کرتے
رہیں جن کی زبان اہل اسلام سے حاصل کرنے میں اُس نے
قابلیت بہم پہنچائی ہے اگر خدانخواستہ حقیر مثل جناب عمر پرست
ہوتا اور اُڑتی سی یہ خبر مل جاتی کہ حضرت دوم نے اپنے مرشد
زادی سے ایسا وحشیانہ برتاؤ کیا کہ جس کے سُننے سے رونگٹے
کھڑے ہوکر ایمان لرزتا ہے اور یہ واقعہ بتفصیل تمامتر ۱۶ اکتابوں
میں درج ہے تو واللہ باتحقیق کیے ہوئے مجھ سے ایک شب نہ
رہا جاتا۔ نشئید المطاعن کو جسمیں ۱۶ کتب کی عبارات سے
مع توثیق راویان یہ واقعہ ثابت کیا گیا ہے سر پر اُٹھائے
اُٹھائے پھرتا۔ اور بڑے بڑے عالموں کو وہ عبارتیں دکھاکر
جواب مانگتا۔ چونکہ کوئی حسب عادت جواب نہ دیتا لہذا وہی
بات کہدیتا جس کا کہنا سنی سے شیعہ ہوتے وقت رائج ہے

مگر آفرین ہے آپ کی ہمتِ مردانہ و پختگی ایمان پر کہ اشتہار آئینہ
حق نما میں کتابوں اور اُنکے مصنفوں کے نام دیکھ کر بھی کان
پر جُوں نہ چلے اور ویسے ہی حسن عقیدت سے حضرت عمر کو فاروق
حق و باطل کہہ کر شیعہ کو حوالہ کتب میں ذہنی اور نظر انداز پیمائش ص
کوئی اس قسم کا فقرہ دیکھتے کہ منجملہ ۱۶ کتابوں مندرجہ اشتہار آئینہ
حق نما کے فلاں جلد ہماری نظر سے گذری حوالہ مندرجہ اشتہار
کو غلط پایا آپ نے نہ کوئی کتاب دیکھی اور نہ ہمارے لکھے ہوئے کو
صحیح جانا۔ ویسے ہی بجوش افغانیت مرنے لڑنے پر کمر کس بیٹھے
اے حضرت آپ کتابوں کے دیکھنے سے ڈرتے کیوں ہیں۔
سُنیوں کے مذہب میں شیعوں کی کتابوں کا دیکھنا منع ہے
نکہ اپنے کتب خانہ کا دمعاینہ بھی حرام ہے آپ تو یہ لکھ چکے کہ
شیعہ قیامت تک ہماری کتابوں سے اپنے مطلب کو نہ ثابت
کر سکینگے آپ پر لازم تھا کہ بنظر آگاہی عامتہ الناس لکھدیتے۔
کہ اس وقت فلاں فلاں کتاب ہم نے دیکھی شیعہ کا دعوے
غلط پایا۔ بندہ پرور اگر حسب منظنہ سامی حضرت عمر کی ذات سے
یہ فعل یا دیگر امور مکروہہ صادر نہ ہوئے تھے۔ اور ہم گروہ شیعہ
خواہ مخواہ اُن کو بلا ثبوت ملزم ٹھہراتے ہیں تو بالزام بیجا ویسے ہی
عذاب شدائد کے مستحق ہیں کہ جیسے بعد ثبوت ارادہ وارتکاب

ع۔ سے جھوٹا بادر فرمایا ہم بہت خوش ہوتے اگر آپ کی تحریریں

آتش زنی حضرت عمر ہونگے دیکھئے مینے ایک انصافی بات
لکھکر میزان عدالت کے دونوں پلوں کو کیسا برابر کر دیا تہا
خدا کرے کہ آپ کی آنکہہ میں رگِ انصاف سے چمکدار مادہ
پہونچکر آئینہ حق نما پر نظر کرنے میں مدد دیوے اگر اس وقت
پُر عدل و داد میں کسی حاکم دولت انگلشیہ کے روبرو کوئی ایسا
اشد و شدید النفس شخص چالان ہوکر پیش ہو کہ جس نے
کسی کو گھر پھونکدینے کی دھمکی دی ہو یا آنکہ بنظرِ تخویف و ترہیب
اس کے دروازے پر لکڑیاں جمع کرکے سامان آتش زنی بہم
پہونچایا ہو تو بعد ثبوت فوراً وہ مقدمہ سپرد ششن ہوکر مجرم جہنم
ہندوستان میں جو کہ عبارت ہے جزیرۂ انڈمان سے بھیجدیا جاوے
بلکہ ساتہہ ہی ساتہہ گواہان صفائی بھی بجرم شہادت کاذبہ
و اعانتِ بیجا ماخوذ ہوکر **مصرع** پا بدستے دگرے دست بدست
دگرے روانۂ زنجون کیے جاویں اور اگر مدعی کا کذب و افترا
ثابت ہوجائے تو اُسی پاداش و مکافات کا مستحق ہوگا جس کا
ذکر بحق مجرم کیا گیا۔ خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ اگر حسب بیان (۱۶)
علمائے سُنیہ حضرت عمر سے یہ امر ناشدنی واقع ہوا ہے تو بے
شُبہہ وہ سیدھے آنکہہ بند کیے ہوئے مع اپنے طرفداران کے
کسی مقام کی سیر کرنے پر مجبور کیے جائینگے اور اگر ہم گروہ شیعہ

خواہ مخواہ بلا موجود ہونے کتب اہل سنت کے اپنی جانب سے
عمر پر افترا و بہتان کرتے ہیں تو ضرور سزا بدعملی پائینگے
چونکہ اسوقت نہ حضرت عمر ہیں اور نہ جناب فاطمہ علیہ السلام
مگر دونوں کے پیروکار و جانب دار آپسمیں لڑے مرتے
ہیں۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تنازعات باہمی شیعہ
وسنی کے نتیجہ بالآخر کی ایک عکسی تصویر تحریری فوٹوگراف
سے کھینچکر دکھادوں تاکہ ہر عاقل وجاہل پر اُس کے معائنہ
سے واضح ہوجائے کہ اس سنی وشیعہ کے جھگڑے کا انجام کار
کیا نتیجہ ہوگا۔ مسلمانوں کو خوب یقین کرلینا چاہیے کہ آگ
لگانے کا مقدمہ اور دیگر معاملات نزاعی عادل حقیقی کے روبرو
ضرور پیش ہونگے۔ عام ازیں کہ بقصد آتش زنی دروازہ سیدہ
پر حضرت عمر آئے ہوں یا نہ آئے ہوں اگر درواقع عمر سے یہ
فعل سرزد ہوا ہے تو جناب فاطمہؑ اُس پر دعویدار ہونگی اور اگر
ہم گروہ شیعہ خواہ مخواہ غلط طور پر الزام لگاتے ہیں تو عمر وبکر
ہم پر دعویٰ ازالہ حیثیت عرفی کرینگے۔ پہلے جناب فاطمہؑ کا
بیان دعویٰ دکھاتا ہوں۔ بعد ازاں خلفاء کا عرضیدعوے
ناظرین کے سامنے پیش کرونگا۔ واضح ہو کہ معاملہ قیامت کو
فرضی طور پر حسب مقتضاء رواج زمانہ دکھایا گیا ہے تاکہ حسب مذاق

موجودہ اہل نظر کے ذہن نشین ہوجائے ۔

مضمون عرضیدعوے جناب سیدہ علیہا السلام

فاطمہؑ بنت محمد مصطفےٰ صلعم ساکنہ مدینہ طیبہ مدعیہ — بنام ابوبکر و عمر و عثمان و امثالہم سکنائے ایضاً مدعا علیہم

دعوی تخویف مجرمانہ و استحصال بالجبر زیر دفعہ متعلق ظالمین مندرجہ قرآن مبین بیت آل نبیؐ دریدہ گریباں کشادہ مو فریاد بر در حرم کبریا کنند + کہ اے عادل و منتقم ہمارے ناسور جگر پر مرہم انصاف کا پھایہ چڑھایا جائے ۔ عمر و بکر وغیرہ نے میرے باپ سے ہر نوع کی آسایش پاکر اوسکا کچھہ پاس و لحاظ نکیا ۔ بلکہ بخلاف مروت و ایمانداری اونکو لڑائیوں میں تنہا چھوڑکر فرار کو قرار پر ترجیح دی ۔ تقسیم اموال و غنایم میں اونکو غیر عادل کہکر دل دکھایا ۔ بروز صلح حدیبیہ صاف و صریح لفظوں سے نبوت میں شک کیا ۔ عام طور پر کہدیا کہ اگر ہم کو ستر آدمی ہمدم و جان نثار بہم پہونچ جاتے تو معاہدہ نبیؐ کو جو کہ کفار سے کیا گیا ہے توڑ ڈالتے ۔ لیلۃ العقبی میں اونکی مضرت پر کوشش کی ۔ بابا کی صاحب ۔ فراموش ہوتے ہی

آنکھیں بدل گئیں۔ تعمیل احکام میں ٹالم ٹول کرنے لگے۔ باوصف حکم شدید لشکر اُسامہ سے پاکشی بلکہ سرتابی کی دوات وقلم کے قصہ میں فدویہ کے بابا جان کو بیہودہ گو کہا۔ شدت مرض میں اُن کے سامنے فضول طور پر غوغا مچاکر داغ مبارک پر صدمہ پہنچایا۔ بعد وفات ایسی بے پروائی کی کہ اُن کی لاش مبارک کو بے غسل وکفن چھوڑ کر میرے خاندان سے اسلامی حکومت کے نکالنے میں فکر وغور کے لئے سقیفہ میں کہ جہاں مشورہ ہائے باطل کے لئے جہال عرب جمع ہوتے تھے چلے گئے تین روز تک ایسے گرم مشورت رہے کہ بابا کے جنازے کیطرف پھر کر بھی نگاہ نہ کی۔ بالآخر میرے گھرانے سے اسلامی حکومت کو بایں مضبوطی نکالا کہ بعد اُسکے فدویہ کی ذریت کو تیرے دیئے ہوئے منصب پر تصرف نصیب نہ ہوا۔ حکومت وخلافت کے ساتھ ایسی شقیں لگائیں کہ میرا خاندان مسلمانوں کی نظر میں بجد سے ذلیل وخوار ہوا کہ مرد واجب القتل اور عورتیں قابل بندی بخویز کی گئیں اجماع واستخلاف وتسلط کی شرطنے ہر جاہل وسفیہ وفاسق وفاجر کو خلیفہ بننے کا حوصلہ دلا دیا۔ جس پر چار لٹھیتوں اور قوم وقبلہ والوں نے اپنا فائدہ مدنظر کرکے اتفاق کر لیا۔ بس وہی خلیفۂ رسول و حاکم امت مان

لیا گیا۔ خدایا اس شرط نے معاویہ و یزید و مروان کو بستر
خلافت پر ایسا دراز پاؤں کر کے سلایا جس سے میرا گھر ایسا اجڑا
کہ پھر آباد نہ ہوا۔ خدایا ابوبکر و عمر نے فدک کو جس کی ایک لاکھ
چوبیس ہزار روپیہ برسوئے مشخصہ سالیانہ آمدنی تھی۔ مجھ سے
بجبر و تعدی چھین لیا۔ مقدمہ ہبہ فدک میں علیؑ و حسنینؑ و
ام ایمن وغیرہ کی گواہی کو رد کر دیا۔ بے بنیاد حدیث بنا کر
آیۂ وراثت سے مجھکو مستفید نہ ہونے دیا۔ تیرے بندہ خاص
علی مرتضیٰؑ نے ہر چند کہ بعض آیات قرآن سے آیۂ وراثت
کا بحق اولاد انبیاء موثر ہونا بیان کر کے ورثاء انبیاء سابقین کا
متروکات مورثان سے بہرہ یاب ہونا ثابت کیا۔ مگر کسی نے
نہ سُنا۔ ابوبکر نے شکنجۂ دلایل میں پھنسکر غایت حجاب و ندامت
سے واگذاشت فدک پر ایک وثیقہ لکھدیا تھا۔ جس کو عمر نے
نہایت بے دردی سے سر دربار چاک کر ڈالا۔ مجھکو ایسی نازک
حالت میں کہ فرش عزا پر بیٹھی ہوئی اپنے باپ کو پھوٹ پھوٹ
کر رو رہی تھی آگ اور لکڑیوں کا انبار دکھا کر خوف دلایا کہ تیرا
گھر پھونکدینگے میرے اُس گھر میں (جسکے اندر تیرے حکم سے متواتر
حسنینؑ کی گہوارہ جنبانی کو فرشتے نازل ہوئے میکائیل و سرافیل
چکی پیسنے آئے۔ جو حینت بہ تقریب ولادت حسنینؑ دایہ گری

کے لیئے آئے) مفسدان واشرار امت کا مجتمع ہونا قرار دیا۔
ضرب مشت ولگد سے محسن معصوم کو مار ڈالا۔ مدعا علیہم ۱ و
۲ نے نہ میرے باپ کا پاس ادب کیا اور نہ یہ خیال کیا کہ مجھ
غریب و صدمہ رسیدہ کے والد ماجد نے آئین اسلام سکھا کر
ذلت کفر سے اونکو بچایا تھا۔ دنیا میں کوئی عزیز مردہ رونے
سے منع نہیں کیا گیا۔ اس بیکسہ کے در دناک بین اور جہان
سوز آہوں سے کراہت ظاہر کر کے علیؑ سے شکایتاً کہا کہ ہم
گریہ فاطمہؑ سے بیچین ہوتے ہیں۔ اُن کو روز وفات سرور کائنات
سے سوائے رونے پیٹنے کے دنیا کا اور کوئی کام ہی نہ رہا۔
اگر چندے اونکی گریہ وزاری کا یہ ہی تار رہا تو ہم کو مدینہ سے
کوچ کرنا پڑیگا۔ فاطمہؑ اگر دن کو روئیں تو شب کو آرام کریں
اور رات کو رونا پسند کریں تو دنکو ساکت رہیں جب مینے دیکھا
کہ بابا کے اصحاب و جانشین میرے رونے سے دل تنگ ہو کر
برسر شکایت ہیں ناچار بیرون حصار ایک مقام مسمی بہ بیت الحزن
تجویز کر کے مصروف آہ و بکا ہوئی۔ فدویہ نے ہر مہاجر و انصار
سے امداد طلب کی اور بہ جمیع الوجوہ اپنے حقوق کا اظہار کر کے
حجت تمام کی۔ مگر سوائے معدودے چند کے جن کو بوجہ حسن عقیدت
وکمال ایمان مجھ سے اختصاص تھا۔ اور کسی نے اجابت نہ کی

بلکہ بعض نے البتہ ہمپر یہ الزام لگایا کہ علی نے فرش ماتم پر بیٹھکر
اپنے حقوق کو تلف کر ڈالا - اگر وہ بھی بفور انتقال سرور عالم
ور باب حصول خلافت مثل دیگر عاقبت اندیشوں اور بیدار مغزوں کے
تک و دو کرتے کبھی بھی محروم نہ رہتے - خدایا علیؑ سے یہ کب ہو
سکتا تھا کہ سردار دو جہان کے بدن مقدس کو سپرد زمین نہ
کرتے اور خلافت کے پیچھے مثل دیگر مدعیان پیچھے جھاڑ کر پڑ جاتے
علیؑ سمجھتے تھے کہ نہ میری مانند کوئی کتاب خدا کا جاننے والا ہے
اور نہ کسی کو سوائے میرے بشیر و نذیر نے غدیر میں بھیجا دا -
من کنت مولاہ فعلی مولاہ اپنا جانشین مقرر فرمایا ہے - وہ
جانتے تھے کہ سب مسلمان بعد فراغ دفن و کفن میرے ساتھ
حسب قانون شریعت و اتباع رسم زمانہ لا اقل تین روز تک
تو ضرور ہی بوریا نشین ماتم داری ہو کر سرگرم دلداری رہینگے
مگر بالکل اوسکے خلاف دیکھا گیا - شرکت ماتم کجا کسی نے
فاتحہ کیلئے ہاتھ بھی نہ اٹھایا - سقیفہ سے تین روز میں نکلکر
ہمارے ساتھ دمبدم خونخوار حرکتوں سے پیش آنے لگے -
جس طرح عامۃ الناس پر و رباب بیعت طلبی دار و گیر ہوئے
اُس سے سخت تر زیادتی ہمارے ساتھ کیگئی - کسی منکر بیعت
کے گھر پر سوائے میرے دار الحزن کے آگ اور لکڑیاں لیکر

نہ گئے۔ کچھ دنیاوی شرم و احتمالِ فتنہ مانع ہو رہا تھا۔ ورنہ مدعا علیہم کو ہمارے قتل کرانے کی تدابیر پیش نظر تھیں۔ چنانچہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے خالد سے علیکو عین نماز میں قتل کرانا چاہا۔ مگر کچھ سوچ سمجھکر خوف فساد سے قبل از سلام نماز مضطر ہو کر خالد کو منع کر دیا۔ بایں ہم کو اور قرآن کو یکجا کر کے کل مسلمانوں پر حکم کر گئے تھے۔ حضرت کے آنکھ بند کرتے ہی وہ حکم محکم توڑ ڈالا۔ قرآن کو چیر پھاڑ کر جلا دیا۔ اور بصیغہ بیعت ہمارے محکوم بنانے کی بدرشتی تدابیر پیدا کرنے لگے جس کو مجھ سے ایسا روکا کہ اُنکے مقلدین نے ہمیشہ کے لیئے اوسکو ترک عمل سے گویا خارج از قرآن سمجھ لیا بعد اونکے اکثر مسلمانوں نے اونکی ایسی پیروی کی کہ ہر کارروائی کو جو کہ بسبیل ظلم و ستم میرے ساتھ کیگئی تھی ناشدنی وغیر وقوعی کہکر پس پشت ڈالدیا۔ اور مطلق اعتنا نہ کیا بلکہ وہ جملہ معاملات جن کا وقوع میرے مقابلہ میں جابرانہ ظالمانہ طریقہ سے ہوا تھا۔ تاویلات رکیکہ و بیجا سے صاف ستھرے کر کے جہلاء اہل اسلام کو دکھلائے گئے۔ یہاں تک غضب کیا کہ ایک معدوم و بے وجود کتاب مجلح السالکین سے میرا رضامند ہونا ظاہر کر کے حق طلب مسلمانوں کو زیادہ غور کرنے سے روکدیا اگر وہ لوگ میری رضامندی پر مطلع نہ ہوتے تو کبھی بھی ظلم شعار

کی دوستی کا دم نہ بھرتے۔ موالیان فدویہ نے جب غل مچایا
کہ کوئی کتاب معروف بہ مجاح السالکین ہماری نہیں ہے جس
میں فاطمہؑ کا ابوبکر سے رضامند ہونا لکھا ہووے۔ تب بہت
دنوں کے بعد چھپتا کر مولوی محمد خلیل نے ہدایات الرشید میں
یہ ظاہر کیا۔ کہ وہ کتاب جسمیں مضمون رضامندی درج ہے۔
مصباح السالکین ہے مجاح السالکین کاتب کی غلطی سے لکھا
گیا۔ اُس کا جواب میری نسل سے سجاد حسینؑ مولف رسالہ
سجادیہ نے مسکت المخالف کے صفحہ ۲۰ پر ایسا پھڑکتا ہوا دیا
کہ مخالفین کے قلم ٹوٹ گئے۔ تیری حبیب پاک نے بموجب
حدیث صحیح (خلفاء اثنی عشر کلہم من قریش) میری اولاد میں
گیارہ(۱۱) اماموں کے پیدا ہونے کی پیشین گوئی فرمائی تھی جسکو
تو نے اپنے فضل عمیم سے میرے پیارے مہدیؑ پر ختم فرمادیا۔
تابعان مدعا علیہم کو یہ بھی ناگوار گذرا۔ اُنہوں نے غایت
عداوت وشقاوت سے ایسے بارہ(۱۲) شخصوں میں امر امامت کو
دائر وسائر بتایا۔ جنہوں نے کُھلم کُھلا میرے گھر پر لوہے کی
جھاڑو پھیر دی۔ منجملہ اونکے چھٹا خلیفہ معاویہ ایسا مجمع قبایح
تھا۔ کہ اوسکے باپ ابوسفیان نے بابا کے دندان مبارک
شہید کیے۔ ہندہ اُس کی مادر گرامی نے جدِ نامدار امیر حمزہؓ

کا کلیجا چبا ڈالا - خود بلا استحقاق جائز چند بار علیؑ سے لڑا - ہزارہا
مسلمانان ابرار شہید کر ڈالے - حسنؑ کو زہر و غا پلا کر جگر ٹکڑے
ٹکڑے کر ڈالا علیؑ کو علانیہ ممبروں پر ناسزا کہا اور اپنی رعایا
سے کہلوایا دفاتر سے سرکلر جاری ہوئے کہ کسی سررشتہ میں بو ترابی
ملازم نہ رکھے جائیں بلکہ جس پر اشتباہ موالات اہلبیت ہوا
اوسکو باغی قرار دیکر گھر بار لوٹ لیا جائے ہائے ہائے ہمارے
گھرانے سے ایسے منحوس وقت میں حکومت نکالی گئی تھی کہ تا قیامت
میرے نام لینے والونکو چین و آرام نہ ملا زبانیں قطع کی گئیں
گھر جلوائے گئے - زندہ آدمی دیواروں میں چنوائے گئے - اُن
کے خون سے مٹی تر کر کے صرف عمارات کیگئی ہر بلد و قریہ میں
عام اشتہارات شایع کیئے گئے - کہ خاندان نبوتؐ کی توہین
لوگوں کے ذہن نشین کرائی جائے اُن کے فضایل و مناقب
زبان تک نہ آئیں ایک بیچارے نسائیؒ کو جسکی کتاب باسم صحیح
نسائیؒ معروف ہے کچھ حیا آئے تیرے عبد خاص علیؑ کے مناقب
میں کتاب لکھکر مسجد دمشق میں سُنائی وہاں سوائے خوارج کے
مسلمان کون تھا - غریب کو ادھموا بنا دیا - محبان عاجزہ نے
جب کسی طرح صورت مفر نہ دیکھی - تقیہ کو جسکا حالتِ خوف و
اضطرار میں تو نے اپنی رحمت واسعہ سے حکم دیا تھا آڑ پردہ

بنا کر دن پورے کرنے لگے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کثرت مخالفین
و امتداد تقیہ سے میرے پرانے ہوا خواہوں کی نسلیں بلکہ خاص
میری اولاد سے گھرانے کے گھرانے معاویہ شاہی ہو کر ہم آواز
مخالفین ہو گئے۔ ہائے ہائے بعض سیدوں نے جنہیں اثر
سیادت مطلق نہ رہا تھا وہ ظلم مجھ پر کئے کہ بیان سے باہر
ہیں۔ یزید و مروان وغیرہا کے ایسے ہوا خواہ بنے کہ مدعا علیہم
کے پیروکاران کی تحریرات کو صحیح باور کر کے دعویٰ فدک میں
مجھکو اہل نفسانیت سے سمجھا۔ جاہل احکام شریعت اعتقاد کر لیا
معصومیت سے قطعی مستغنی ہو گئے میرے گھر کا جلانا اور اُسوقت
آفت میں مدعا علیہم کا خوف دلانا جائز تسلیم کر لیا۔ غرضکہ مخالفین
قدیم سے یہ اپنے ایسے برسر عداوت ہوئے کہ دو چار نمبر زیادہ
بڑھ گئے۔ معاویہ و یزید و مروان میرا گھر برباد کریں اور سنی سنید
اونکو چھٹا اور ساتواں خلیفہ از جملۂ اثنی عشر سمجھیں۔ میرے پیارے
حسینؑ و دیگر شہیدان کربلا کا ہر سال گھر گھر ماتم بپا ہو عورت
و مرد و بچے رو رو کر اپنی جانیں کھوئیں اور سُنی سید پھر کر بھی
نہ دیکھیں کہ طوفانِ بکا کس عنوان سے جوش کھا رہا ہے بلکہ
رونے رُلانے والوں کو دیکھ دیکھ کر قہقہہ اڑائیں مجلس عزا
کو بدعت بتائیں روز عاشورہ زینبؑ و اُم کلثومؑ کے سر سے

چادر اُتاری جائے اور سُنّی سیدانیان باوصف اِدّعاء سیادت
اُس روز بہ نسبت دیگر ایام کے مثل عورات بنی اُمیّہ بالوں
میں شانہ کریں مسّی کی اور داہٹ پر پان کی سُرخی کا اسنر
چڑھائیں۔ لال اُودا پہنکر رنگا رنگ لباس سے تزئین بدن
کریں۔ افسوس ہے کہ سُنّی سیّدوں نے نام کی بھی لاج نہ
کی۔ تمام اقوام دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس نے
اپنے باپ دادا سے اختلاف کیا ہو۔ اس کی نظیر میں سوائے
سُنّی سیّدوں کے دنیا کی اور کوئی قوم پیش نہیں کیجا سکتی۔
مقلدان مدعا علیہم علیؑ کو ناقابل خلافت بلکہ اُن کے زمانہ حکومت
کو باعث انسلاب خیر و برکت و ضعف اسلام کتابوں میں لکھتے
اور معاویہ شاہی سیّد اُس پر ایمان لائیں۔ علیؑ کی بیان کی
ہوئی کوئی حدیث عند السنیہ مسلم نہ ہو اور نہ کوئی مسئلہ اصول
اُن سے ماخوذ کیا جاوے۔ میری اولاد سے جسقدر ائمہ گذرے
ہیں سب جھوٹے اور خبطی اور ناقابل اخذ روایت سمجھے جاویں
یہ سب باتیں سیدسنیوں کو تسلیم ہوں۔ اور بند قبا کھولکر ہر ایک
مجلس میں دعوی کریں کہ ہم سیّد ہیں مجھ کو ان خواہ مخواہ سیّد بنکی
بڑی شکایت ہے۔ کاش وہ بلا دعوی سیادت مثل دیگر متبعان
مدعا علیہم مجھ غریب سے عداوت رکھتے تو خوب ہوتا۔ سُنّی

سیدوں نے مسلمانوں کی چھوٹی قوموں میں بُرا اثر پیدا کیا
دُھنیے جولاہے ان بناوٹی سیدوں کی رفتار گفتار سے اس دھوکہ
میں پڑ گئے کہ جب اولاد ہی اپنے باپ دادا کو بُرا جانتی ہے۔
کہ اُن کے ایّام غم میں ہر نوع کے ابواب فرحت و سرور کشادہ
کر لیتی ہے تو ضرور اُنکے ساتھ جسقدر خلفاء بنی اُمیّہ و عباسیہ نے
کارروائیاں کیں جائز و صحیح ہونگی۔ جب کہ میرے موالیان و
شیعیان درپے اثبات حقوق فدویہ و جبر و ظلم مدعا علیہم ہوئے
کبھی ایک بات کا بھی جواب نہ دیا۔ لیکن بامداد و تقویت جولاہگان
و حجام و نداف و بوریہ باف و تیلی و تمبولی و کنجڑے و قصائی
وغیرہا لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے۔ شیعہ نے ایک ایک بات
کے سو سو جواب دیئے۔ ادنیٰ ادنیٰ رسالوں کے جواب میں
بڑی بڑی کتابیں لکھ ڈالیں۔ اشتہارات جاری کیئے پچیس ۲۵
ہزار روپیہ کی طمع دکھلائی۔ مگر ایک کو بھی یہ جرأت نہ ہوئی
کہ جواب دیتا۔ لطف یہ ہے کہ اپنے مذہب کے جاہلوں کو
جن کی جہالت کوہ و دشت کی وسعت سے بڑھی ہوئی تھی
برابر سمجھاتے رہے کہ شیعہ ہماری تحریروں کے مقابلہ میں قلم
نہیں اُٹھا سکے۔ مولوی خلیل احمد نے بذریعہ ہدایات الرشید
اپنا غالب اور شیعہ کا مغلوب ہونا ظاہر کیا۔ نجاد حسین نے تصویر

غالب و مغلوب سے اوس کے تمام دعوی کو باطل کرکے بہ ثبوت
غلبۂ شیعہ ایسا پُر زور رجز لکھا کہ خود مولفِ ہدایات الرشید مسکن
گزین شہر خموشان ہو گیئے۔ اشتہار آئینہ حق نما میں مدعا علیہم
کے وہ تمام ظلم و جور دکھائے گئے تھے جو اُن کے ہاتھ سے مجھ
بیکسہ پر وقوع پذیر ہوئے تھے۔ تابعین مخاصم مذکورین ایک
الزام کو بھی نہ اٹھا سکے۔ سوائے دور از کار توجیہات بیان
کرنے اور باتیں بنانے کے اور کچھ نہ ہو سکا۔ الہی ابوبکر و
عمر کے مریدوں نے میری توہین و تنقیصِ مرتبہ میں کوئی دقیقہ
نہیں اٹھا رکھا۔ بابا کی نسبت لکھدیا کہ بعض اوقات غلبۂ محبت
مرتضوی سے ایسے خود فراموش ہو جاتے تھے کہ پائے اعتدال
لغزش کرکے حدود معین سے باہر نکل جاتا تھا۔ علیؑ کی بیجا
محبت اونکو مرکز عدالت سے ہٹا دیتی تھی۔ یہ بھی لکھ دیا کہ
آنحضرتؐ کی رائے چودہ ۱۴ موقعہ پر رد ہوئی۔ نبیؐ کو لکھدیا کہ شراب
پی۔ علیؑ کو لکھدیا کہ شراب پی کر نماز پڑھانے کھڑے ہو گئے
اے داور دادگر آج میں مستغیث ہوں۔ حسب ذیل داد رسی
فرمائی جائے ٭

دادرسی کی تفصیل

(الف) میرا صبر و سکوت و ظالموں کا جبر و قہر میزان عدالت میں تول دیا جائے۔

(ب) مدعا علیہم اور اُنکے پیروکاران کیساتھ قانونی سلوک کیا جائے۔

(ج) ابتدائے ضبطئ فدک سے تاختم دنیا ایک لاکھ چوبیس ہزار روپیہ سالانہ محاصل فدک کا محاسبان قضا و قدر سے حساب کرکے بہ نیلام اعمالی حسنہ مدعا علیہم و پیروکاران اگر کچھ ہوں تو زر نقد دلایا جائے۔

عرضی خدویہ فاطمہ بنت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

حکم ہوا کہ

عزرائیل مدعا علیہم کو جلسۂ محشر سے ڈھونڈ بہال کر فوراً حاضر کرے۔

عزرائیل۔ حضور بلزمان حاضر ہیں۔

خدا۔ ان کو عرضی دعویٰ دکھاؤ۔

عزرائیل۔ لو صاحب اپنی کرتوت ملاحظہ فرما لو۔

خلفاء۔ بہت غور کے بعد حضور دیکھ چکے۔

خدا۔ تم مسلمان کیوں ہوئے تھے۔

خلفاء۔ کھانے کمانے کیواسطے سرکار سے تو کوئی چوری نہیں یہاں بدوں سچ کہے بچتے نہیں ہم لوگ پہلے مفلس محض تھے گزی گاڑھ بیچکر اپنی اوقات بسر کرتے تھے۔ عام نگاہوں میں بے قدر اتنے تھے کہ ابن ربیعہ جیسا کمزور بہ طرز خاص ہمارے ساتھ پیش آتا تھا۔ جب حضرت نے اشتہار نبوت دیا ہم نے سوچا کہ یہاں بھی غلام وہاں بھی غلام چونکہ انہوں نے نیا کارخانہ پھیلایا ہے اور دمبدم کچھ ترقی پر معلوم ہوتا ہے عجب نہیں کہ کام چل نکلے۔ کاہنوں سے سنا تھا انہوں نے سوچ بچار کرکے بتلایا کہ تمہارے دن سوت پر نظر آتے ہیں۔ ہاتھ کی ریکھا کھلی ہوئی اور فقر و فاقہ کی لکیر بند معلوم ہوتی ہے مسلمان ہوئے پر داتا چاہے تو بڑا لاٹ ہوگا برہسپت اور چندرماں اور سورج دسویں استھان میں ہیں۔ کاہنوں کے کہنے سے ہم بامید منفعت آئندہ مسلمان ہوگئے تھے ورنہ ہم کو اسلام سے کیا علاقہ تھا۔

خدا۔ تم نے زیر درخت محمد سے کس بات پر تجدید بیعت کی

تھی۔

خلفاء۔ مارنے مرنے پر۔

خدا۔ تم نے کتنے کفار کو مارا اور کس کا ہتھیار کھایا۔

خلفاء۔ کافروں کے مارنے کی تو یہ کیفیت ہے۔ ٹوٹیں ہاتھ جو کبھی کسی کے سوئی بھی چبھوئی ہو۔ خود زخم کھانے کی یہ حالت ہے کہ ہم کسی سے سرمکھ ہی نہیں ہوئے۔ دشمن کی زد سے ہمیشہ ایک تیر کے فاصلہ پر رہتے تھے۔ ہم تو اسی ادھیڑبن میں لگے رہتے تھے کہ کہیں جلد اسلام کو غلبہ ہو تو لوٹ گھسوٹ کر کے چلتے پھرتے نظر آئیں۔

خدا۔ اُحد سے کیوں بھاگے تھے۔

خلفاء۔ پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ہم اپنا پیٹ بھرنے حکومت کرنے کے لئے مسلمان ہوئے تھے۔ نکہ جان دینے کے واسطے جب ہم نے دیکھا کہ مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے یہ سمجھ کر کہ جی ہے تو جہان یہاں بگڑی کہیں اور بنا لینگے ہم بھی بھاگ کھڑے ہوئے اور احد ہی پر کیا موقوف ہے بدر سے حنین سے خیبر سے بلکہ ہر لڑائی سے ہم تو بھاگتے ہی رہے۔ میدان جنگ میں پہنچنے سے پہلے ہم کو بھاگنے کی فکر ہوتی تھی اگر ہم ایسے تیز و چالاک نہ ہوتے تو ایک ہی ریلے میں پامال سم اسپان

ہوجاتے یہ تیرا انعام ہے۔ تقسیم قدرت سے کسی کے حصہ میں لڑنا مرنا فی سبیل اللہ جہاد کرنا آیا ہمارے قرعہ میں لوٹ کھسوٹ بھاگ دوڑ آگئی۔ اگر ہم سچے دل سے مسلمان ہوئے ہوتے تو بھاگتے کیوں ہر معرکہ سے ہمارا مثل ہوائی نکل جانا اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے اوپر کے دل سے مسلمان ہوئے تھے۔

خدا۔ بروز صلح حدیبیہ نبوت میں کیوں شک کیا تھا۔

خلفاء۔ کسی لڑکے نے اپنے باپ سے کہا تھا کہ بابا بلی روتی ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ صاحبزادے سہرا کسدن گاتی تھی اسیطرح ہم کو نبوت پر یقین کب ہوا تھا۔ جو واقعہ حدیبیہ کو شک سمجھا جاوے۔ ہم تو جیسے کورے نکو مسلمان اول تھے ویسے ہی آخر تک رہے۔

خدا۔ لشکر اُسامہ کی شرکت سے باوصف تاکید شدید کیوں پاکشی کی۔

خلفاء۔ نبیؐ صاحب نے چاہا تھا کہ ہم لوگوں کو اس بہانہ سے باہر بھیجدیں تو علیؑ بلا نزاع خلیفہ ہوجائیں۔ ہم ایسی کچی گولیئں کا ہیکو کھیلتے تھے۔ سمجھ گئے کہ اگر اس وقت مدینہ سے چلے گئے کام کچا ہوجائیگا۔ ہرچند نبیؐ صاحب نے زور لگایا

لعنت سے بھی خوف دلایا مگر ہم اِدھر اُدھر لگے ہی رہے وقت کو ہاتھ سے نہ دیا۔

خُدا۔ پیغمبرؐ کو دوات وقلم کیوں نہ دیا۔

خلفاء۔ غدیر میں جو حضرتؐ نے زبانی گفتگو کی تھی اُوسکو قید قلم میں لانا چاہتے تھے۔ ہم سمجھ گئے کہ اگر کاغذ لکھا گیا تو غضب آجائیگا۔ ایسا جھمیلہ ڈال دیا کہ تاختمِ دنیا طے نہ ہُوا ہم اپنے کام میں بہت ہوشیار تھے کسی نہ کسی پہلو سے مطلب نکال لیتے تھے۔

خدا۔ وفاتِ نبیؐ سے کیوں انکار کیا تھا۔

خلفاء۔ اسمیں ہماری بڑی بھاری مصلحت تھی خلقت تو اس شُبہ میں رہی کہ نبیؐ مرے نہیں ہمارا کام بنگیا۔ دو تین آدمی لیکر سقیفہ میں گھُس گئے اور چٹ پٹ برائے نام اس ملزم نمبر ۱ کو خلیفہ بناکر غل مچا دیا کہ اجماع ہو گیا اجماع ہو گیا خلقت کی بھیڑ اچال ہوتی ہی ہے اجماع کا نام سُنکر سب نے اطاعت قبول کر لی جس سے ہماری قوت روز افزوں ہوتی گئی۔

خدا۔ رسُول کو بے غسل وکفن چھوڑکر سقیفہ میں کیوں جا پڑے تھے۔

خلفاء۔ کیا ہمارے گھر کوئی میت ہوگئی تھی جس کو روتے پیٹتے اہل بیت کا مردہ تھا۔ گاڑنا دابنا اونکے ذمہ تہا۔ چنانچہ اُنہوں نے کیا۔ ہم اگر سقیفہ میں نہ جاتے اور حسب دستور زمانہ و احکام شریعت نبیؐ صاحب کے دروازے پر پڑے ہوئے ہائے واویلا کیئے جاتے تو بعد دفن حسب اشتہار غدیر علیؑ خلیفہ ہوجاتے تو ہم کس مرض کی دوا رہتے۔ ہمکو معلوم تہا کہ علیؑ جب تک لاش مقدس کو سپرد زمین نہ کر لینگے اس طرف توجہ فرما نہ ہوں گے۔ چنانچہ ہمارا وہ مقصد صحیح نکلا۔ علیؑ کے پاس برابر خبریں پہونچتی رہیں کہ مہاجر و انصار میں خوب دھول جوتی چلی۔ سعد عبادہ پٹ پٹا کر جلسہ سے الگ کیا گیا۔ مگر اُنہوں نے ہرگز پرواہ نہ کی بلکہ بعد دفن بہی اعتنا نفرمایا۔ قرآن کے جمع کرنے میں مشغول ہوگئے ہم نے ہرچند بُلایا مگر نہ آئے۔

خدا۔ فاطمہؑ کے دروازہ پر آگ اور لکڑیاں کیوں لے کر گئے تھے۔

خلفاء۔ وہاں شریر و فتنہ پرداز جمع ہوکر چاہتے تھے کہ ہمکو تخت خلافت سے اُتار دیویں اُن کے ڈرانے اور دھمکانے کے واسطے گئے تھے۔

خدا۔ در باب ہبۂ فدک علیؑ و حسنینؑ و ام ایمنؓ کی گواہی

کیوں نامنظور کی تھی۔

خلفاء۔ اگر ایسے ہی گواہوں پر عمل کرتے تو خلافت ہاتھ سے دے بیٹھتے۔ دوسرے دن فاطمہؑ آکھڑی ہوتیں کہ خلافت بھی تمہاری نہیں ہماری ہے۔ اُس وقت کیا جواب دیتے بس حکومت دے کر ایسے رہجاتے کہ جیسے کورے گھڑے میں چوہا ..... سر مارا کرتا ہے۔

خدا۔ علیؑ نے جو درباب وراثتِ انبیاء قرآن سے احتجاج کیا اُس کو تم نے کیوں نہ مانا۔

خلفاء۔ حضور ہم اُن کی حجتوں کو مانتے یا لگاڑتے ایک لاکھ چوبیس ہزار روپیہ جب اونکے پاس آتا خود تو رکھنا جانتے ہی نہ تھے لوگوں کو للہ فی اللہ سب دے دلا دیتے ہماری طرف سے خلقت موہنہ پھرا کے اُن کی جانب رجوع ہوجاتی ہم نے ان کو اس قابل ہی نہ رکھا کہ اہل دنیا اس طرف رُخ کریں ہماری یہ کارروائی بالکل قانون سلاطین کے موافق تھی نئی سلطنت کبھی وقار و استحکام نہیں پاتی جب تک کہ خاندان قدیم نیست و نابود نہ ہوجائے۔ ادنیٰ زمیندار بھی زمیندار کا جب قلع و قمع کرلیتا ہے تب گاؤں میں قدم رکھتا ہے اور ہم سے تو سلطنتِ عظیم متعلق تھی۔ ہم کب گوارا کرسکتے تھے کہ لوگ

نبیؐ کی اولاد کو اپنا پیشوا سمجھیں۔ چنانچہ بالآخر یہ نتیجہ ہوا کہ جو شخص ہمارا جانشین ہوتا رہا وہ باتباعِ ما بندگان اہل بیت کے مٹانے میں فکر کرتا رہا تھا۔ تا اینکہ آہستہ آہستہ ایسا برباد کیا کہ نام و نشان تک نہ چھوڑا۔

خُدا۔ علیؑ نے جو قرآن جمع کر کے تمہارے سامنے پیش کیا تھا اوسکو کیوں نامنظور کیا۔

خلفاء۔ اُس قرآن میں منافقین کے نام درج تھے اور سزدہ بدعملیاں دکھائی گئیں تھیں۔ جن کا وقوع اصحاب بانفاق سے ہُوا تھا۔ اور علاوہ بر آں آلِ محمدؐ کی توصیف درج تھی اگر وہ قرآن متداول ہوتا تو ہم دو کوڑی کے رہجاتے اور آلِ محمدؐ جس کے مٹانے میں کوشش بلیغ کیگئی تھی۔ مقبول خلایق ہو جاتی۔

خُدا۔ اچھا تم نمبر (۱) و نمبر (۲) نے پندرہ سولہ برس تک سلطنت کی اس عرصہ میں اوسکو کیوں نہ جمع کیا۔

خلفاء۔ اول تو ہم کو اتنا علم نہ تھا بلکہ یہاں تک بے بہرہ تھے کہ بسم اللہ و الحمد للہ و سبحان اللہ کے معنے بخانتے تھے دوم ہمارا خیال یہ ہی تھا۔ کہ سلطنت جسکو ایمان بازی کر کے حاصل کیا ہے تمام دنیا میں پھیل جائے اور خوب روپیہ پیسہ جمع ہو

خدا۔ نمبر (۲) تم نے حی علی خیر العمل کو اذان سے کیوں گرایا۔
خلیفہ عمر۔ آنحضرتؐ نے غدیر میں جو علیؑ کو اپنا جانشین بنایا
وہاں بلال نے لوگوں کے جمع کرنے کی غرض سے یہ ہی لفظ جو کہ
جزو اذان نہا پکار پکار کر بولا تھا۔ جس سے سمجھا جاتا تھا کہ
اس لفظ کو علیؑ کے ساتھ اختصاص ہے۔ چونکہ یہ فقرہ واقعہ
غدیر کا یاد دلانے والا اور متابعت علیؑ کو عمل خیر ثابت کرانے
والا تھا۔ لہذا میں نے پولٹیکل خیالات سے ساقط از ارکان
اذان کر دیا۔
خدا۔ الصلوۃ خیر من النوم کو اذان میں کیوں داخل کیا
اس سے اقتدار نماز میں بڑا فرق پڑ گیا۔ نماز افضل العبادات
ہے اس کو محض اتنی وقعت دینا کہ خواب نوشین سے ایک نمبر
بڑھا دیا جاوے یہ کیا معنی رکھتا ہے۔
خلیفہ عمر۔ چونکہ صبح کے وقت مشغول راحت و آرام رہنا
اکثر طبایع کو محبوب ہوتا تھا از انجملہ میں خود بھی ایسا ہی تھا
ایک روز میرے خدمتگار نے یہ جملہ کہہ کر مجھکو جگایا۔ یا دگار
غلام سمجھکر فصول اذان میں داخل کر دیا۔ صدہا باتیں ہماری
ایجاد کی ہوئیں اسلام میں جاری ہیں یہ سُنتِ غلام ہے۔
خدا۔ متعہ کو تم نے حرام کر کے اسکی حرمت کو اپنی ذات سے

کیوں نسبت دی ہمارے حلال کیے ہوئے کو تم نے کس طرح حرام کیا۔

خلیفہ عمرؓ۔ یہ بات سچ ہے کہ قرآن میں آیۂ متعہ موجود ہے اور رسول مقبول اور بڑے بھائی صاحب کے زمانہ خلافت میں مسلمان متعہ کرتے رہے بلکہ فدوی کی خلافت کے اوایل زمانہ میں ایسا ہوتا رہا۔ میں بحکم طبیعت ورپئے منع ہوا۔ علیؑ و عباس و دیگر صحابہ کو اُس کے جاری رکھنے میں اصرار تھا میں نے ایک روز سر ممبر کہدیا کہ زمانۂ رسولؐ میں متعہ جاری تھا مگر میں اوسکو حرام کرتا ہوں۔ چونکہ میری سیاست آپ کے احکام سے لوگونکی طبایع پر غالب تھی۔ لہذا خوف سے سب رُک گئے اگر حضور یا رسولؐ کا حوالہ دیتا تو ایک بھی نہ سُنتا۔

واضح ہو کہ شاہ صاحب نے تحفہ میں یہ لکھا ہے کہ عمر نے بوجہ رعب سیاست حرمت کو اپنی ذات سے نسبت دی۔ خدا و رسول کی کون سُنتا ہے حاکم با اقتدار کی سب مان لیتے ہیں خُدا رنمبر (۳) ذرہ سوچ سمجھکر جواب دو تم نے متعدد قرآن چیر پھاڑ کر کیوں جلا دیئے تھے۔

عثمان۔ اُن قرآنوں میں بعض الفاظ غیر منزل واد عیہ وقنوت وتفاسیر درج تھے اس واسطے چیر پھاڑ کر پھونکدیا تھا

خُدا - ابن مسعود کو کیوں مارا - ابو ذر کو کس لئے شہر بدر کیا عمار یاسر کو کس لیئے پٹوایا -

عثمان - ابن مسعود سے قرآن مانگا تھا اُس نے نہ دیا - اگر وہ قرآن باقی رہجاتا تو فساد عظیم ہوتا - لہذا چند جُوت اُڑا دیئے - ابو ذر مجھ کو متصرف امر ناجائز سمجھہ کر لوگوں کو برانگیختہ کرتے پھرتے تھے - میں نے جو مروان و دیگر اہل سسرال کو بیت المال کا مالک کر دیا تھا - اُس سے ناراض تھے - نکلوا دیئے گیئے جب کہ ہم نے بمقابلہ سلطنت نبیؐ کے گھر کو برباد کر دیا تو ابو ذر کی کیا حقیقت تھی - رہے عمار یاسر وہ بدمعاشان مصر کے سفیر بنکر ایک فہرست میرے پاس لائے تھے - جسمیں حقیر کے عیب دکھلائے گئے تھے مجھہ کو ناگوار گذرا خوب پٹوایا -

خُدا - تم نے قرآن کو بے ترتیب کیوں کر دیا ہم نے پہلے سورۂ اقرأ نازل کی تھی اُس کو آخر میں کیوں لگا دیا -

عثمان - ہم نے آگے پیچھے کا کچھہ خیال نہیں کیا جس طرح سمجھہ میں آیا لکھہ پڑھکر پھینکدیا -

فیصلہ

چونکہ ملزمان کو جملہ جرایم متذکرہ عرضیدعوی سے اقبال ہے

لہذا حکم ہُوا کہ سب کے سب معہ ہوا خواہان و پیرو کاران مقام مناسب میں بھیجدیئے جائیں۔

المرقوم روز قیامت

بصورت دیگر یعنے ہم گروہ شیعہ برسرحق نہیں اور طعن احراق و دیگر مطاعن میں بقول سامی و جمیع بے خبران و ناواقفان کتب خود کاذب و مفتری ہیں تو بالیقین حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و جناب معاویہ و مروان و دیگر صحابۂ ذیشان موئے کنان و فریاد کنان و دست برسر زنان ہائے وائے کرتے و دہائی تہائی دیتے ہوئے دروازہ عدالت پر دادخواہ ہونگے

عرضی دعوی خلفاء

ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و یزید و مروان وغیرہ ساکنان مدینہ و شام مدعیان

بنام جمیع شیعیان مرتضوی سکنائے عرب و عجم و ہند و سندھ و بلوچستان و زابلستان وغیرہا۔ مدعا علیہم

دعوی ازالۂ حیثیت عرفی

خدایا ان بھلے مانس شیعوں نے دنیا میں ہم کو ایسے کلمات

ناگفتنی و ناشدنی سے یاد کیا ہے کہ جنکا اعادہ اس مجمع عام
میں سخت توہین دلانے والا ہے۔ کیا عرض کریں بڑی بھلی
باتیں سنتے سنتے کانوں کے کیڑے جھڑ گئے۔ ناوکِ سب و شتم
کھاتے کھاتے سینہ غربال ہو گیا۔ سوزِ درون سے جل
بھن کر خاکِ سیاہ ہو گئے۔ قبر میں بھی چین سے نہیں سوئے
پنجگانہ اوقات نماز کے بعد تیر مطاعن اس طرح پڑتے تھے
کہ جیسے اولے برسا کرتے ہیں اور آٹھویں محرم کا تو کوئی شمار
ہی نہیں۔ نہم ربیع الاول کو ایک مہیب اور ہیبتناک صورت بنوا کر
گلی گلی پھراتے تھے۔ کوئی بستی شیعہ کی ایسی نہ تھی جسمیں
ہمارے ساتھ یہ گستاخی نہ ہوتی ہو۔ سوائے ان حرکات کے
ایسے سڑے سڑے الفاظ بحق ما فد و یان استعمال کیے ہیں کہ
جن کے بیان کرنے سے عزت و آبرو مثل اعضائے پیر
ہفتاد سالہ لرز رہی ہے۔ میاں مشیر لکھنوی نے وہ وہ اتہام
لگائے کہ بالفاظ ظاہر بیان کرنے سے مجمع میں حجاب معلوم
ہوتا ہے۔ ہر واقعہ کی نسبت صدق و کذب دونوں قسم کے
احتمال پیدا ہو سکتے ہیں۔ ضرور ہے کہ باعتبار تحریر مشیر بعض
لوگوں نے ہم کو اُس خاص عادت کا لیتے و دہتے سمجھ لیا
ہوگا۔ جس کا غلط طور پر انہوں نے ہماری ذات سے چسپاں

ہونا بیان کیا ہے آج ہمارا انصاف تیرے ہاتھ ہے صحابہ کا
سر کھجا کھجا کر سگنا معاینہ کرکے بارگاہ جبار و قہار سے یقیناً انسپکٹر
فوجداری کو حکم ہوگا کہ بامداد کنسٹبلان شدید و غلیظ ایسے لوگونکو
جنہوں نے اصحاب نبیؐ کی آبرو ریزی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہیں کیا فوراً گرفتار کرکے حاضر دربار کرے۔ اُس وقت کا
حالِ پُرملال بیان نہیں ہوسکتا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جناب
معصومہ سادات و مومنین کی گرفتاری سے بہ مقتضائی غلام
نوازی و دردِ اولاد سخت مضطر و بیچین ہوکر کبھی رسالتمآب کے
پاس جائینگی اور گاہے حضرت امیرؑ سے سفارش خواہ ہوکر
عرض کرینگی کہ یا علیؑ وقت مددگاری ہے میری نسل اور دیگر
مومنین سے (جنکو میں اپنا محسن اور اولاد سے ہزار درجہ پیارا
سمجھتی ہوں) نانا ابوبکر و عمر و ماموں معاویہ نزاع لفظی کرکے
محض دو تین حرفوں کے کہنے کہلانے پر بہت سختی کے ساتھ
مواخذہ طلب ہیں۔ گو کہ سادات و مومنین نے میرے پدر بزرگوار
کے صحابہ ذیقدر سے دنیا میں کجی کرکے بنا دانستگی درشت
کلامی کی تھی۔ مگر ادنیٰ غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اُس
سخت بیانی میں بیچارے شیعہ کا کوئی ذاتی فائدہ متصور نہ
تھا۔ دنیا میں ادنیٰ نظر سے مقدس صحابہ کی تالیفات میں

کچھ ایسے اخبار موحش گذرے تھے جس کی وجہ سے اُنہوں نے
خصمانہ برتاؤ کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا۔ تم بھی
تو غور کرو۔ جب ان کو کتا بونکے دیکھنے سے یہ بات ثابت
ہوئی ہوگی کہ یہ ہی اصحاب جہاد وں میں بابا کو تنہا چھوڑ
کر بھاگ گئے قریب وفات مانع کتابت ہو کر گستاخ کلموں سے
پیش آئے باوصف حکم شدید لشکر اسامہ میں داخل ہوئے
مگر نبی کو بے کفن چھوڑ کر دنیائے زشت کے پیچھے پڑ گئے
نماز جنازہ نہ پڑھی۔ عہد غدیر کو توڑ ڈالا۔ میرے گھر پر آگ
اور لکڑیاں لے کر چڑھ آئے۔ آخر تو میری اولاد ابرار و
موالیئے خوش کردار تھے۔ جوش الفت سے نہ رہ سکے۔ جو
کچھ موہنہ میں آیا۔ لام کاف کہہ اُٹھے۔ ان غریبوں کا اس
میں کیا قصور۔ اِنہوں نے خلفاء پر جس قدر فلاخن زبان سے
ڈھیلے برسائے۔ یا آنکہ تیر مطاعن سے اُن کے جگر سوراخ
دار بنائے وہ سب ہماری حمایت وطرفداری سے واقع
ہوئے۔ مجھ سے کب ہوسکتا ہے کہ ایسے وقت پر آفت
ومخافت میں اُن کا ساتھ ندوں۔ دنیا میں ان کو مخالفین
کے ہاتھوں سے مجھ بیکسہ کی جانب داری میں ہزارہا قسم
کی اذیت وتکلیف اُٹھانی پڑی۔ آج میری حمیت کب

مقتضی ہو سکتی ہے کہ بے والی وارث رو بکاری پر چڑھا
ہُوا دیکھکر اُن ذرہ کفالت نہ کروں۔ میں تو اس وقت
ہرگز خاموش نہ رہونگی۔ عرشِ خدا کا پایہ ہلا دُونگی۔ بابا کے
دندانِ شکستہ دکھاؤنگی۔ تمہارا عمامۂ خون آلود پیش کرونگی
حسنؑ کے لختِ جگر دکھاونگی۔ شہیدانِ کربلا کا جو شیشوں
میں خون بھرا ہُوا ہے اُس کا واسطہ دونگی۔ زینبؑ و ام کلثومؑ
کی ردا اور سکینہ و اصغر کی بالیاں اور پنہسلیاں نذر کرونگی
اور ہاں خوب یاد آیا۔ انہیں لوگونکے وہ دُرِ اشک جن کو
ہمارے غم میں بہایا ہے اور جن کی قیمت کا اندازہ آج
کوئی نبی نہیں کرسکتا خدا کو دکھاؤنگی۔ غرضکہ جس طرح بنے
گا اپنے پیارے محبّوں اور سچے مخلصوں کو اس دار و گیر سے
بچاؤں گی۔ حضرت امیرؑ یہ کلمات حسرت آیات و مضطربانہ
تقریر سُنکر فرمائینگے کہ اے بضعۂ رسولؐ اطمینان رکھو گھبراؤ
نہیں ہرگاہ شیعیان و موالیان نے ہماری جانب داری
و محبت و غمگساری میں یہ عداوت مول لی ہے۔ لہذا ہم
جملۂ ائمہؑ ہر طرح اُن کے حامی و مددگار ہیں انشاء اللہ
میزان و صراط پر دستگیری کرینگے آب کوثر کے چھلکتے ہوئے
جام پلائیں گے۔ میوہ ہائے جنت سے اونکو متمتع و ملا ئینگے

لوائی الحمد کا سایہ کرینگے۔ بہشت میں اپنے ساتھ لے کر جائینگے
خاص اس مقدمہ فوجداری میں پوری وکالت وکفالت کرکے
سوالات جرح بتائینگے۔ ہم نے کبھی اور کسی وقت اُن کی
امداد سے ہاتھ نہیں اُٹھایا۔ فاطمہؑ تم دیکھو دنیا میں بحکم خدا
اُن کو ایسی عزّت دی کہ اپنے مخالفین کے سامنے بروئے
حجت ہمیشہ غالب رہے ایک ایک عذر مطاعن کے ہزار ہزار
جواب دیئے۔ میری صحت خلافت پر خوارج کے مقابلہ میں
کتاب الفین لکھ ڈالی۔ حامد حسین ہندی نے قلعہ تقریر
میں سب کو گھیر کر نظر بند کر لیا۔ غرضکہ جس نے جو کام کیا
قابل انعام کیا۔ اگر ہم اونکے معاون ومددگار نہ ہوتے۔
تو کب ممکن ہوسکتا تھا کہ سواد اعظیم کے سامنے وہ گوئی
سبقت لے جاتے۔ دیکھو نزع کیوقت مینے اونکی کیسی امداد
کی۔ منکر ونکیر کے سوالات کا کیسا شافی جواب دلایا۔ عالم
برزخ میں روحوں نے کیا آرام وچین پایا۔ حضرت امیرؑ معصومہ
سے یہ فرماکر ہماری جانب متوجّہ ہونگے کہ اے ہمارے دلی
ہواخواہو۔ گھبراؤ نہیں ہمت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دشمن اگرچہ
قوی است نگہبان قوی تراست۔ اپنی براءت کی وجوہات
عادل دادگستر کے سامنے پیش کرو۔ صاف صاف سارا

کچا پکا حال کہدو۔ جہاں تم لغزش کروگے۔ ہم موقعہ دیکھکر خود سنبھال لینگے۔ چونکہ تم اس وقت محض ہماری وجہ سے بلا اغراض ذاتی زیر جوابدہی ہو۔ لہذا ہم اور رسولؐ اکرم اور نیز تمام ہمارے خاندانی تمہاری کمک کے لیئے موجود ہیں۔ ایسے پُرخوف وقت میں کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہوگی سوائے ہمارے نبیؐ صلعم کے اور جملہ انبیاء نفسی نفسی پکارتے ہونگے رسولؐ اکرم وعلی محترم کو اپنا مدد و معاون پاکر ہم اپنا قدم ہمت آگے بڑھائینگے اور بہ ہزار عجز و ادب رحیم و کریم کی جناب میں عرض کرینگے کہ ارحم الراحمین مانند گان خادمان و شیعیان خاندان رسالت حاضر ہیں۔

خُدا۔ اصحاب رسولِ مقبول تمہارے شکایت کرتے ہیں کہ تم نے اونکے ساتھہ دنیا میں گستاخانہ برتاؤ کیا اس کی اصلیت کیا ہے۔

شیعہ۔ یا احکم الحاکمین ہمارا اس معاملہ میں اتنا بھی قصور نہیں کہ جتنی ماش پر سفیدی ہوتی ہے۔ زیادہ طول دینا خلاف ادب سمجھکر بر سبیل اختصار یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں ٭

جوابدعوی شیعیان

جس زمانہ میں کہ حضرت سیدہ وخلفاء میں یہ معاملات واقع ہوئے ما بندگان دنیا میں موجود نہ تھے۔ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے ڈیڑھ سو یا دو سو برس بعد عقلاء اسلام اُن تمام واقعات کو قید قلم میں لائے۔ ہم نے جو کچھ انکی تحریروں میں دیکھا اُس پر عمل کیا۔ وہ جملہ مسلمان جن کی وفاتِ رسول سے ڈیڑھ سو برس بعد آنکھ کھلی مدعیان کے بڑے سچے خیر اندیش تھے اُنہوں نے اپنے ممدوحین کی تصویر کو کچھ ایسے ٹیڑھے اور بدنما خطوط سے کھینچکر دکھلایا تھا۔ جس سے نفرت انگیز ادائیں قطار باندھے ہوئے یکے بعد دیگرے نمایاں تھیں۔ ہم نے بہت تیز اور باریک نگاہ سے اُس تصویر کی ہیئت وشکل وشمایل کو دیکھا۔ مگر مصوّرین نے ایسے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اُسے بنایا تھا۔ کہ کوئی ایسا مقام دلفریب نہ ملا۔ جہاں نگاہ ٹھہرتی۔ ناچار ہو کر پسِ پُشت ڈالدیا۔ بھلا ایسی مکروہ صورت پر کب نظر ٹھہر سکتی ہے جس نے جہاد سے روگردانی کرکے (ثم ولیتم مدبرین) یعنے ہو گئے تم

پشت دکھانے والے کا خطاب حاصل کیا ہو یوں تو مابندگان
ومقلدان مدعیان میں بہت کچھ جھگڑے تحریری و تقریری
رہے۔ مگر اصول تنازعہ خلافت پر تھا۔ ہمارا یہ مقولہ تھا
کہ نبیؐ پاک نے عنانِ امت پس از وفات خود علیؑ کے ہاتھ
میں دیدی تھی اور خم غدیر میں علی الاعلان اپنا نائب مقرر
کرکے تمام مسلمانوں کو اُن کا مطیع ومنقاد بنایا تھا۔ اہل سنت
فرماتے تھے کہ آنحضرتؐ نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا بلکہ
مسلمانوں کی رائے پر چھوڑ دیا تھا کہ بدانست خود جسکو اصلح
سمجھیں خلیفہ مقرر کرلیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے ابوبکر کو اپنا
سردار دین مان لیا۔ ابوبکر نے عمر کو بروے استخلاف جبۂ
حکومت پہنایا۔ عمر نے پنچایت کے سپرد کرکے اس سلسلہ کو
عثمان تک پہونچایا۔ بعدہٗ تسلط پر جواز خلافت ہوا جس سے
معاویہ ویزید ومروان وعبدالملک وولید وغیرہا سب کے
سب خلیفۂ جایز وموعود من اللہ ونائب رسول اللہ مان
لیے گئے ؛

مابندگان کہتے تھے کہ ناقص الرائے جماعت کو عقلاً یہہ
اختیارات نہیں دیئے جاسکتے کہ اپنی رائے سے اولی الامر
کہ جس کی اطاعت تیرے کلام میں بذیل اطاعتِ رسولؐ

مقبول وخود حضور معدود ہوئی ہے۔ تجویز کرلیوے اگر خلایق
کے اختیارات میں ایسی وسعت ہوتی تو نبیؐ بھی اپنی تجویز
سے بنا لیتے۔ امام نائب نبیؐ ہوتا ہے۔ سوائے منیب کے
نائب بنانے کا اور کسی کو اختیار حاصل نہیں ہوتا اور اگر
مان لیا جائے کہ حضرت تجویز نیابت اُمّت کے سپرد کر گئے
تھے تو اُس کا یہ قرینہ ہوتا۔ کہ بعد دفن نبیؐ سب مسلمان
جمع ہو کر باخود ہا تجویز کرتے کہ نبیؐ تو وفات پا گئے اب کوئی
ایسا شخص ہونا چاہیئے کہ جو مثل رسُول تمام احکام خدا کو پھیلائے
حدود شریعت کو جاری کرے۔ سب سے اعلم و اشجع
وافقہ ہووے تاکہ کسی مسئلہ میں دوسرے کا محتاج نہ ہو۔
اپنی رائے سلیم سے بلا امداد غیرے حکم دیوے۔ مثل
رسُول لغزش سے پاک ہو۔ ابوبکر کی خلافت کے حالات
پر نظر کرنے سے پایا جاتا ہے کہ اس عنوان سے اجماع نہیں
ہُوا۔ بلکہ یہ لوگ وفاتِ نبیؐ سے انکار کر کے سقیفہ بنی ساعدہ
میں چلے گئے اور محض ابوعبیدہ جرّاح اور عمر کی رائے سے
ابوبکر خلیفہ بن گئے۔ سردار۔ انصار جس کو خلافت ابوبکر
سے انکار رہا پٹ پٹا کر سقیفہ سے باہر نکالدیا گیا۔ اہلبیت
رسُول شریک مشورہ نہ ہوئے۔ پس اصل خلافت واستخلاف

اور اس کی جملہ تفریعات باطل ہوگئیں - ہاں اگر ابوبکر میں کوئی فضیلت ہوتی یا کسی قسم کا مادہ ہوتا تو ہم اس دُم بریدہ و پہلو شکستہ اجماع کو بھی گو کہ خلاف عقل تھا مان لیتے مگر عزل ابوبکر از تبلیغ سورۂ برات کشتۂ خیال کو کنارے نہیں لگنے دیتا - سب سے زیادہ اہم اور دقیق مسئلہ اختلافی یہ ہی تھا - جس پر ہزارہا معاملات متفرع ہوگئے - سُنّی عام طور پر کہتے تھے کہ صحابہ و خاندان رسولؐ میں اتحاد تھا ہم نے شاہ ولی اللہ کی تحریر میں دیکھا تھا کہ صحابہ سینہ صاف نبود ند بلکہ مشاجرت و مخاصمتِ شان از نقل مستفیض ثابت است - تیری ذات پاک کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ سنیوں کی نہایت معتبر کتاب میں جس کا نام بخاری شریف ہے اور جس کو وہ بعد تیری کتاب کے صحیح ترین کتب اعتقاد کیئے ہوئے تھے - یہ لکھا ہوا دیکھا کہ فاطمہؑ ابوبکر سے ایسی غصہ ہوئیں کہ تا دم مرگ کلام نہ کیا - صحیح مسلم میں اس سے بھی بالاتر دیکھا کہ فاطمہؑ نے ہنگام وفات وصیت کی کہ ابوبکر میرے جنازے پر نہ آئے - چند کتابوں میں یہ بھی نظر سے گذرا کہ خلیفہ دوم نے فاطمہؑ کے اس گھر میں جہاں تیرے حکم سے جبرئیل علیہ السلام حسنینؑ کا جھولا جھلانے اور میکائیل فاطمہؑ

کی چکی پیسنے آتے تھے۔ بد معاشان و مفسدان امت کی
اجتماع کی خبر سنکر آگ اور لکڑیوں سمیت وہاں آکیا اور سیدہ
کو جب کہ وہ فرش خاک پر بیٹھی ہوئی اپنے باپ اور تیرے
حبیب کو رو رہی تھی دھمکایا اور ڈرایا کہ تیرا گھر پھونک دینگے
ہم نے جب اُن مفسدوں کی فہرست دیکھی اکثر تو بنی ہاشم
خاندان رسول سے تھے اور بعض ایسے تھے جن کو حسب روایات
تابعین مدعیان تیرے سچے نبی نے عشرہ مبشرہ میں داخل کرکے
مبشر بہ صواب دار القرار کیا تھا (یعنے طلحہ و زبیر) بعض کتابوں
میں یہ بھی دیکھا کہ انہیں حضرت عمر نے جو کہ اس وقت اونچی
گردن کرکے اکڑ اکڑ کر برسر مخاصمہ ہیں فاطمہؓ کے شکم پر لات
ماری۔ جس سے معصوم بچہ ہلاک ہوگیا۔ صحیح مسلم میں ایک
موقعہ پر یہ بھی نظر سے گذر گیا۔ کہ حضرت علیؓ بقول جناب عمر
حضرت ابوبکر و عمر کو کاذب و غادر و خاین و آثم سمجھتے تھے اسی
کتاب میں یہ بھی نظر پڑ گیا کہ آنحضرت نے حذیفہؓ بن الیمان سے
فرمایا۔ کہ بعد میرے ایسے ائمہ ہونگے جن کے دل شیطان کے
اور صورت انسان کی ہوگی وہ میری شریعت کو بدلدیں گے
فدویاں نے جب تاریخیں ملا کر دیکھا کہ حذیفہ سے آنحضرت نے
کن لوگوں کی پیشین گوئی فرمائی تھی۔ تو معلوم ہوا کہ وہ

زمانہ ٹھیک مدعی صاحبان کا تھا۔ ہم کتب میں یہ بھی دیکھ
چکے ہے کہ خود حضرت عمر نے اپنے باب میں غایت عدالت سے
روبروے خدیفہ بایں کلمات شہادت ادا کی کہ (یا للہ یا
حذیفہ انا من المنافقین) یعنے خدا کی قسم اے حذیفہ میں منافقوں
سے ہوں۔ ابوبکر کا یہ قول معاینہ کیا کہ مجھ پر شیطان سوار رہتا
ہے خود حضرت عمر نے جناب ابوبکر کی نسبت فرما دیا کہ اونکی
حکومت و خلافت بلا غور و فکر و مشورۂ اہل حل و عقد وقوع
پذیر ہو گئی تھی۔ خدا نے اوسکی شرارت کے جہان سوز شرر
سے مسلمانوں کو بچایا اگر آیندہ کسی شخص نے مثل ابوبکر ادعا
خلافت کیا تو قتل کیا جائیگا۔ امام ابوحنیفہ نے ایمان حضرت
ابوبکر کو مثل شیطان بتایا اور قول عمر کو اقوال شیطان سے
تعبیر کیا۔ صلح حدیبیہ سے ناراض ہو کر جناب عمر نے آنحضرت کو
نبی برحق نہ جانا۔ بلکہ یہاں تک پر غضب ہوئے کہ اوس
معاہدہ کے جو کہ کفار سے کیا گیا تھا توڑنے کا ارادہ کر لیا
تھا۔ ستر آدمی بہم نہ پہونچے۔ تڑپہ تڑپہا کر رہ گئے۔ اس
واقعہ کو بیان کرتے ہوئے امام عینی پر ایسی حیا طاری ہوئی
کہ تکمیل کان مولفۃ القلوب الی الآن کہکر بزمرۂ مولفۃ القلوب
ان کا شمار کیا جو کہ لوت کھسوٹ کے لئے ہمراہ لشکر اسلام رہا

کرتا تھا۔ تاریخ الخلفاء میں یہ مضمون نگاہ پر چڑھ کیا کہ جناب شیخین کا ہنوں سے حضرت کی نبوت کا اقتدار سُنکر بہ طمع ملک و دولت اسلام لائے تھے۔ علامہ ذہبی نے لکھدیا کہ دوست داران عثمان خرد جال کی دُم پر ہاتھ رکھتے ہوئے ساتھ ساتھ ہونگے۔ ہم نے کتابوں میں یہ بھی دیکھا تھا کہ عثمان نے صحابہ کو غلاموں سے پٹوایا تھا۔ اور قرآن چھین کر پھونکدیئے عمر نے تیرے حلال کیے ہوئے متعہ کو حرام کرکے مسلمانوں کو زنا کار بنادیا جس سے ہزار ہا شریف رنڈی باز ہوکر جائیداد نیلام کراکے مفلس محض بنگئے کہاں تک وہ باتیں عرض کی جائیں جن کو موالیان مدعیان نے ان کی نسبت اپنی تالیفات میں بیان کرکے ہم کو جوش دلایا تھا۔ یہہ چند معاملات برسبیل اختصار عرض کئے گئے باقی تفصیل و تشریح رسالہ دُر بے بہا مولفہ ستجاد حسین میں موجود ہے فرشتوں سے پڑھوا کر سُن لیا جائے۔ چونکہ تیرا عادل ہونا ہمارے اصول ایمان میں داخل ہے اب تو ہی انصاف فرما کہ جب ایسی باتیں سنیوں کی معتبر کتابوں میں ہماری نظر سے گذریں تو سوائے عداوت کے اور کیا رفتار اختیار کرتے تیری ذات پاک کی قسم کھاکر کہتے ہیں کہ باعتبار تالیفات

مقلدین مدعیان ہمکو ایسا غصہ چڑھا ہؤا تھا کہ اگر دنیا میں
کہیں مدعی صاحبان مل جاتے - تو خوب بخار طبیعت نکالتے
دل کو موس کر بیٹھ رہے - مگر مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ قیامت
میں سمجھ لینگے - چنانچہ آج صبح سے انہیں کی تاک جھانک میں پڑ
رہے تھے کہیں پتہ نہ ملا اب مجبور ہیں کچھ کہ نہیں سکتے - اگر
احاطۂ عدالت میں غلغپ ہونے کی ممانعت نہ ہوتی تو ابھی
نمٹ لیا جاتا - مگر شکر ہے کہ یہ ہم سے پہلے نہ ملے ورنہ غصہ
حرام ہوتا ہے نہ معلوم کیا نوبت پہنچتی - اگر خدانخواستہ کچھ
زیادہ ہو جاتی تو ماپیٹ کا استغاثہ علاوہ برایں ہوتا افسوس
ہے کہ ایسے ذیعزت و باوقار لوگونکی توقیر اُن کے مرید و نکی
تحریر کے اثر سے ہماری نگاہ میں ایک ادنیٰ آدمی کے برابر
بھی نہ رہی اور خواہ مخواہ حرارت غضب کو اشتعال ہؤا گو کہ
اس وقت یہ بزرگوار عمدہ حیثیت سے مدعی ہے ہوئے عدالت
میں کھڑے ہیں - مگر تیرے جلال کی قسم ہماری نظر میں ابھی
تک ویسے ہی ہیں - اصل میں ان حضرات کو علماء نے جیسا
ذلیل کیا ہے ایسا کسی نے نہیں کیا - شاہ عبدالعزیز نے وہ
جو سب سے پرے جناب معاویہ کا دامن دولت سمجھا لے
ہوئے سر جھکائے چپکے کھڑے ہیں - مدعیان کی برات میں

ایک کتاب مسمٰی بہ تحفہ اثنا عشری لکھی تھی۔ عام اہل سنت
اوسکو نقل لوح محفوظ سمجھہ کر سر پر اُٹھائے اُٹھائے گلی گلی پھرتے
تھے۔ ہر شخص کا یہی مقولہ تھا۔ کہ دنیا بھر میں کوئی شیعہ
جواب نہ دے سکیگا۔ چونکہ مؤلف نے بپاسداری خلفاء
اکثر مطاعن کا غیر وقوعی ہونا ظاہر کیا تھا لہذا ہم نے اُس
کتاب کے اسقدر جواب لکھے کہ چھاپہ خانوں کے پتھر گھس گئے
۶۵ مجلدات تک نوبت پہنچگئی۔ لیکن کسی عالم نے اُن کثیر التعداد
جلدوں کے سامنے قلم نہ اُٹھایا۔ مگر اپنے مذہب کے جہلاء
میں یہ مشہور کیا کہ آج تک شیعہ سے تحفہ کا جواب نہیں دیا گیا
بعد عبد العزیز حیدر علی نے پیر نکالے۔ اُنہیں مضامین مردودہ
کو الٹ پلٹ کر برنگ تازہ لکھ کے منتہی الکلام میں انتہا درجہ
کا زور دکھایا۔ اُس کا جواب بذریعہ استقصاء الافحام تین جلدوں
میں دیا گیا۔ چونکہ بعد تحریر جواب پچیس ۲۵ برس تک حیدر علی بقید
حیات رہا اور بعض امراء نے امداد کا وعدہ بھی کیا مگر ایک
فقرہ کا رد نہ لکھہ سکا۔ دریافت فرمایا لیجئے وہ گردن جھکائے
مروان کی آڑ میں چھپکا کھڑا ہوا سُن رہا ہے پھر مولوی مہدی
علی کو ترنگ آئی۔ آیات بینات بڑے زور شور سے لکھی تین
جلد رمے الجمرات و ایک جلد ردّ ابالیسہ اون کا بھی مونہہ

بیٹھا کیا گیا۔ محمڈن اسکول کے لئے رات دن چندہ کرتے پھرے
اصلاح قوم پر صدہا لیکچر دیئے مگر کبھی بھولے سے بھی یہ
خیال نہ آیا کہ ہمارے جیتے جی کتاب کے چیتھڑے اُڑ رہے ہیں
کسی جواب کی فکر کریں اُن کے بعد مولوی محمدؐ قاسم نانوتوی
نے ہدیۃ الشیعہ میں بہت ہاتھ پیر مارے مگر تحفہ الاثنریہ
کو دیکھتے ہی جان چُرا گئے بلکہ اپنے ہم مذہب علماء کے ہاتھ
سے تازیانۂ کفر کھا بیٹھے۔ تجھکو حکام دنیا سے تشبیہ دے کر
کلکٹر اور تیرے رسوؐل کو سررشتہ دار لکھدیا تھا اور نیز مغنّی
آیات میں اپنی جانب سے ایجاد بندہ کرکے کچھ لوٹ پوٹ
کر دیا تھا۔ شیخ احمد دیوبندی نے اپنے قدیم مذہب کو غلط سمجھ
کر دائرہ تشیع میں قدم رکھا تھا۔ نہایت پاکیزہ مضامین سے
حقیت شیعہ ثابت کرکے انوار الہدیٰ سے نور ہدایت پھیلایا
مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی نے بجوش افغانیت سوال
دیگر جواب دیگر اظہار الہدیٰ لکھکر اُن کا مونہہ چڑایا۔ لیکن
عداوت مرتضوی سے ایسے دریائی نصب و خروج میں ڈوبے
کہ اپنے ہی چند علماء کے فتاویٰ سے کافر کلمہ گو بن گئے پھر
محمدؐ قاسم پیرزادہ نے سملیڑہ میں سر اُبھار کر قاضی راضی
میرانپوری کی امداد سے سید بہادر علیشاہ پنجابی کے سامنے

دو سوال پیش کیئے۔ جن کا ذکر اوائل رسالہ سجادیہ میں ہے
اُس کا جواب مولوی محمد حسن لکھنوی نے سر جلسہ ایسا دیا
کہ سایل اور اُن کے مددگار کو تاحیات یاد رہے گا پھر
وہ ہی محمد قاسم سید سجاد حسین مؤلف رسالہ سجادیہ سے
اوبجھ پڑا۔ جانبین سے تحریریں ہوئیں بہڑہ سادات واقعہ
ہندوستان میں عظیم الشان جلسۂ مناظرہ منعقد ہوا۔ علمائے
فریقین دور دور سے آنکر جمع ہوئے مگر اہل سنت نے
ایسی مونہہ کی کھائی کہ آج تک رُخ نہیں کیا۔ روداد جلسہ
رسالہ انتصار الشریعہ نمبر ۲ جلد اول ماہ نومبر ۹۳ء میں
مفصل و مشرح درج ہے۔ چونکہ مناظرہ مذکور میں مدعیان
کے نفاق پر بحث تھی۔ علماء سے یہ تو نہ ہوسکا کہ اپنے
ممدوحین کی ذوات عالیات سے صفت نفاق کو اُٹھائے
برعکس اوسکے ابوالقاسم الہ آبادی نے حضرت امیر کے ایمان
میں بحث شروع کردی۔ انتصار الشریعہ۔ اخساء۔ عشرۂ کاملہ
وکشف الحجاب وتشفی خوارج وسُنّی ایک جلد مسکت المخالف
سے ایسا دندانشکن وکمر توڑ جواب دیا گیا کہ پھر ہماری طرف
مونہہ کرکے نہیں سوئے۔ مولوی احتشام الدین مراد آبادی
نے ہماری کتب احادیث پر نکتہ چینی کرنے کی غرض سے

بذریعہ رسالہ فضیحۃ الشیعہ کچھ گفتگو کرنی چاہی تھی مگر انتصار الشریعہ
و مجلدات ردشتی نے اُن کا ایسا کمر بند ڈھیلا کیا کہ عجوزۂ صد سالہ
کی طرح کوزہ پشت ہو گئے۔ غرضکہ جس کسی نے سر اُبھارا فوراً
سیف قلم سے جُدا کر کے اُسی سرکش کے قدموں پر ڈال دیا
خدایا جب ہم نے دیکھا کہ کوئی عالم اہل سنت ہماری تقریروں
کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ اُن علماء کو مسلمان ثابت کر
سکتا ہے جن کے حق میں فتاویٰ کفر لکھے گئے ہیں۔ حالانکہ
ہمارے مقابلہ میں اُن کو لکھنا اور کافر شدہ علماء کا مسلمان ثابت
کرنا فرض عین تھا۔ بس ہم یقین کر بیٹھے کہ بے شک یہہ
مذہب باطل ہے اگر ان میں کچھ بھی دم درود ہوتا تو کوئی
نہ کوئی ضرور قلم اُٹھاتا۔ حضرات خلفاء عدالت میں تو سر کھجاتے
ہوئے ہائے واویلا کر کے چلے آئے اُن سے یہ نہ ہو سکا
کہ اپنے مریدوں اور مقلدوں پر غیض و غضب کر کے کہتے کہ
چلو دور ہو تمہاری پنبہ دہنی و کوتہ قلمی نے شیعہ کو جرات
دلا کر ایسا دریدہ دہن بنایا کہ ابر کلام سے پتھر برسا کر ہمارا کام
تمام کر دیا۔ خدایا ہم نے تحقیق و تنقیح مذہب حق میں کوئی دقیقہ
نہیں اُٹھا رکھا۔ یہاں تک دربے تحقیقات ہوئے کہ ایک
اشتہار بہ تسمیہ آئینۂ حق نما تمام عالم میں جاری کر کے جمیع

علمائے اہل سنت سے پوچھا کہ آپ کی معتبر کتابوں میں
آنحضرت کا جناب امیرؑ کو خلیفہ بنانا ابوبکر و عمر کا بحق اہلبیتؑ
ظالم و جابر ہونا درج ہے۔ براہ دینداری اپنی کتب کو
دیکھو اور مسلک صحیح و پسندیدۂ خدا و رسولؐ پر قائم ہو کر
بہشت کو مول خریدی ہوئی جاگیر سمجھ لو۔ فدویان نے
بنظر سہولت آئینہ حق نما میں کتابوں اور اُن کے مصنفوں
کے نام تک لکھدیئے تھے۔ یہ بھی عرض کر دیا تھا کہ بھائی
پہلے بجائے خود کتب محوّلہ دیکھو اگر اُن میں وہ مضامین نہ
نکلیں کہ جن کا مندرج ہونا ظاہر کیا گیا ہے تو ہمارے جھوٹا کرنے
کی غرض سے ہر مذہب کے علماء جمع کر کے کمیٹی کرو ہم سے
مبلغ پچیس ہزار روپیہ کا بکفالت جائداد آزاد وثیقہ لکھا لو
اگر کمیٹی میں ہم جملہ الزامات مندرجہ آئینہ حق نما کو ثابت نہ
کر سکے تو زر مذکور دے کر تمہارا مذہب اختیار کر لینگے۔ وہ
اشتہار علمائے اہل سنت کی خدمت میں عموماً اور مولوی رشید احمد
و مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی پروفیسر علیگڈھ کے
حضور میں بذریعہ رجسٹری خصوصاً بھیجا گیا۔ مگر ایک نے
بھی حسب قیود و شرائط مقررکردہ جواب نہ دیا ہم کو اپنے
عقاید میں تقویت ہو گئی کہ باوصف وعدۂ زر کثیر کسی عالم

اہل سنت کا متوجہ بجواب نہ ہونا ضرور کوئی لِم رکھتا ہے۔
مفخر من اُسوقت جناب کے اشتہار کا ضرور ذکر کیا جائیگا
کہ مولوی مشرفعلے خانصاحب نے جرات کرکے انعقاد کمیٹی
پر بخلاف شرائط آئینہ حق نما بہت زور شور سے آمادگی
ظاہر کی تھی مگر نتیجہ میں وہ حضرت بھی پہلو بدلنے لگے کبھی
لانسلم کہا۔ گاہے پچیس ہزار کی تھیلیاں مانگیں۔ تقیہ پر طالب
اطمینان ہوئے۔ خوارج و نواصب کے مقابلہ میں بدلیل خاص
حضرت امیرؑ کے ایمان پر طالب برہان ہوئے۔ مولوی
خلیل احمد نے دیباچہ ہدایات الرشید میں اپنا غالب اور
شیعہ کا مغلوب ہونا ظاہر کیا تھا۔ بندگان درگاہ نے
اوس کے جواب میں ایک پرچہ مسمّٰی بہ تصویر غالب و مغلوب
نکالا۔ دلایل عقلی و نقلی سے اپنا غالب اور اہل سنت
کا مغلوب ہونا بیان کیا۔

سیّد محمدی حسینؑ رئیس ککرولی واقعہ سادات بارہہ نے
اُس پر پچیس ہزار روپیہ کا اعلان باین عنوان کر دیا کہ جو
عالم اہل سنت وجوہات غلبۂ شیعہ مندرجہ تصویر غالب و مغلوب
کو رد کرے گا زر موعود جیب میں رکھیگا۔ خود مولف ہدایات
الرشید نے مدرسۂ دیوبند میں وہ پرچہ دیکھا۔ مثل پکر تصویر

دم بخود ہو گئے۔ کاش علماء اہل سنت آئینہ حق نما و تصویر
غالب و مغلوب کا اطمینان بخش جواب دے دیتے تو ہم
بلاچون وچرا سُنّی بنکر حضرات خلفاء کے واجب التعظیم سمجھنے
پر مجبور ہو جاتے سب وشتم چھوڑ کر مدعیوں کے ساتھ متداول
برتاؤ کرتے کیا بیچارے خلفاء نے ہمارا گدھا مارا تھا یا کوئی
چیز چُرا کر بھاگے تھے جو بلاسبب اون کے ساتھ اینٹھ مروڑ
رکھتے۔ چونکہ خانوادۂ نبوّت کے ساتھ خصوصیت سے ہمکو
بہ حکم قرآن دعویٰ نیازمندی ہے۔ لہذا جس کو ان کا دشمن
دیکھا ہم بھی اکڑ گئے اسباب میں علمائے اہل سنت سے
مواخذہ کرنا چاہیئے کہ ایسی باتیں جن سے مدعیان کا نقصِ
ایمان ثابت ہوتا ہے اپنی کتابوں میں درج کر کے کیوں
ہماری رگِ عداوت کو بھڑکایا اور بر وقت استفسار اُن
مضامین موحش و بیخ کُن سنیت کو کس لئے صاف کر کے اِن
حضرات کی برأت نہ کی۔ جس جس قدر اُنہوں نے سکوت
کیا ہمارا مونہہ اور کھُلتا گیا روز بروز زبان کو منجائی
ہوتی رہی تا اینکہ تمام فرقہ ہائے اسلام میں ایک گروہ
شیعہ صفت لاعنون مندرجہ قرآن سے مخصوص
سمجھا گیا۔ واجب جان کر عرض کیا۔ زیادہ حدّ ادب

عرضی بندگان درگاہِ جمیع شیعیانِ مرتضوی ؑ

روبکار شرع خداوندی

جوابدعوی مدعا علیہم سے واضح ہوا کہ بلا اغراض ذاتی بپاس وحمایتِ خاندان نبوّت مدعیان سے دست و پنجہ ہوگئے نہ مقلدان مدعیان اعنی علمائے سُنیان اپنے مرشدوں کی توہین درج کتب کرتے اور نہ شیعہ کو اونکے ساتھ الفاظ سخت و درشت عمل میں لانے کا موقع ملتا لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں یہ تنقیح نکالی جاوے +

تنقیح

علمائے اہل سنت نے اپنی اپنی تالیفات میں ایسے ایسے مضامین بیان کیئے ہیں کہ جنسے خلفاء کا ظلم و جبر بحقِ آلِ محمدؐ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

دوم شیعہ نے جمیع کتب اہل سنت وخصوص تحفہ

ومنتہی الکلام کو رد کرکے جوابوں کو شایع کرا دیا۔ اور کوئی عالم اونکو باطل نہیں کرسکا۔

سوم۔ شیعہ نے انعامی اشتہارات جاری کیے اور کسی نے جواب معقول نہ دیا۔

حکم ہُوا

مدعیان اپنے مقلّدین علماء کو پیش کریں +

جنابعالی

جملہ اجلاب صحاح ستہ و موطاء و احمد بن حنبل و اعور و ابن تیمیہ ابن روزبہان و عبدالعزیز و حیدر علیؒ و ابو القاسم الہ آبادی و محمد قاسم نانوتوی و مہدی علیؒ اٹاوی و محمد خلیل و محمد قاسم ساکن سہلیٹہ وغیرہا علماء مقلدان ما فدیان حاضر ہیں۔

عرضی ابوبکر و عمر وغیرہ مدعیان

خدا۔ تم کون لوگ ہو۔

علماء۔ ہم علمائے فرقہ سُنّیہ طرفدار و جان نثاران مدعیان ہیں۔

خدا۔ تم دنیا میں کیا کام کرتے تھے۔

علماء۔ پڑھتے پڑھاتے تھے۔ دعوتیں کھاتے تھے۔ مُردوں کا مال لیتے تھے۔ وعظ و پند سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے

خُدا۔ خلفاء رسُول کی نسبت تم نے ایسے غلط معاملات کیوں درج تالیفات کئے جس سے شیعہ لوگوں کو بہت مخاصمت ہونا پڑا۔

علماء۔ حضرتؐ کے زمانۂ وفات سے ڈیڑھ سو یا دو سو برس بعد پچھلے حالات قید قلم میں آئے ہم کو جیسی خبریں ملتی رہیں بیکم و کاست تمام معاملاتِ رطب و یابس درج کتب کرتے رہے۔

خدا۔ تم نے اس قسم کی روایات کو کیوں درج کیا جس سے خلفاء کی بادی النظر میں سخت توہین ہوتی ہے۔ ہو سکتا تھا کہ اونکو نہ لکھتے آخر واقعہ غدیر کو بھی تم میں سے بعض نے دیدہ و دانستہ چھپا ڈالا تھا۔

علماء۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ اکثر روایات و حکایات حضرات خلفاء کے قلعہ وقار کو جڑ سے اُکھاڑنے والے ہیں لیکن ہم نے اونکے دبانے اور چھپانے میں اس بھروسہ پر کوشش نہ کی کہ ہرگاہ مدعیان خلیفہ ہو گئے اور انتظام مملکت بہ طرزِ واجب کیا۔ اسلامی سلطنت کو خوب بڑھایا تو یہ

چند لغزشیں اون کے سامنے کیا اعتبار رکھتی ہیں۔ نیز ہمکو
خیال تہا کہ ہماری سلطنت ہمیشہ قائم رہیگی۔ مخالفانِ صحابہ
کو رُعبِ حکومت سے کبھی نکتہ چینی کرنے کا موقعہ نہ ملیگا
علاوہ ازیں ہمارے نزدیک خلافت کوئی دینی شاخ نہ تہی
جس سے خلیفہ کا مصئون عن الخطا ہونا لازم آئے۔ بلکہ خلافت
ایک بادشاہت تہی۔ جس کا دینیات سے کوئی تعلق نہیں
پس اگر خلفاء سے چند موقع پر قابل گرفت بے احتیاطیاں
ہوئیں تو منظر دنیا داری و مشاہدہ حالاتِ زمانہ لایق مواخذہ
نہیں۔ ہاں اگر ہم بہی مثل شیعہ امامت کو داخل اصول
سمجھکر امام کو پیشوائے دین جانتے تو باعتبار رفتار و کردار
حضرات خلفا ایسے ہی تھے۔ جیساکہ اونکو شیعہ نے سمجہا
تجھہ پر کوئی حال مخفی نہیں۔ ہم یزید و خلیفہ ابوبکر کو سلطنت
دنیاوی کے اعتبار سے ایک قسم کا جانتے تھے بلکہ یزید کا
نمبر بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ خلیفہ اول کی خلافت جلدی میں
بلا مشورۂ اہل حل وعقد انعقاد پا گئی تہی اور یزید کی خلافت
پر اجماع و استخلاف و تسلط تینوں شرطیں موجود تھیں۔
اگر ہم دونوں خلیفوں کو یکسان نہ جانتے تو باتباع حدیث
نبوی (خلفائے اثنا عشر کلہم من قریش) حضرت ابوبکر و

عمر کے ساتھ یزید و مروان کو جن کا فاسق و فاجر ہونا اظہر من الشمس ہے
کیونکر ایک شکنجہ میں کھینچتے۔ ہم لوگ اگر یہ جانتے کہ کسی زمانہ میں
شیعہ ہماری بیان کی ہوئی روایات کو ہمارے ہی مونہہ پر مار کر
خلفاء کو بے نقط سنائینگے تو ایسی روایتوں کو کبھی بھی درج کتب نہ
کرتے۔ قطعاً اُڑا دیتے۔ جبکہ حدیث غدیر جیسی مشہور و متواتر کو ہمنے
بایں خیال کہ لوگ علیؑ کو خلیفۂ جائز سمجھ کر خلفاء کو بیوقار سمجھینگے
بخاری و مسلم سے اُڑا دیا۔ تو رزایل صحابہ کی روایتوں کو مٹا
دینا کیا بڑی بات تھی۔ بے وجود حدیث کو خلعتِ حیات دینا
اور جیتے جاگتے کو مُردہ بنانا یہہ تو ہمارا عین شیوہ بلکہ ہنر ہے۔
خدا۔ ہرگاہ تمہارے نزدیک امامت جزو دین نہ تھی اور ہر فاجر
و فاسق و بکار و ناہنجار امام ہو سکتا تھا۔ تو یہ حدیث کیوں درج
صحاح کی۔ کہ جس نے امام وقت کو نہ جانا۔ اور بلا معرفت مر گیا
وہ کافر ہو کر مرا۔
خلفا۔ ایسی باتیں کتابوں میں تو بہت درج تھیں مگر ہمیشہ
متروک العمل رہیں۔ قرآن میں لکھا تھا کہ کاذب و ظالم و قاتلِ
مومن ملعون ہے۔ ہم شیطان پر بھی لعن نکرتے تھے۔ شاہ
عبدالعزیز نے تحفہ میں ارقام فرمایا تھا۔ کہ مذہب صحیح رہی ہے
جو اہلبیت کا ہے۔ ہم سے اکثر بلکہ تمام بارہ اماموں کے نام

بھی نہ جانتے تھے۔ فخر رازی کا قول تھا۔ کہ حضرت علیؑ نماز میں
بسم اللہ آواز بلند کہتے تھے۔ ہم نے بالکل بسم اللہ کا نماز
میں کہنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ امام جعفر صادقؑ خرگوش کو حرام جانتے
تھے ہم بہت رغبت سے کباب اڑایا کرتے تھے۔ علیؑ نے نبیؐ کو
غسل دیکر فوراً بہ نیت مس میت غسل کیا۔ ہم نے اوس کو ایسا
بُرا جانا کہ شیعہ کا قہقہ اُڑایا کہ سگ و خوک سے زیادہ ان کا مردہ نجس
ہوجاتا ہے کیونکہ جانوران مذکور پر ہاتھ پھیرنے سے غسل واجب نہیں
ہوتا۔ غم حسینؑ میں گریہ کنندگان کے لئے بیش از بیش ثواب درج
کتب تھے۔ آنکھیں پھوٹیں جو کبھی ایک آنسو نکالا ہو۔ بلکہ ہمیشہ یہی
کہتے رہے کہ خبردار مجالس میں نہ جانا حلوے پر تبرا پھونک کر
سنیوں کو کھلا دیتے ہیں۔ زیر فرش صحابہ کا نام رکھکر پائمال کرانے
ہیں۔ ضریح و علم کے نکالنے پر مدام لڑتے رہے۔ بڑے بڑے کشت و
خون ہوئے۔ بعض مواقع پر حکام نے پولیس زاید مقرر کرنے کی
تدبیر کی ہزارہا روپیہ مقدمات فوجداری میں صرف ہوا سینکڑوں
آدمی جیلخانوں میں سڑ کر مر گئے۔ غرضکہ ہمارے قول و فعل کے
اختلاف کا اگر گوشوارہ بنایا جاوے تو ایک پٹواری کی ضرورت
پڑے یہ سب باتیں برائے نوشتن و گفتن نہیں خدایا تو ہر ایک کے دل
کی بات کو جانتا ہے اگر ہم تہ دل سے ان سب باتوں کا یقین

کرتے تو زیر مواخذہ آسکتے تھے۔

خدا۔ شیعہ شکایت کرتے ہیں کہ اگر تحفہ وغیرہ کے جوابوں کا رد کر دیتے تو ہم مجوب ہو کر صحابہ سے لگاوٹ پیدا کر لیتے۔

علماء۔ شیعہ نے ہماری تمام کتابوں کے جواب لکھے گو کہ بالاستیعاب دیکھنے کا اب تک اتفاق نہیں ہوا مگر قیاس چاہتا ہے کہ محاسب شیعہ جواب نہیں دیا گیا ہوگا ویسے ہی کاغذ سیاہ کر ڈالے ہونگے۔

خدا۔ جب کہ تمہاری جمیع تالیفات کو جنکا تعلق مناظرہ سے ہی شیعہ رد کر چکے تھے تو اونکو تم نے کیوں نہ دیکھا۔

علماء۔ اول تو ہماری عادت رہی ہے کہ شیعہ کی کتاب کو نہ دیکھتے تھے۔ بلکہ عدم معاینہ کتب شیعہ کے لئے اپنے تمام ہم مذہبوں کے پاس اشتہارات بھیجدیتے تھے۔ ثانیاً وہ لوگ صحابہ کی نسبت کچھ ایسے لپیٹ دار الفاظ استعمال کرتے تھے کہ دیکھنے کو دل نہ چاہتا تھا۔

خدا۔ اُن کا تو یہ عین مذہب تھا کہ خلفاء کو بدترین اُمت جانتے تھے۔ مگر تم لوگوں نے یہ مشہور کیا تھا۔ کہ ہم اہلبیتؑ کو واجب التعظیم سمجھتے ہیں۔ لیکن رسالہ تقریر دلپذیر مولفہ سجاد حسینؑ کے ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم لوگوں نے اہل بیتؑ کے ساتھ سخت گستاخیاں کی ہیں اور بالکل وہ طریقہ اختیار کیا ہے جو خوارج و نواصب کا ہے

دنیا کا کوئی عیب ایسا نہیں ہے جو خاندان رسولؐ میں تم نے ثابت نہ کیا ہو۔ پس جبکہ وہ تمہاری کتابیں دیکھکر جواب لکھتے تھے تو تم کو کیا سانپ نے سونگھا تھا۔ کہ اُن کی تحریروں کو نظر بھر کر نہ دیکھتے تھے۔ علاوہ ازیں ہمیشہ ابتدار بہ مناظرہ تمہاری جانب سے ہوئی ہے۔ شیعہ نے جواب دیا ہے اگر در باب خلفاء کچھ کم و بیش بیان ہوا ہے تو اُس کے باعث تم ہوئے ہو نہ تمہاری جانب سے پیش قدمی ہوتی اور نہ شیعہ شمشیر قلم سے خلفاء کا سر اُتارتے۔ تم لوگوں نے بڑی سخت غلطی کی کہ اعتراضات شیعہ کو نہ اُٹھایا۔ تمہاری چُپ لگا جانے سے وہ سمجھ گئے کہ خلفاء ایسے ہی ہونگے۔ اگر ابرار و نیک و کردار خوش اطوار ہوتے تو مقلد و مرید ضرور اُن جرائم کی صفائی داخل کرتے۔

علماء۔ اگر ہم جواب لکھتے تو دیگر اہل مذہب گھر کی تحریر سمجھ کر ضرور دیکھتے۔ راز سربستہ کھل جاتا۔ دنیا میں ایک بھی خلفاء کا کفش بردار نہ رہتا۔ سب کافر ہو جاتے۔ اسی لیئے ہم نے اپنے ہم مذہب جہلا کو خبر تک نہیں ہونے دی۔ کہ اجوبۂ شیعہ کا ہم سے ابطال نہیں ہو سکا۔ اُن کو تا ختم دنیا یہی سمجھاتے رہے کہ شیعہ تحفہ وغیرہ کا جواب نہیں لکھ سکے۔

خدا۔ تم نے شیعہ کے جوابوں کو کیوں چھپایا اور کتب شیعہ کے

معاینہ سے اپنے مریدوں کو کس لیئے منع کیا۔

علما ۔ ہر شخص کو اپنا نفع منظور ہوتا ہے اگر ہم دنیا میں ظاہر کر دینے کہ شیعہ ہماری جملہ کتابوں کو رد کر چکے ہیں اور ہم سے جواب الجواب نہیں لکھا گیا تو ایک بڑی جماعت رسن تقلید توڑ کر ہاتھ پیر چھڑا لیتی ۔ ہماری روٹیاں کہاں سے چلتیں ہزارہا روپیہ کیونکر وصول ہوتا ۔ معاینہ کتب شیعہ کی اگر اجازت دیدیتے تو ہر شخص خلفا رکے کچے پکے حالات معاینہ کر کے مثل شیعہ اُن کی ارواح سے بدشرتی پیش آتا ۔ نہ کسی نے کتابیں دیکھیں اور نہ حقیقت حال ظاہر ہوتی ۔ ویسے ہی گورکا پیٹ بلا پھوٹے رہ گیا ۔

خُدا ۔ آئینہ حق نما کی بروے کمیٹی کیوں نہ جانچ کرائی ۔

علما ۔ جو باتیں کہ شیعہ نے بحوالہ کتب درج آئینہ حق نما کی تھیں وہ بہ تفصیل تمامتر کتب میں موجود تھیں اگر ہم کمیٹی کرتے تو بعد اظہار نتیجہ ایک عالم تہ و بالا ہو جاتا ۔ مگر ہم نے اوسکے جواب میں ایسی چال چلی کہ بارگاہ قدس سے داد طلب ہیں ۔ وہ چال یہ تھی کہ شیعہ کو لکھدیا پچیس ہزار روپیہ بنک میں داخل کرو اور اپنے دعوی کا ثبوت کمیٹی میں پیش کرو ۔ مطلب ہمارا یہ تھا کہ نہ بنک میں کوئی اتنی بڑی رقم داخل کریگا اور نہ مطالب مندرجہ آئینہ حق نما کی جانچ

ہو گی۔ غرض ہماری یہ تھی کہ جہلا مذہب خوش ہو جائیں کہ علماً جاگتے ہیں اور عام طور پر ہوا میں گہرہ بھی لگے رہے۔

خدا۔ دیکھو سنبھل کر جواب دو۔ شیعہ نے یہ کب شرط کی تھی کہ بنک میں روپیہ داخل کیا جائیگا۔ اور ثبوت کا دکھانا ہمارے ذمہ ہے انکا یہ اشتہار موجود ہے۔ جس میں صاف لفظوں سے لکھا ہے کہ بجائے خود کتب مندرجہ اشتہار دیکھ لو۔ اگر مضامین کتابوں میں ملجائیں تو گھر بیٹھے بلا زحمت و وقت مناظرہ شیعہ ہو جاؤ۔ بصورت غلطی حوالہ جات پانچ علماء کا اقرار رجسٹری کراؤ کہ ہم جملہ کتب محولہ اشتہار دیکھ چکے۔ کوئی بات صحیح نہیں ہے۔ اگر شیعہ نے کمیٹی میں اپنے دعویٰ کو ثابت کر دیا تو ہم مذہب امامیہ قبول کر لینگے اُس وقت کے لیئے شیعہ نے پچیس ہزار روپیہ کا وثیقہ بہ کفالت جائداد آزاد لکھا دینا اپنے ذمہ قبول کیا ہے۔ تم نے علماء کا وثیقہ تو رجسٹری نہ کرایا۔ اور قبل از وقت وخلاف شرط نقد روپیہ مانگنے لگے۔ خود غور کرو کہ تمہاری یہ حرکت کس حد تک بیجا سمجھی جا سکتی ہے ہر شخص اُسی معاہدہ پر مجبور کیا جا سکتا ہے کہ جس کو اُس نے بہ صحت نفس و ثبات عقل کیا ہو۔

علماء۔ آپ نے غور نہیں فرمایا۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہماری یہ ایک حریفانہ چال تھی۔ بقولے۔ الحرب خدعۃ۔ یعنے لڑائی

مکاری سے ہوتی ہے۔ ہم ایسے بادلے نہ تھے جو مضمون اشتہار کو نہ سمجھے ہوں وہ تو بہت صاف لفظوں میں ہے اگر ہم سمجھ بوجھ کر بیروں میں گٹھلیاں نہ ملاتے تو مرید بگڑ کر کہنے لگتے کہ واہ صاحب آپ سے انعامی اشتہار کا بھی جواب نہ دیا گیا۔ ہم نے جلتی آگ پر پانی ڈالدیا۔ ہر شخص کی زبان پر تھا کہ ہمارے علماء نے پچیس ہزار روپیہ شیعہ سے مانگا ہے اگر انہوں نے دیدیا تو پیرانِ پیر کی مدد سے ایسا جواب دیا جائیگا کہ شیعہ یاد رکھینگے۔ اس میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا کہ شیعہ نے زرِ روپیہ کے بنک کی شرط نہ کی نہی اور وثیقہ لکھدینے کا اقرار کیا تھا۔ مگر ہم یہ سمجھے کہ شاید وصول میں دقت ہوگی تمسک کی نالش کرکے بہزار وقت ڈگری حاصل کرتے آدمی دستیاب ہونے کی وجہ سے چھ مہینے تک اجراء ملتوی رہتا دوران مقدمہ کا سود نہ ملتا۔ بوجہ موروثیتِ جائیداد جی سے کلکٹری میں منتقل ہوکر قسط بندی ہوتی کئی برس میں بدفعات روپیہ ملتا ہم نے سیدھا حساب دیکھ لیا تھا۔ کہ بنک میں گیے اور کہا روپے کی تھیلیاں بھر لائے۔

علاوہ ازیں اگر شیعہ چالاکی سے کوئی ایسی جائداد لکھدیتے جو دوسری جگہ مکفول ہوتی یا آنکہ کفالت کنندہ کو اس میں پورا

استحقاق استغراق نہ ہوتا یا نیلام و نالش کیوقت سہیم و شریک پیدا ہو کر عذرات کرتے تو بس ہم لگام لیئے ہوئے مقر صاحب کے پیچھے ہی پیچھے پھرتے نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ ملتی۔ خاک چھان کر بیٹھ رہتے۔

خدا۔ تم کیسے خشک دماغ آدمی ہو شیعہ نے پہلے لکھدیا ہے کہ جائداد آزاد کا وثیقہ لکھدینگے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ جو چیز تمام قانونی ذمہ واریوں سے پاک صاف ہو اُسے لکھا لو۔ ہماری دانست میں اس قسم کی جائداد لکھانے میں کوئی خدشہ نہ تھا تم کو اگر شیعہ سے کھٹکا تھا۔ تو اُن کے مجرد بیان کا اعتبار نہ کرتے بارہ برس کا دفتر رجسٹری دیکھ لیتے پٹواری دیہہ کو روپیہ دو روپیہ دے کر پوچھ لیتے کہ اس جائداد کی کھیوٹ میں سوائے مقر کے کوئی اور تو شریک نہیں۔

علماء۔ صاحب ہم کو جھگڑہ کی بات پسند نہ تھی۔ نقد نہ نیرہ اُدھار پر ہمارا عمل تھا۔

خدا۔ اگر شیعہ روپیہ کا وعدہ بھی نہ کرتے تب بھی تم پر واجب تھا۔ کہ جواب دیکر شیعہ کا مونہہ بند کر دیتے۔

علماء۔ ہمارا یہ قاعدہ نہ تھا۔ کہ خواہ مخواہ خالی خولی بک بک کرتے آئینہ حق نما کے سامنے بھی ہم خم ٹھونک کر اس سبب سے

کھڑے ہو گئے تھے۔ کہ شاید بڑی رقم ہاتھ لگجائیگی ورنہ ہماری عادت جواب دینے کی نہ تھی۔ تیری ذات پاک کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جس قدر ہماری کتابوں کے شیعہ نے رد لکھے ہیں ہم نے ایک کا بھی جواب الجواب نہیں دیا۔ ہم تو ایک دفعہ چھیڑ کر کے چپ ہو جاتے تھے۔

خدا۔ معلوم ہوا کہ تم نے ہدایتِ امر حق کو روپیہ کے مقابلہ میں محض بے حقیقت سمجھا۔ اس میں تمہاری سراسر غفلت ثابت ہوتی ہے۔ آپ لوگوں نے دینی معاملات کو مولی گاجر سمجھ لیا تھا اکھاڑ لیا اور جواب دیا۔

علماء۔ ہم نے کچھ اس بات کا ٹھیکہ بھی نہ لیا تھا۔ کہ مدعیان کی ہر بدعملی کو بزور تقریر درست کرنے کی فکر میں قلم بدست رہیں اگر کتب شیعہ کا جھوٹ سچ کچھ جواب بھی دیتے تو پیٹ کہاں رکھ آتے ہاں اگر خلفاء صاحبان ہمارے پائے نام کوئی جاگیر کر جاتے اور سند معافی میں یہ شرط لگا دیتے۔ کہ علماء اپنے اپنے زمانہ میں ہماری سوء کرداریوں کی اصلاح کرتے رہیں تو ممکن تھا کہ جھوٹ طوفان کاغذ سیاہ کرتے رہتے۔ واہ یہ بھی عجیب انصاف ہے اچھے برے کام تو خلیفہ کریں اور گردن ہماری پکڑی جائے جبھی تو ہم نے آپ کی عدالت کو اصول ایمان سے خارج کر دیا تھا۔

خدا۔ مناظرہ بہڑہ سادات میں شیخین کے منافق ثابت ہونے پر تبدیل مذہب سے کیوں انکار کیا تھا۔

علماء۔ پھر وہی ہم اول کہہ چکے ہیں کہ امامت ہمارے نزدیک اصول دین میں داخل نہیں ہے۔ جس سے امام کا کذب و عذر وخیانت مُنجر بہ برہمیٔ ملت متصور ہووے۔ ہمارے نزدیک امام کا فسق وفجور بنیاد مذہب کا متزلزل کرنے والا نہیں ہے۔ خلفا تو بجائے خود رہے ہم تو آپ کی ذات سے بھی صدور کذب محال و ناممکن نہ جانتے تھے۔ چنانچہ امکانِ کذب بذات باری تعالےٰ مابین ہم علماء کے بڑا بحث طلب مسئلہ تھا۔

خدا۔ ہرگاہ تمہارے نزدیک امام ایسا بے وقعت تھا کہ اُس کے ظالم وجابر وخائن وغادر ہونے سے اصول ایمان پر کوئی ضرر نہیں پہنچتا تھا۔ تو یہ حدیث کیوں بنائی گئی تھی کہ (سب الشیخین کفر) یعنے ابوبکر وعمر کو کچھ کہنے والا کافر ہے کیونکہ الزام کفر اُسیوقت عاید ہوتا ہے جبکہ کسی پیشوائے دین کو بُرا کہا جائے۔ جب کہ شیخین تمہارے نزدیک مثل یزید سلاطین دنیا سے تھے تو اونکے بُرا کہنے والے کو ایسی سخت تعزیر سے کیوں ڈرایا کہ جیسے اکابر دین کے بُرا کہنے والے کو خوف دلایا کرتے ہیں۔

علماء۔ اگر ہم حفاظتِ شیخین کے لئے ایسے سنگین قلعہ نہ بناتے تو

عام مسلمان باعتبار کردار سب وشتم کے سخت سخت ڈھیلوں سے
اُن کے دماغ مبارک پر صدمہ پہنچاتے گو کہ ان کی خلافت ہمارے
اصول مقرر کردہ کے اعتبار سے بہ نسبت یزید گھٹی ہوئی تھی۔
مگر نبیؐ کا سُسر اسمجھکر دونوں کو یہ امتیازی نمبر دیا گیا تھا۔
خدا ۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کو تم کیسا جانتے ہو۔
علماء ۔ سبحان اللہ ماشاء اللہ ابتدائے آفرینش عالم سے تا نفخ صور
ایسا سیدھا سادھا اور بھولا بھالا عالم پیدا ہی نہیں ہوا۔
خدا ۔ مناظرہ بہڑہ سادات میں جو باہم سجاد حسین و محمد قاسم
معاہدہ مرتب ہوا تھا۔ اوسمیں ہر فریق کو بصورت مغلوب ہو جانے
کے تبدیل مذہب کا وعدہ کرنا پڑا تھا۔ جس کو رشید احمد مذکور نے
اپنے دستخط سے تصدیق کرکے واجب التعمیل تجویز کیا تھا۔
اگر کذب شیخین کوئی سہل وخفیف امر تھا۔ تو ایسے جلیل القدر شخص نے
جن کے تم بایں الفاظ مدّاح ہو۔ تبدیل مذہب کی شرط کو کیوں تسلیم
کیا تھا۔ اور اس معاہدہ سے آپ لوگوں نے کیوں انحراف کیا تھا
علماء ۔ ہم تو اوّل کہہ چکے کہ وہ سیدھے آدمی ہیں زمانہ کے
داؤ گھات سے واقف نہیں اُن کی سادگی کی اکثر حکایات
ہیں منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ کلو خان پٹھان ساکن ہر پالی
ضلع سہارنپور نے مولوی صاحب سے دریافت کیا تھا کہ بموجب حدیث

(خلفاء اثنا عشر کلہم من قریش) وہ بارہ خلیفہ آنحضرتؐ کے کون کون صاحب ہیں۔ جن کے واسطے نبیؐ صاحب پیشین گوئی فرما گئے ہیں۔ مولوی جی نے ذرہ عاقبت اندیشی نہ کی اور صاف صاف لکھدیا کہ ان بارہ خلفاء میں یزید و مروان و عبد الملک ولید وغیرہ بھی ہیں۔ یہ تحریر ضلع سہارنپور میں روئی کی آگ ہوگئی اہل سنت مارے شرم کے بیموت مر گئے اور بعض کوتہ اندیش و بیخبر تو کہنے لگے۔ کہ تین حرف ایسے مذہب پر کہ جسمیں یزید خلیفہ رسول اللہ مانا گیا ہو۔ گو کہ مولویصاحب نے یزید کے خلیفہ لکھنے میں کوئی غلطی نہ کی تھی۔ اور حسب اعتقاد و مقولہ علمائے قدیم جواب دیا تھا۔ مگر پھر بھی اونکو ایسی بات لکھنی نہ تھی۔ جس کو عام طبایع ناپسند کرنے والی ہوں۔ اون کو لازم تھا کہ جواب دیتے۔ کیا کلو خان کی اُن پر کوئی ڈگری تھی۔ پس ایسے ناعاقبت اندیش عالم کے دستخط ہمارے نزدیک قابل وثوق و تعمیل طلب نہ تھے۔ ایسی بات جس سے عام طور پر شورش ہو کر اقتدار مذہب میں فرق آئے زبان قلم پر نہیں آنے دیتے۔

خدا۔ بھلا یہ تو بتاؤ مولوی ابو القاسم الہ بادی نے جو ایک چوورقہ بایں سُرخی شایع کیا تھا کہ (سوال از جمیع علمائے شیعہ جسمیں میرے بندۂ خاص علیؑ کے ایمان کی نسبت استفسار ہوا تھا آخر

اُس سوال سے تمہارا مطلب کیا تھا۔ کیا تم درحقیقت علیؑ کو ایماندار نہ جانتے تھے۔

علماء۔ ہائے کیا کہیں ہم لوگوں نے بڑی کوشش کرکے یہ نیا طریقہ اختیار کیا تھا۔ اور اس میں عجیب مطلب بزرگ کی تخمریزی کی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ شیعہ نے وار خالی جانے دیا ورنہ ہم نے یہ ایسی چال چلی تھی کہ سارے اگلے پچھلے الزام دھوئے جاتے اصلیت یہ ہے کہ جب جنوری ۹۴ء میں بمقام بہڑہ سادات مافد دیان خلفاء کا ایمان ثابت کرنے سے عاجز ہوئے اور بردّ رسالہ سجادیہ کا ذب وغادر وخائن کا کوئی معقول جواب نہ دے سکے تب حضرت امیرؑ کے ایمان میں یہ نئی قطع کی بحث شروع کردی۔ مقصد ہمارا یہ تھا۔ کہ جس طرح خلفاء ثلاثہ نے اشاعت اسلام میں کوشش کی اور دائرہ مسلمانی کو وسیع کرکے کہیں سے کہیں پہنچایا علیؑ سے ایسا نہیں ہوسکا۔ تعجب ہے کہ خلفاء باوصف ایسے کارنمایاں کے منافق رہے اور علیؑ جنسے اُن نمودار و قابل یادگار کارروائیوں کا دسواں حصہ بھی معرض وقوع میں نہیں آیا ایماندار سمجھے گئے۔ یہ بات خلاف انصاف ہے۔ ہرچند کہ باعتبار فتوحات و توسیعات ملکی علیؑ اسدرجہ کے نہ تھے جیسکہ شیخین تھے مگر تاہم بدل خواستہ وناخواستہ ہم نے مصلحتاً مان لیا تھا کہ

دونوں بزرگوار ایمان و ایقان میں مساوی درجہ رکھتے تھے۔ اگر شیعہ سوائے اُن دلائل کے جن کو ہم بہ ثبوت ایمان شیخین پیش کرتے ہیں۔ کوئی خاص دلیل و حجت باثبات ایمان مرتضوی رکھتے ہیں تو دکھلائیں۔ ہم نے سمجھ لیا تھا۔ کہ شیعہ سوائے دلایل مشترکہ کوئی خاص بات بیان نہ کرینگے۔ پس بوجہ اشتراک براہین ثلاثہ کا ایمان ثابت ہو جائیگا۔ اور ہم گھر بیٹھے بلا ادخال کوٹ فیس و کشاکشی عدالت ضمنی ڈگری پا جائینگے۔ لیکن شیعہ نے ہمارا کام کچا کر دیا۔ اول تو اوسکے جواب میں جیسیکہ نیستان سے شیر نکل پڑتے ہیں۔ چند آدمی ناخن اُٹھا کر سامنے ہو گئے۔ انتصار الشریعہ و احیاء دعشرہ کاملہ و تشفی خوارج و سُنّی و کشف الحجاب و مسکت المخالف سے ایسے گہرے پنجے لگائے کہ ہڈیوں گوشت اتار کر لے گئے خلفاء کی ہڈی پسلی الگ الگ کر ڈالی۔ ہم پچھتا رہے ہیں کہ ایسا بیمعنے سوال کیوں کیا تھا۔ جس کا نتیجہ ندامت ہوا۔ خوارج کی آڑ لیکر حضرت امیرؑ کے ایمان میں بحث کی تھی اُن کا ایمان تو آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہو گیا۔ مگر خلفاء کا حال کچھ پہلے سے بھی پتلا نظر آتا ہے کیونکہ رسایل معروضہ صدر میں شیعہ نے خلفاء کے اس طرح پر گڑے ہوئے کوئلے اکھاڑے ہیں اور وہ وہ تشنیعات کی ہیں کہ بس کا جواب ہم سے نہ ہو سکا۔ سجاد حسین نے بجواب حاجی

محمد صادق فیض آبادی جو مسکت المخالف کا حصہ دوم لکھا ہے۔
اوس میں چند تنقیحیں نکالی ہیں منجملہ اُن تنقیحات کے ایک تنقیح
یہ ہے (ایمان جناب امیرؑ مساوی ایمان شیخین تھا یا اُس کے مغایر)
اس تنقیح میں اُس نے ایک کھتونی لکھی ہے کہ جس سے خلفاء کا
جاہل ہونا ثابت ہوتا ہے ہمارا دعویٰ تھا کہ خلفاء و حضرت امیرؑ
ایمان میں مساوی تھے۔ اُس نے ثابت کیا تھا کہ ہرگز نہیں
بلکہ دونوں میں کوئی درجہ مساوات نہ تھا۔ ہرچند کہ باثبات
عدم مساوات اُس نے بہت کچھ وجوہات درج رسالہ کی ہیں سب
کو اس وقت بیان کرنا داخل طوالت سمجھکر چند باتیں اُس کھتونی
سے مختصراً پیش کرتے ہیں۔ علیؑ کو لکھا ہے کہ گھوارہ میں اژدر
کو چیر ڈالا۔ ابوبکر نے غار ثور میں ایک سپولیئے سے ڈر کر ہیں
ہیں وغیں وغیں کیا جس پر نبیؐ کو آزردہ ہو کر لاتحزن کہنا پڑا
علیؑ اقضیٰ ترین صحابہ تھے۔ عمر نے فقہیات میں عورات سے مات
اُٹھائی۔ علیؑ مثل رسولؐ قرآن جاننے والے تھے۔ خلفاء کو
سورۂ بقر تک یاد نہ تھی۔ علیؑ نبیؐ کو ہمیشہ رسولؐ برحق مانتے رہے
عمر نے صلح حدیبیہ سے ناراض ہو کر نبوت میں شک کیا۔ علیؑ
کمال ایمان رکھنے والے تھے۔ عمر حذیفہ صحابی سے کہا کرتے
تھے کہ باللہ یا حذیفہ انا من المنافقین۔ یعنے قسم خدا کی اے حذیفہ

ہیں منافق ہوں۔ علیؑ نرم مزاج وسخی وکریم تھے۔ عمر کو اپنے بخیل و شدید النفس ہونے کا اقرار تھا۔ علیؑ دوش احمدؐ پر سوار ہوئے ابوبکر کو نبیؐ نے اپنا مرکب بنایا۔ علیؑ سورۂ برات لیکر مکہ گئے ابوبکر ناقابل تبلیغ تجویز ہوکر معزول کیئے گئے۔ علیؑ کی خلافت کا اعلان غدیر میں خود رسولؐ مقبول نے کیا۔ ابوبکر سقیفہ بنی ساعدہ میں جو کہ مرجع بدمعاشان وکفار تھا۔ عمر کے غل مچانے سے خلیفہ ہوئے۔ علیؑ نے ہمیشہ بخیال حمایت اسلام اپنے نفس کو ہلاکت ومضرت میں ڈالا۔ خلفاء جنگ وادی الرمل میں جانے سے مثل طفل ہفت سالہ گیدڑ اور بھیڑیوں سے تھرتھر کانپے۔ علیؑ ہمیشہ سردار لشکر رہے۔ کبھی کسی کے ماتحت نہ ہوئے۔ ابوبکر وعمر سوائے ماتحتی کبھی افسری پر نہ بھیجے گئے۔ ایسے بے حقیقت تھے کہ اسامہ غلام زادہ وعمر ابن العاص شریر ومکار کے زیر حکم کیئے گئے۔ علیؑ نے بلا فتح کیئے کسی جنگ کو نہ چھوڑا۔ ثلاثہ قدم جماکر دو گھڑی بھی کہیں نہ ڈٹے۔ علیؑ کو کارخانہ قدرت کی ڈھلی ہوئی تلوار ملی۔ (علیؑ منی وانا منہ) اور (لافتیٰ الا علیؑ لاسیف الا ذوالفقار) کا معزز خطاب ملا۔ خلفاء کو کبھی دندانہ دار چھری بھی نہ آئی۔ بجائے خطاب (ثم ولیتم مدبرین) کا خار دار تازیانہ لگایا گیا۔ علیؑ نے کبھی سجدۂ اصنام کے لیے گردن نہ جھکائی

خلفاء بتوں کو سجدہ کرتے کرتے ستارہ پیشانی بن گئے۔ علیؑ نے
حرام چیزوں سے کبھی کچھ نہ کھایا۔ خلفاء حالت کفر میں سینکڑوں سور
بھون بھون کر چبا گئے۔ علیؑ نے شراب کو بُری چیز سمجھا۔ عمر کے
ہاتھ سے مرتے دم تک پیالی نہ چھوٹی۔ علیؑ بعد وفات سرور
کائنات ہر معترض اسلام کا جواب شافی دے کر وقعت دین نبوی
بڑھاتے رہے۔ خلفاء سوائے دھول جوتی کے اور کسی طرح پر
علماء یہود و نصاریٰ کے سوالات کا جواب نہ دے سکے علیؑ
کو نبیؐ نے اپنے غیر محدود علم کا دروازہ بتایا۔ عمر بسم اللہ والحمد للہ
کے معنی نہ جانتے تھے۔ علیؑ نے بچپنی میں نبیؐ کی نبوت کو تسلیم کیا
عمر نے پیر فرتوت ہو کر اس نبوت میں شک و وہم فرمایا۔ المختصر
سجاد حسین نے ہمارے دعویٰ مساوات کو ایسی ہوا بتائی کہ لغو
ثابت کر کے چھوڑا۔ اس نے حصہ دوم مسکت المخالف میں یہ
غضب کیا ہے کہ مدعیان مساوات کو قطعی بے عقل قرار دیدیا ہے
منشاء اسکے کلام کا یہ ہے کہ جب اہل بیتؑ و خلفاء نے الواقع
رتبہ میں برابر نہ تھے۔ تو اُن کو برابر سمجھنا حماقت ہے۔ واقع میں
یہ بثوتِ عدم مساوات کچھ ایسی صاف دلیلیں بیان کی ہیں
کہ جن کے معاینہ سے مساوی سمجھنے والا نرا بے وقوف معلوم
ہوتا ہے۔ ہم تو دلایلِ رسالہ تقریر دلپذیر دکھتوتی مسکت المخالف

دیکھہ کر اقتدار خلفاء سے ایسے دست بردار ہو گئے تھے کہ کہیوٹ امامت وخلافت سے اون کا نام خارج کر دیتے مگر شرم دینا مانع تھی - ویسے ہی دبا دبایا چھوڑ آئے -

خدا - تصویر غالب و مغلوب میں جو سجّاد حسین نے اپنا غالب اور تمہارا مغلوب ہونا بدلایل دکھلایا تھا - اس کا جواب دیکر سید محمّدی حسین رئیس گکرولی سے پچیس ہزار روپیہ حسب اعلان کیوں نہ لے لیا -

علماء - سید محمّدی حسین نے جو اعلان کیا تھا اوس کو زبانِ ہندی میں (مارنا نہ ہوا بلا اٹھانا کہتے ہیں) وہ چاہتے تھے کہ ۶۵ مجلدات اجوبۂ تحفہ اور علاوہ بر آن منتہی الکلام و ہدیۃ الشیعہ و آیات بینات وغیرہ کے جوابوں کا جواب الجواب دے کر کمیٹی میں پاس کرایا جاوے - تب پچیس ہزار روپیہ لیا جاوے بھلا ہم سے جو کہ جواب لکھنے کے خوگر نہ تھے یہ کب ہو سکتا تھا - کہ اتنی بہاری جلدوں کا جواب دیتے - علماء شیعہ سے مولوی حامد حسین صاحب نے باوصف نحافت جثّہ و ضعف دل و دماغ ۵۲ ورق باب ہفتم مندرجۂ تحفہ کے جواب میں پچاس ہزار ورق لکھ کر تیس جلدوں میں تقسیم کئے ہیں اور ہماری ہزاروں کتابوں سے اپنے مدعا کو ثابت کیا

ہے جواب لکھنا تو درکنار رہا۔ تیسوں (۳۰) کتابوں کے دیکھنے اور ماخوذ منہ سے ملانے کے واسطے عمر نوح اور خزانہ بے تعداد ضروری تھا۔ ہم بجائے خود متعجب ہیں کہ عالم شیعہ نے باب ہفتم متعلقہ امامت کے جواب میں تیس جلدیں جسیم وضخیم ترتیب دے کر کس قسم کا دماغ تھا۔ جس کو صرف کیا۔

خدا۔ تصویر غالب و مغلوب میں یہ بھی تو ذکر کیا گیا تھا۔ کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی مؤلف ہدیۃ الشیعہ و مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی صاحب اظہار الھدیٰ اپنے ہی علماء کے فتویٰ سے کافر قرار دیئے گئے۔ مضامین میں فتاوے کو باطل کرکے اُن کا مسلمان ہونا ثابت قرار دیا جاوے۔ پھر تم نے ایسے جلیل القدر عالموں کے مسلمان ثابت کرنے سے کیوں گریز کیا اگر کتب کا جواب نہ دیکھتے تھے۔ تو بنے بنائے مسلمان علماء کا الزام کفر سے بچا دینا کتنا بڑا کام تھا۔

علماء۔ کیا ہم نے ٹھیکہ لیا تھا کہ ہر کافر شدہ کا تکفل کریں اور دونوں عالموں نے ایسا کام ہی کیوں کیا تھا جس سے کافر کہے گئے مولوی محمد قاسم نے تجھکو کاکمڑا اور نبی کو سر سڑا کلام لکھکر چند آیات کے معنی بدل ڈالے تھے۔ جہانگیر خان نے حضرت علیؑ کی کرامات کو جوگیوں کی شعبدہ بازی سے تشبیہ دی تھی

جیسا کیا ویسا پایا اور ہم پر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مضامین
فتاوی کے باطل نہ کرنے سے اُن کے مسلمان بنانے ہیں
کیوں غفلت کی اُس کا جواب بر سبیل اختصار یہ ہے کہ ہم
کس کس کا جواب دیتے۔ اُدھر شاہ صاحب تشیید المطاعن
وعبقات الانوار و دیگر اجوبۂ تحفہ کے وار و گیر میں پھنسے ہوئے
تھے۔ ایک طرف مولوی حیدر علی مؤلف منتہی الکلام صاحب
استقصاء الافحام کے گھونسے کھا رہے تھے۔ مولوی مہدی
مؤلف آیات بینات پر ریے الجمرات کا پہرہ لگا ہوا تھا قاضی
احتشام الدین مراد آبادی بفضیحۃ الشیعہ لکھکر رسالہ روشنی
کی چمک سے شپرک چشم بنے ہوئے تھے۔ مولوی ابو القاسم الہ آبادی
اور سید ولایت حسین متوطن ضلع گیا۔ انتصار الشریعہ و احیاء
وکشف الحجاب و شفی خوارج وسنی و مسکت المخالف کے گرہ دار
پھندیں پھنسے ہوئے تھے۔ محمد قاسم ساکن سملیڑہ ضلع مظفر نگر
کی جان رسالہ سجادیہ گھور گھور کر نکال رہا ہے مولوی خلیل احمد
مؤلف ہدایات الرشید کے دعوی غلبہ کو پرچۂ تصویر غالب و مغلوب
ہوا بتا رہا ہے۔ محمد قاسم نانوتوی و جہانگیر خان شکوہ آبادی
جن کے نامسلمان رہنے کا ہم سے ہوا خذہ ہے۔ تحفۃ الاشعریہ
وشمس الضحی کے عمیق تالاب میں غوطہ کھا رہے تھے۔ چہار طرف

یہ ہی غل تھا وہ مارا اوسکو پچھاڑا۔ اُسکی ٹانگ توڑی۔ اس کی گردن مڑوڑی۔ آخر روز روز دنیا تک اسی قسم کی ہیبت ناک وحشت انگیز آوازیں کانوں کو گنگناتی رہیں۔ ہم بجائے خود اسی فکر میں تھے۔ کہ پہلے بڑے بڑے علماء کو شیعہ کے شکنجۂ کلام سے چھڑائیں تو پھر ان چھوٹے چھوٹے کچے پپندوے ملانونکی جو کہ کافر ہو کر مرے ہیں کچھ فکر کریں۔ ہنوز کوئی منصوبہ ٹھیک نہیں ہوا تھا کہ سرافیل نے صور پھونکا دفعتہً قیامت آگئی جو کھڑا تھا وہ کھڑا اور جو بیٹھا تھا وہ بیٹھا رہ گیا۔ ابھی اچھی طرح میدان حشر کی سیر بھی نہ کی تھی کسی اپنے پرائے سے ملے بھی نہ تھے کہ سرکاری سپاہی پکڑ لائے خدا۔ جب کہ شیعہ نے محمد قاسم و جہانگیر خان کی نسبت تم لوگوں سے فتویٰ طلب کیا تو تم نے اونکو کافر تسلیم کر کے مذہبی وقار میں کیوں بٹہ لگایا۔

علماء۔ یہ ہی تو ہمارے عالموں میں کچا پن ہے کہ آگے پیچھے کا خیال نہیں رکھتے۔ کوئی کچھ لکھدیتا ہے اور کوئی اوسکے خلاف راہ بتاتا ہے اُسی لکھے ہوئے کو پیش کر کے شیعہ ہمارا گلا گھونٹتے تھے۔ ناچار ہم کو یہ ہی کہنا پڑتا تھا۔ کہ یہ عالم مایل بہ رفض ہو گیا تھا۔ اوسکے دماغ میں فتور آگیا تھا۔ اصل روایت کا سلسلہ سند منقطع ہے۔ فلاں روایت محدث یا مفسر نے اعتقاداً نہیں

نقل کی اور فلاں فلاں رطب و یابس جمع کر کے مر گئے جھوٹی سچی باتوں کی تمیز نہ کرنے پائے تھے کہ قزاق اجل نے قافلۂ حیات پر تاخت کی۔ ہم علماء میں اگر اختلافِ قولی نہ ہوتا تو شیعہ کبھی بھی غالب نہ آتے ہمارا مختلف القول ہونا شیعہ کا کام بنا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ ہماری کتابوں سے شیعہ ہم پر حجت لا کر ہمارا مونہہ رشتۂ کلام سے سیتے رہے اور چونکہ علمائے شیعہ میں درباب عصمت ائمہ و خلافت و امامت کوئی اختلاف نہ تھا۔ لہذا ہم اُن پر کبھی کوئی حجت قایم نہ کر سکے۔ بہت ہی کچھ کوشش کی کہ شیعہ کو اون کی کتب سے الزام دیں جیسا کہ وہ ہم کو دیتے ہیں مگر ہرگز نہ ہو سکا سر مار کر بیٹھ رہے۔ لیکن شیعہ بھی کچھ تھوڑے پانی کے نہ تھے۔ اُنہوں نے دھوکہ سے بلا اظہار اسمیت استفتا کیا۔ چونکہ وہ مضمون معتقد کے کفر پر دلالت کرتا تھا۔ لہذا لکھدیا کہ جو اس کا قایل ہے وہ کافر ہے اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ ہمارے علماء جلیل الشان پر انجام کار یہ نزلہ پڑیگا تو ہزار تاویلات سے اوس کی تصحیح کر دیتے یا حسب عادت خود جواب نہ دیتے کیا کوئی مستفتی لاٹھی لیے ہوئے کھڑا تھا۔

خدا۔ اس سے پہلے تم نے بیان کیا ہے کہ ہم دل میں منصوبہ باندھ رہے تھے کہ شیعہ کا جواب دے کر اپنے علماء متکلمین

کو اُن کے پنجہ کی پنج کھسوٹ سے بچائیں مگر دفعتہً قیامت
اس کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ اگر ہم عمر دنیا میں کچھ ترقی
کر دیتے تو تم ضرور اُن کتب شیعہ کا جواب دیتے جن سے
مولوی عبد العزیز و حیدر علیؒ وغیرہ کی تالیفات رد کی گئی ہیں
پس آج حسن اتفاق سے تم سب اگلے پچھلے علمائے سنیہ ایک
جگہ جمع ہو اور نیز وہ جملہ متکلمین بھی موجود ہیں۔ جنکا کلام شیعہ نے
باطل کر کے عدم وصول جواب سے ایک معقول و قابل قبول
عذر پیش کیا ہے۔ تم سب علماء بہیئت مجموعی باہم مشورہ کر کے
اس وقت ہمارے سامنے کوئی ایسا جواب مُسکت خصم پیش کرو
جس سے شیعہ کا بیان تحریری رد ہو جائے یہ سُنکر ایکدوسرے
سے سرگوشی کریگا کہ یار وعدالت نے حکم تو اچھا دیا ہے کوئی
تدبیر ضرور کرنی چاہیئے اُس وقت کوئی شاہ صاحب کو الگ
لے جائیگا کوئی حیدر علیؒ و مہدی علیؒ و محمد قاسم سے مونہہ ملائیگا
کہ میاں سچ بتاؤ کیا جواب دیں۔ مہلت تو مل گئی ہے اگر تمام
اجوبہ تحفہ و منتہی الکلام وغیرہا کا کوئی مختصر سا جواب ہو سکتا ہو
تو آؤ دے دلا کر اپنا راستہ پکڑیں۔ ہم تو اس جھمیلہ میں محشر
کی سیر سے بھی رُک گئے۔ خلفاء نے پہلا مقدمہ توہین دائر
کیا۔ ہماری جان غضب میں آگئی۔ دنیا میں ان کی طرفداری

سے شیعہ کے دھکے مکے کھاتے رہے۔ رات دن جھگڑے قصہ
میں گذر گیا۔ اب مفت کی جواب دہی میں پکڑے گئے ہماری تو
دنیا بھی خراب رہی اور انجام عقبیٰ بھی کچھ بے طور نظر آتا ہے۔
آپ حضرات کی تحریرات کے اعتبار سے یہ ہی کہتے رہے کہ نہ
فدک ہبہ ہوا اور نہ علیؑ و اُم ایمن وغیرہ نے اس پر گواہی دی
نہ سند فدک چاک کیگئی نہ اولاد انبیاء کو ورثہ ملتا ہے نہ فاطمہؑ
کو ابوبکر سے ملال ہوا۔ بلکہ ناجائز دعویٰ کرنے سے بجائے خود نادم
ہوئیں۔ نہ عدم حضوری نماز جنازہ کے لیے منجانب سیدہ کوئی
وصیت بحق ابوبکر واقع ہوئی نہ خلفاء نے جیش اُسامہ کی شرکت
سے مونہہ پھرایا نہ جناب عمر نے ہنگام طلبداشت خامہ و قرطاس
اپنے مرشد کو ہذیان گو کہا نہ پیغمبر نے علیؑ کو خلیفہ بنایا نہ من کنت
مولاہ فعلی مولاہ مثبت خلافت ہے وغیرہ وغیرہ۔ آخر ان
معاملات کی کوئی اصلیت بھی ہے (عبدالعزیز وحیدر علیؑ وغیرہ
آنحضرت کے اشارہ سے چپ رہو۔ غل نہ کرو سب تنازعات و معاملات
کا ذکر علمائے متقدمین اپنی اپنی تصانیف میں کر چکے ہیں۔ اگر
ہم دنیا میں ایک بات کو بھی تسلیم کر لیتے تو سنت شیخین استادہ
نہ رہتی۔ ترک عمل سے نیم جان ہو کر خم کر جاتی۔ بڑی مرہم پٹی
کر کے اُس کی اصلاح کی تھی جب تم لوگ وجود پذیر ہوئے تھے۔

اگر ہم خبر گیران نہ ہوتے تو اس سنت پر عمل کرنے والا اور اس پر
فریفتہ ہو کر جان دینے والا دنیا میں ایک بھی نظر نہ آتا گو کہ علمائے
متقدمین اختلاف کلام سے بہ نظر عوام اس کو سست و بے طاقت
محض ثابت کر چکے تھے۔ مگر پھر بھی ہم نے بہت جوڑ توڑ کر کے اس کو
سیدھا کیا گو کہ ہماری کوشش خلاف کتب تھی۔ مگر اسوقت کی
مصلحت کا ایسا مقتضا تھا (دیگر اشخاص واہ حضرت آپ نے تو اپنے
ساتھ ہمکو بھی ڈبویا) (عبد العزیز وحید رعلی وغیرہ) کیا ہم نے تمہاری
آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی۔ خود کتابیں دیکھکر جیسا سمجھ میں آتا
وہ کرتے (دیگر اشخاص) ہمتو تمہارے اعتبار پر مارے گئے۔ تم نے
جس بات کا انکار کیا ہم سمجھ گئے کہ ضرور کتابوں میں نہ ہوگا آپ نے
ہمکو دھوکہ دیا (عبد العزیز وغیرہ) کیوں خواہ مخواہ چیڑ چیڑ کر کے
دماغ خالی کیے دیتے ہو۔ ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہے (دیگر اشخاص)
ذرہ منہ سنبھال کر بولو چوری اور سر زوری دھوکہ بھی دیئے جائیں
بھی بتلائیں اور پھر آنکھیں بھی دکھلاتے ہو (عبد العزیز وغیرہ) پھر
ویسے ہی بکے چلے جاتے ہو ارے یار وہم کہ چکے کہ اندراجات
کتب سابقہ سے جو ہم نے انکار کیا تھا وہ مصلحت وقت تھی پھر تم
کیوں خواہ مخواہ ہم سے الجھتے ہو (دیگر اشخاص) ہم کو تو قرینہ سے
کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ میں دوسرا مقدمہ ہونے والا ہے

اور نہ معلوم یہ کمبخت مقدمہ کتنے بچہ جنیگا صاف کہے دیتے ہیں ہم تو سیدھا جواب لکھا دینگے کہ مصنفوں نے دھوکہ بلکہ غوطہ دیا ۔ (عبدالعزیز وغیرہ) تم لوگوں کا دماغ چلگیا ہے خواہ مخواہ سر ہوئے کو پھرتے ہو جس وقت شیعہ نے تشئید المطاعن لکھی تھی یا عبقات الانوار میں ہمارا بیان رد کیا تھا اسوقت کسی نے دھوکہ دیا تھا کتب مذکورہ کو دیکھکر وہ جملہ کتابیں معاینہ کرلیتے جنکا حوالہ شیعہ نے دیا تھا ہمارے لکھنے پر ایسے بھولے کہ آنکھ کھول کر کتاب نہ دیکھی آئینہ حق نما میں تو شیعہ نے معہ مصنفوں کے کتابوں کے نام بھی لکھدیئے تھے اور مزید برآں بصورت غلط ہونے کے پچیس ہزار روپے کا وعدہ بھی کیا تھا اس پر بھی یہ سستی و کاہلی کہ آنکھیں بند کیئے سو یا کیئے تم کو لازم تھا کہ کتابوں کو دیکھکر ہر ایک مضمون مندرجہ کی تاویل سے اصلاح کرتے ۔ ہمارے اقوال میں جہاں انکار واقع ہوا تھا اسکو درست بناتے خود تو پڑے پڑے چارپائی توڑا کیے اور ہم سے آج دست پنجہ ہوتے ہو (دیگر اشخاص) آپ زبردستی اپنی بلا ہمارے گلے ڈالتے ہیں ۔ جناب نے تحفہ میں لکھا تھا (کہ ایں روایت در ہیچ کتابے از کتب اہل سنت موجود نیست و بطریق ضعیف) صاحب عبقات الانوار نے اسی روایت کو جس کا آپنے انکار کیا تھا پچاس کتابوں میں دکھادیا اور توثیق رواۃ بھی کردی اول تو کلام غیر معصوم میں تاویل

جائز نہ تھی ورنہ اس طرح ہر فاجر و زندیق کی بیہودہ سرائی بزور تاویل جائز ہو سکتی تھی دوم آپ کے صریح انکار اور پچاس ذی اعتبار علماء کے صاف اقرار میں ہم کیا پہلو نکال لیتے جس سے منکر و مقر دونوں بری سمجھے جاتے۔ (عبدالعزیز وغیرہ) کیسے خشک مغز ہو بات کی نہ کو نہیں سمجھتے۔ مفت میں مرے گرے آدمیوں کا مال کھایا کیئے۔ ارے میاں کچھ جھوٹ سچ لکھکر دو چار جواب تہم ہی چھپوا دیتے ہمارے اہل مذہب میں سوائے دہنی جلاہوں کے تمیز دار کون تھا سب جان لیتے کہ تحفہ و منتہی الکلام وغیرہ کے جوابوں کا جواب ہو گیا آج جو شیعہ گلا دبا رہے ہیں کہ ہماری تحریروں کا جواب نہیں دے سکے اُن کو یہ عذر کرنے کا موقعہ نہ ملتا۔

(دیگر اشخاص) خدا نے تو مہلت دے دی ہے اب کوئی تدبیر نکالیئے جس سے ہماری اور آپ کی جان بچے۔

(عبدالعزیز وغیرہ) جانے ہمارا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(دیگر اشخاص) میاں فلانے میاں اگلے میاں ڈھیکے ذرا دوڑ کے اس دھوکہ باز کو پکڑ تو سہی۔ غلطی میں بھی ہم کو ڈال گیا اور اب کیا کیا دکھا رہا ہے اسے عالم کون کہتا ہے یہ تو جامع مسجد کی سیڑھیوں کا بیٹھنے والا ہے۔

(اگلے ڈھیکے) ہاں ہاں لیجیو پکڑیو۔ دوڑیو جانے نہ پاوے یہ شور و غل

شکر (خدا) جبرئیل دیکھو سہی یہ کیسا فل غبار اڑا ہو رہا ہے۔
(جبرئیل) حضور علمائے اہل سنت آپسمیں اس طرح لڑ رہے ہیں کہ جیسے شمر و یزید میں بعد قتل حسینؑ تکرار ہوا تھا۔ شمر سے یزید نے پوچھا کہ حسینؑ کو کس نے قتل کیا۔ اُس نے کہا عمر سعد نے۔ وہ جوابدہ ہوا کہ ابن زیاد نے قتل کیا۔ فوج بھیجی ہر ایک سے ملک و مال دینے کا وعدہ کیا۔ ابن زیاد نے کہا کہ اصل قاتل یزید ہے جس نے خزانہ کا دروازہ کھولدیا نہ وہ حکم دیتا اور نہ حسینؑ قتل ہوتے۔ ایسے ہی علمائے اہلسنت ایکدوسرے کو الزام دے رہے ہیں۔
خدا۔ اچھا ان سے کہو کہ احاطہ عدالت سے باہر جاکر بہشت و مشت کریں
جبرئیل۔ چُپ چُپ تمکو نظر نہیں آتا۔ خدا مصروف حساب ہے، سپاہی ڈنڈا لیئے سامنے کھڑے ہیں۔ بارگاہ عالی کو چوپال سمجھے ہو جو گنوار بنے ہوئے بدتہذیب باتیں کر رہے ہو۔ چلو یہاں سے دور ہو ورنہ حوالات بھیج دیئے جاؤ گے۔

الحاصل اُسوقت آپسمیں بہ نرمی و ملائمت یہ تجویز کریں گے کہ بھائیو جو ہونا تھا وہ ہوچکا باہم لڑنے بھڑنے سے کیا نتیجہ خدا نے جن بات کے لئے مہلت دی تھی اس کا سرانجام کچھ ہو نہیں سکتا اب تھوڑی دیر میں عدالت کا سپاہی شور مچائیگا کہ فلاں ہے فلاں ہے۔ فلاں ہے۔ بہتر ہے کہ دربار کی پکار سے پہلے انہیں کے پاس چلیں جن کی بدولت

دن نصیب ہُوا ہے اگر وہ اس مقدمہ کو عدم پیروی میں خارج کر دیویں
تو جان بچے ورنہ ہم فضول مارے گئے۔ یہ مشورہ کر کے سب ثلاثہ
کے پاس جا کر پہلے بصد ادب حضرت صدیق اکبر کو سلام کر کے کہیں گے
اے یار غار و دنیا میں آپ کی سنت کو شاخ طوبیٰ سمجھ کر دونوں ہاتھوں سے
مضبوط پکڑے رہے چھوڑا نہیں آج وقت مددگاری ہے وہ جواب
دیں گے کہ میاں بھلا ہو۔ تیلیو۔ بھائی ندافو۔ قسائیو۔ میں نہ پہلے کچھ
جانتا تھا اور نہ اب جانتا ہوں ویسے ہی بلا مشورہ اہل حل و عقد آدمیوں کے
ٹوٹے میں ناگہانی طور پر بھائی عمر کی بدولت خلیفہ ہو گیا تھا جو کچھ وہ سمجھاتے
سمجھاتے سکھاتے پڑھاتے رہے میں کٹھ پتلی کی طرح اشارے کرتا رہا
قسم لے لو جو بندہ نے اپنے اختیار سے کوئی کام کیا ہو اسی واسطے
تیرھویں صدی کے محقق کامل ڈاکٹر آنریبل سرسید احمد خانصاحب نے
میری خلافت کے تین چار سالوں کو بھی بھائی عمر کی مدت خلافت کے
ساتھ شکنجۂ میزان میں کھینچ دیا تھا تم سمجھ لو کہ جب میری خلافت کا زمانہ
ہے ندارد کر دیا گیا تو میں ایک بحقیقت محض رہ گیا۔ میاں عمر کو داؤ
گھات بہت یاد ہیں اُن میں سے کوئی تدبیر پوچھو ہاں میں ہاں میں بھی
ملا دونگا اُسوقت کانپتے ہوئے حضرت عمر کے پاس جا کر کہینگے کہ یا فاروق
اعظم وقت دستگیری ہے باوصف طولِ قامت آپ ہی ایک تودۂ
عقل دیکھے گئے ہیں اسوقت کوئی ایسی چال بتائیے جس سے یہ

جنجال دفعہ ہو۔ بڑے صاحب نے بھی آپ ہی کا حوالہ دیا ہے۔ ہماری فدویانہ وفاداری سے آپ خوب واقف ہیں کہ دنیا میں آپ کی وفاداری کس حد تک کی ہے آپ کی ہر نا جائز کارروائی کو مخالفوں کے سامنے جائز کر کے چھوڑا۔ حضور جو فاطمہؑ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لے کر چڑھ گئے تھے ہم نے اصلاح کر دی کہ وہاں بدمعاش جمع ہو رہے بیٹھے ان کی گوشمالی ضرور تھی۔ اگر جلا بھی دیا جاتا تو کوئی عیب تھا آپ نے جو نبیؐ کو دوات و قلم نہ دیا فدویان نے اُس کے یہ معنی بیان کر دیئے کہ بخیال رفع تکلیف آنحضرت ایسا کیا تھا کیونکہ لکھنے لکھانے میں تصدیعہ ہوتا جناب نے وفات پیغمبر سے انکار کیا بندگان درگاہ نے اُس کی یہ تاویل کی کہ جوش محبت سے ایسے بیہوش ہوئے کہ منکر مرگ ہو گئے غرضکہ ہمیشہ آپ کے افعال کی بزور قلم اصلاح کرتے رہے اُس کے صلہ میں آج اس وار و گیر سے بچا دیجئے۔

عمر۔ اے صاحبو تم نے ہماری طرفداری میں جو دنیا کے اندر کوششیں کیں اُس کا بدلہ وہیں پا لیا۔ دنیا میں جو عیش تمکو نصیب ہوئے وہ ہمارے مخالفوں کے حصہ میں نہ آئے۔ تمہارے لیئے دنیا جنت تھی اور اُنکے واسطے دوزخ۔ تمہارے لیئے مقام امن تھا اُن کیواسطے محل خوف وہ تقیہ سے بعض مواقع پر گذر کرتے تھے اور تم بیدھڑک ہو کر گلیوں میں چار یار پکارتے تھے ہماری محبت کا معاوضہ تم کو کافی طور پر مل چکا

اب ہم سے کوئی امید نہ رکھو اس سررشتہ میں ہمارا رسوخ نہیں۔ مثل تمہارے ہم بھی عوام میں داخل ہیں۔ آج مفتاح جنت فاطمہؑ کے ہاتھ میں ہے اور وہ تم سے نہایت ناخوش ہیں ذرا ہم سے الگ کھڑے ہو۔ دیکھتے نہیں کہ حبیبؐ خدا و شیر اللہ و فاطمہؑ زہرا مع حسنینؑ حوض کوثر پر کھڑے ہوئے ہیں اگر اس طرف نگاہ پڑگئی اور تم کو ہم سے باتیں کرتا ہوا دیکھ پایا تو ہماری مٹی پلید ہو جائیگی۔

جمیع اہل سنت۔ لاحول ولا قوۃ کمزور کا ساتھی ہمیشہ ڈوبا ہے دنیا میں ان لوگوں کا دامن سنبھالے رہے جس کا آج یہ نتیجہ ملا کہ بے والی وارث در بدر مارے مارے پھرتے ہیں ان حضرات کی حمایت و طرفداری میں دین و ایمان کھویا۔ دیکھو تو سہی کیا طوطے کی سی آنکھیں بدل گئے۔ اگر اہل بیتؑ کیساتھ اتنی دلخواہی کرتے تو نہ معلوم آج کیا رتبہ ملتا۔ خدا کرے ان کا مقدمہ خارج ہو جائے یا کریم کارساز کوئی ایسا پیچ ڈالدے کہ یہ بھی کسی قانونی جرم میں ماخوذ ہو کر ہمارے ساتھ جائیں وہاں ان دونوں کی ایسی خدمت کریں گے کہ یاد رکھیں۔

اسوقت پھر علماء و دیگر اہل سنت باہم گرم مشورہ ہوں گے کہ بھائیو گو کہ اپنی کرتوتوں سے ہمارا اسوقت جناب سیدہؑ کے پاس جانا ایسا ہی شرم دلانیوالا ہے کہ جیسا شمر کو حضرت زینبؑ کے سامنے جانے سے حجاب ہوا تھا۔ کیونکہ کوئی گستاخی ایسی نہیں ہے جو ہماری قلم سے

بحق سیدہ روئے کاغذ سیاہ کرنیوالی نہ ہوئی ہو۔ مگر بلا فاطمہؑ کیخدمت میں حاضر ہوئے کام نہیں چلتا یہ کہکر بارندامت سے گردن جھکائے ہوئے ایک ایک پیر ہزار ہزار من کا بنائے ہوئے خانوادۂ رحمت کیطرف رجوع کرکے عرض حال کرینگے کہ اے بضعۂ رسولؐ آپکا خاندان ایسا منبع سخا و کرم ہے کہ جناب کے پدر بزرگوار کو خلق عظیم کا خطاب ملا ہے جناب امیرؑ نے قاتل کو شربت پلایا اپنے مخالفوں پر فتح پاکے اُن کے مال و آبرو سے تعرض نہ کیا۔ حسنؑ نے زہر دینے والی عورت کا نام نہ بتایا حسینؑ نے شمر کو بعہد خلافت مرتضوی جیلخانہ سے رہا کرایا سید الساجدینؑ نے یزید کو نماز غفیلہ سکھائی زینبؑ نے اہل شام سے ہر قسم کی اذیت اُٹھا کر کبھی بد دعا نہ کی۔ اسوقت ہم نہایت شرم و ندامت سے آپکے دامن دولت کیطرف رجوع ہوئے ہیں گو کہ کیسے ہی خطاوار ہیں مگر آپکے پدر بزرگوار کی اُمت میں شمار کیئے جاتے ہیں ہمارے حال زار پر رحم کیجئے دنیا میں جنکی محبت سے آپکی مخالفت اختیار کی تھی وہ ٹکا سا جواب دے چکے۔

اُسوقت جناب فاطمہؑ بایں ہمہ صبر و تحمل نہایت غصہ ہوکر فرمائینگی کہ تم کیسے مسلمان تھے باوصف اُمتی ہونے کے ہمیشہ مجھ سے برسہ مخالفت رہے۔ ہبہ فدک میں مجھکو معہ میرے معزز گواہوں کے طالب ناجائز قرار دیا۔ بابا کی وراثت سے خارج کر دیا۔ میرا شمار اہل نفسانیت میں کیا بلکہ یہاں تک مجھکو بے توقیر بنایا کہ ڈسمسئی مقدمہ سے اہل ندامت کی

مرد میں اوّل درجہ پر میرا نام لکھدیا کیوں رے (عبد العزیز) ذرا گردن تو اُٹھا تو نے تحفہ میں نہیں لکھا تھا کہ میرے گھر میں مفسد و اہل بغاوت جمع ہو کر خلیفہ اوّل کی خلافت کے برہم کرنیمیں مشورہ کرتے تھے و حالانکہ میں اُنکے اجتماع سے ناراض تھی بھلا کہیں خدا کی خدائی میں ایسا ہُوا ہے کہ باغی لوگ ایک بادشاہ کو تخت سے اُتارنیکا مشورہ کسی رعایا کے گھر میں بلا اُسکی شرکت و رضامندی کے کرسکیں جب ایسا منصوبہ کیا جائیگا ممکن نہیں کہ صاحبِ خانہ اُس کمیٹی سے الگ ہے شیعہ کو تمہارے کہنے سے یقین ہو گیا کہ جب باغی لوگ فاطمہؑ کے گھر میں بیٹھکر عزلِ ابوبکر میں رائے زن ہوتے تھے تو علیؑ و فاطمہؑ غالب شریک ہونگے پس وہ خلیفہ اوّل کی خلافت کا ہماری مرضی کے خلاف واقع ہونا قیاس کر کے نانا ابوبکر و امثالہم سے بگڑ بیٹھے نہ تم یہ باتیں لکھتے اور نہ اُنکو خلفاء سے بدظنی کرنے کی گنجایش ملتی شیعہ نے جسقدر گستاخیاں بابا کے اصحابوں سے کیں وہ سب تمہاری تحریروں کے اعتبار سے پس اُسکے مواخذہ دار تم ہو نہ ہمارے شیعہ۔ تمہارا اکثر مواقع پر یہ بیان ہُوا ہے کہ خلافت ابوبکر کی آیۂ استخلاف سے خبر دیگئی ہے۔ (وعد اللہ الذین آمنو منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امناً) طسورۂ نور، بخلاف اسکے تحفہ میں لکھدیا کہ خلفاء ثلاثہ نہ معصوم آنذو نہ منصوص۔ ذرّہ دلیں سوچو کہ جب آیۂ

موصوف مبشر بخلافت بکر یہ تھی تو عدم رضا پر تمہارا قول کہ قدرتنا قض کلامی کا تمپر الزام ڈالنے والا ہے سوائے ازیں آیۂ موصوف میں جو خلیفہ موعود من اللہ ہُوا ہے اسکی علامتیں بیان کیگئی ہیں اور علامات مندرجۂ آیت خلافتِ ابوبکر پر کسی طرح منطبق نہیں ہوسکتیں۔ بیں بطور نمونہ دو ایک علامتوں کا ذکر کرتی ہوں جس خلیفہ سے یہ آیت متعلق ہے اُس کیوقت میں تین (۳) باتیں ضرور ہونی چاہئیں تھیں۔ اوّل تمکنتِ دین فی الارض دوم زوالِ خوف حصولِ امن بہ مومنین۔ سوم دین پسندیدہ یعنی طریقہ اُن کا ایسا پسندیدہ ہوگا کہ ہر آئینہ قابلِ تمسک سمجھا جاویگا تمکنِ ارض سے یہ مراد ہے کہ تمام روئے زمین پر مسلمانوں کا حاکمانہ طور پر قبضہ ہوجائے اور اُن کو ایسا امن حاصل ہو کہ کسی نوع کا خوف و اضطرار طبایع اہل اسلام پر باقی نہ رہے پس اگر بروئے آیہ استخلاف ابوبکر صاحب کو خلیفہ سمجھا جائے تو اُن کے زمانہ میں کہاں ایسی تمکین دین ہوئی کہ سب مسلمان روئے زمین پر تسلط تام پا گئے ہوں۔ یہ بات تو خود رسولِ مقبول کو بھی حاصل نہ ہوئی تھی اور اگر محض خلیفہ ہوجانے کی وجہ سے آیۂ موصوف کو متعلق بابوبکر تصور کیا جائے تو کوئی وجہ خصوصیت کی نہیں پائی جاتی ہر خلیفہ سے اسکا تعلق ہونا چاہئے کیونکہ بموجب حدیث خلفاء اثنا عشر جمیع خلفاء نے اسلام کو بڑھایا۔ عرب سے عجم و ہندوستان تک پہنچایا۔ جرمن فرانس

وچین وروس وغیرہ ممالک میں اسلام کا جھنڈا گڑا ہمبر بن قیاس سلاطین
کہ جنہوں نے ممالک غیر میں اسلام کو پہنچایا آیۂ استخلاف سے بہ نسبت ابوبکر
بدرجہا علاقہ رکھنے والے متصور ہو سکتے ہیں۔ بارھویں صدی تک
ہر مسلمان بادشاہ کی ترقیات و توسیعات کا حساب ابوبکر کے زمانہ
کی ترقی حیثیت سے سینکڑوں نمبر بڑھا ہوا ہے۔ اگر خلافت ابوبکر
حسب وعدۂ خداوندی وجود پذیر ہوئی ہوتی تو سر آمد محققین سرسید
احمد خان بانئے محمڈن اسکول علیگڈھ باوصف سنی المذہب ہونیکے
اُن کے زمانہ کی فتوحات و ترقیات کو بحقیقت محض سمجھکر عمر کی بیگار
کے ذیل میں شمار کرتا خوب سمجھ لو کہ آیۂ موصوفہ بالا میں وہ زمانہ
مُراد لیا گیا ہے جو کہ میرے پسر فرخندہ سیر مہدی کو نصیب ہوا اسلام
مثل ابر رحمت قاف سے تا قاف پھیل گیا۔ تمام ادیان باطلہ سے
زمین پاک ہوگئی۔ اہل اسلام کو ایسا امن ملا کہ بیخوف وخطر فرائض
مذہبی کو ادا کیا۔ اختلاف مذاہب اُٹھ گیا۔ سوائے حق پرست لوگوں
کے ارباب ظلم وجور و اہل فسق وفجور سے کوئی نہ رہا۔ خدا کی زمین
اہل بدعت وضلالت سے خالی ہوگئی کوئی مفسد و بدخواہ اسلام باقی نہ رہا
ابوبکر صاحب کے زمانہ کی تمکین تو دیکھ چکے۔ امینت بھی سن لو۔ بہت
باتوں کو چھوڑ کر بطور نمونہ چند چند واقعات دکھاتی ہوں جن سے ابوبکر
وغیرہ کے وقت میں بد امنی کا پورا ثبوت ہو جائیگا۔ ابوبکر نے باہتمام

خالد ابن ولید مالک بن نویرہ مرد مسلمان کو معہ ایک کثیر التعداد
مسلمانوں کے بالزام ردت مار ڈالا۔ حالانکہ تمہیں لوگوں سے مثل
صاحب حبیب السیر و روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا وغیرہ نے لکھدیا
کہ بوقت محاصرہ اہل لشکر نے اُس قریہ سے آواز اذان سُنی تھی
بعد استغاثہ محض سرسری تحقیقات سے ثابت ہُوا کہ وہ مُرتد نہ تھے۔
بلکہ جیسے مسلمان ہُوا کرتے ہیں ویسے تھے بروقت لشکر کشی خالد سے
انہوں نے اتنی بات کہی تھی کہ ہم اموال زکوٰۃ وصدقات ابوبکر کو اس
وجہ سے نہیں دیسکتے کہ وہ خلیفہ منصوص من اللہ والرسول نہیں
ہیں ہمارے نزدیک بیت زمشرق تا بمغرب گرامام است +
علیؑ و آل او مارا تمام است + حضرت امیرؑ جبوقت طلب فرمائیں گے
بلاعذر دیدینگے۔ خالد نے کچھ نہ سُنا اور اُس کو مار ڈالا۔ گھر بار لوٹ
کر ہتک حرمت کیا۔ بالآخر ابوبکر نے نادم ہوکر اُس کا خون بہا
بیت المال سے ادا کیا۔ اب تمہیں بتاؤں کہ کیا مسلمانوں کا بعد خوف
امن و امان پانا اور راحت و آسائش سے بسر کرنا حسب مفاد آیت
اسی کا نام ہے جو بعہد خلیفہ بقول تمہارے وقوع پذیر ہُوا۔ شیعہ نے
اگر اُنکے وقت سلطنت کو تمہاری تحریر کے اعتبار پر خلاف منشاء
آیت سمجھا تو کیا بیجا کیا۔ اسے بھی جانے دو۔ مجھ کو تو تم غالباً مسلمان
جانتے ہوگے۔ میرے معاملہ میں مسلم و بخاری جیسے معتمد لوگوں نے

لکھدیا کہ فاطمہؓ ابوبکر سے ایسی رنجیدہ ہوئیں کہ فرط غیض و غضب سے
باب گفت وشنود و پیغام و سلام بند کرلیا۔ میری اتباع سے اگر شیعہ
نے بھی خلفاء سے ترکِ ملت کیا تو کیا خطاء کی۔ ۱۶۔ کتابوں میں تم
نے لکھا کہ عمر بحکم ابوبکر فاطمہؓ کے دروازے پر آگ اور لکڑیاں لے کر
چڑھ گیا اور چیخ چیخ کر پکارا کہ اے فاطمہؓ یا تو باغیوں کو اپنے گھر سے
نکالدو نہیں تو میں تمہارا جھونپڑا پھونکدونگا۔ اس سے بڑھکر اور
سُنیئے آپ صاحبان نے اپنی اپنی تالیفات میں یہ بھی ظاہر کیا تھا
کہ فاطمہؓ باپ کے مرنے پر رونے سے منع کیگئی۔ مؤلف مسلم نے لکھدیا
کہ فاطمہؓ نے وصیت کی کہ ابوبکر میرے جنازے پر نہ آئے تمہیں لوگ
رقمطراز ہوئے تھے کہ فاطمہؓ کی حیات تک جو علیؑ کی روداری تھی
وہ بعد میں نہ رہی۔ لہذا اُنہوں نے مضطر ہوکر ابوبکر سے بیعت کی بایں ہمہ
تم نے یہ بھی لکھدیا کہ ابوبکر کی بیعت لوگوں نے بلا غور و خوض کرلی
تھی خدا نے اُسکی جہالت و شرارت سے بچایا تم نے یہ بھی لکھا تھا کہ ابوبکر نے
اقالۂ بیعت کرنا چاہا۔ یعنے خلافت سے استعفا دینے کی خواہش کی۔
سوائے اُن معاملات کے جو کہ مابین شاہ و رعایا ہوتے ہیں۔ عمر کی نسبت
تم نے ایجاد تراویح و حرمت متعہ و ایزادی الصلوۃ خیر من النوم
وغیرہ کا الزام لگایا۔ عثمان کو مریدِ سسرال بتایا۔ مروان کیلئے
بیت المال کا وقف کرنا ظاہر کیا۔ عمار یاسر کو پٹوانا ابوذر غفاری کو

مدینہ سے نکلوانا۔ صدہا قرآنوں جلوانا اسکی نسبت تم نے اپنی اپنی
تصنیفات میں بیان کیا۔ اب تم خود منصف بنکر جواب دو کہ ایسی بیوقوف
اوقات کو جنہیں مسلمان قتل کیے جائیں اُن کا گھر بار لوٹ لیا جائے
ماتم سر اجلائی جائیں۔ عزیز مُردہ لوگ رونے سے منع ہوں اصحاب
رسُول مار کھائیں جلاء وطن ہوں کلام خدا جلایا جائے بیت المال
سپرد معاشان ہو لوگ تنگ و مضطر ہو کر بیعت کریں خود خلیفۂ وقت
اپنی ذات کو ناقابل خلافت قرار دیکر استعفاء دینا چاہے کسی طرح
بھی امنیت کیساتھ تعبیر دیئے جا سکتے ہیں میرے موالیان نے تمہاری
تحریروں کو سچا باور کر کے اگر خلفاء سے بپا داش کردار ناشائستہ
اینٹھہ مڑوڑ کی اور اُنکو خلیفۂ موعود منصوص نہ سمجھا اور اُنکے حق میں
کم و بیش کہتے رہے تو کس خطا کے مرتکب ہوئے کیا آیہ استخلاف نے
اسی قسم کے خلفاء کی خبر دی تھی اور مسلمانوں کو بعد خوف چین و آرام
ملنا اسی آسائش کا نام ہے جس کا مجملاً ذکر تمہارے سامنے کیا گیا
تم لوگ چونکہ عالم و فاضل ہو سوچ سمجھکر بلا دخل خواہش طبیعت جواب دو
کہ اگر شیعہ نے ایسے خلفاء کو میری وجہ سے بیقدر محض سمجھ کر اُنکے
بنا راقتدار کو جڑ سے گرایا تو کیا بیجا کیا۔ رہی تیسری بات یعنی یہ
کہ دین اُنکا پسندیدہ قابل تمسک تھا۔ اُسی کے باب میں تم نے لکھا
کہ مجلس شوریٰ میں عبدالرحمٰن وغیرہ کے سامنے علیؑ نے سیرت شیخین

پر عمل کر کیسے انکار کیا۔ تعجب ہے کہ علیؑ بقول تمہارے منکر از اتباع
دین پسندیدہ ہوئے ضرور کچھ شرم کرنی چاہیئے۔ حدیث ثقلین کو تم نے
ہر نوع سے منظور کر کے اس بات کا بلا انکار اقرار کر لیا کہ بے شبہ
حضرتؐ نے قرآن و اہل بیت کو امت پر حاکم کیا تھا۔ ساتھ ہی تحفہ میں
مان لیا کہ مذہبیکہ مخالف ایں ہر دو باشد یعنے قرآن و عترت شرعاً
و عقلاً باطل است اور پھر اُسکے خلاف ایسی بات ظاہر کی جس نے تمہارے
عقیدے کی بنیاد کو متزلزل کر ڈالا اور وہ یہ ہے کہ ابوبکر نے علیؑ سے
بیعت طلب کی اور اُنہوں نے برغبت تمام ابوبکر کو سردار دین مان کر
بیعت کی۔ بھلا یہ خلافِ عقل بات کب کسیکا ذہن مان سکتا ہے
کہ جس کو نبیؐ نے حاکم و سردار اُمت گردانا ہو وہ کسی کی بیعت کا
گلوبند اپنی گردن میں ڈالکے ادنیٰ رعایا میں داخل ہو جائے کیونکہ
بیعت کنندہ بیعت گیرندہ کی رعایا اور تابعین میں شمار کیا جاتا ہے
اگر علیؑ نے بقول تمہارے ابوبکر کو امام واجب الاتباع و جایز الاطاعت
سمجھکر بہ طیب خاطر بیعت کی تھی تو سوائے دیگر الزامات کے اس میں
ایک بڑا نقص یہ ہے کہ ابوبکر و علیؑ سخت ملزم قرار پاتے ہیں کیونکہ
ابوبکر نے ایسے شخص سے کیوں بیعت طلب کی جس کو بموجب حدیث
ثقلین نبیؐ اُسکا سردار دین قائم کر چکے تھے اور علیؑ نے ابوبکر کے ہاتھ
میں ہاتھ کیوں دیا۔ درحالیکہ وہ سردار اُمت بنائے گئے تھے اگر

فی الواقع بعیت مرتضوی بقاعدہ اصلی ظہور میں آئی تو معلوم ہوا کہ
ابوبکر نے خلاف حکم نبیؐ کیا اور نیز علیؑ میں سرداری کرنے اور پیشوائے
دین بننے کا مادہ نہ تھا۔ اگر قابلیت خلافت ہوتی تو آمر سے مامور
وحاکم سے محکوم و بادشاہ سے رعایا نہ بنتی ساتھ ہی رسالتمآب پر یہہ
ایراد ہوسکتا ہے کہ چنداں عقلمند نہ تھے اگر عاقبت اندیش ہوتے تو
اُمت کو ایسی آدمی کی اطاعت کا حکم نفرماتے جسکو سرداری کرنیکی
لیاقت نہ تھی اسی طرح سلسلہ و رسالہ خدا تک نوبت پہنچتی ہے کہ ایسا
کوتہ فہم نبیؐ ہدایتِ خلقت کیلئے کیوں مبعوث فرمایا جسمیں مردم شناسی
کی قابلیت نہ تھی اور اگر حسب قول شیعہ قصہ بعیت مرتضوی ہو جو دے
تو نہ علی و ابوبکر پر کوئی الزام وارد ہوسکتا ہے نہ خدا و نبیؐ پر شیعہ نے
تمہاری کتابوں میں یہ قضایا و متناقضہ و متناقرہ دیکھکر اگر خلفاء کے
غیر مستحق حکومت ہونے کا اعتقاد کر لیا۔ تو کس جُرم کے مرتکب ہوئے
تم نے خود بخاری و مسلم میں درج کیا کہ بقولِ عمر علی ابوبکر و عمر کو کاذب
و غادر و خاین جانتے تھے۔ تمہاری تحریر کے اعتبار سے شیعہ نے
اگر ابوبکر و عمر کو جھوٹا اعتقاد کیا تو کیوں ملزم کہے گئے۔ میرے شیعہ نے
تو وہی کیا اور کہا جو تم نے کہلوایا اور کرایا تمہیں لوگوں نے بیان
کیا تھا کہ نبیؐ سے پوچھا گیا کہ بعد آپکی وفات کے کسکو خلیفہ بنایا جاوے
جواب ملا کہ اگر ابوبکر کو خلیفہ کروگے تو با امانت پاؤ گے عمر کو تخت خلافت

بر بٹھاؤ گے تو باشوکت وصولت دیکھو گے ۔ علیؑ کو حاکم و والیٔ اُمّت سمجھو گے تو سیدھا اپنے مقلدوں کو جنّت میں لیجائیگا مگر مجھکو اُمید نہیں ہے کہ تم اُسکی خلافت پر رضامند ہو ۔ چونکہ ہر مسلمان طلب بہشت میں جانکاہی کرکے ہر طرح کے عمل خیر بجالاتا ہے اگر شیعہ نے بہ متابعت حکم نبوی امید بہشت میں علیؑ کو خلیفہ بلا فصل جانا تو کس بجائیت پر کمر باندھی قرآن کی نسبت تم نے لکھدیا کہ باحتمال اشتمال الفاظ غیر منزلہ عثمان نے چیر پھاڑ کر پھونکدیا ۔ خود ہی یہ مشہور کیا کہ تین چیزیں قیامت میں خدا سے شکوہ کرینگی ۔ مسجد ۔ قرآن ۔ عالم ۔ ازانجملہ قرآن کا یہ استغاثہ ہوگا کہ خدایا مجھکو پھونکا اور پھاڑ ڈالا ۔ پس جبکہ قرآن کے جلانے اور چیر پھاڑ کر پھینکدینے کا تم کو خود یہ بروز قیامت اُسکے شاکی ہونے کے بھی مُقر ہو تو تمہارے مسلمات کیموافق شیعہ نے اگر عثمان کو محرق قرآن کہا تو کیا جھوٹ بولا ۔ دُلہن اماں عایشہ بھی تو دولھا بھائی عثمان کو قرآن کا جلانیوالا کہا کرتی تھیں ۔ تم لوگوں نے دنیا میں میری اذیت کے وسایل کی بہم رسانی میں کوئی درجہ نہیں اُٹھا رکھا تھا ۔ میرے گھر سے اسلام سیکھا اور مجھی کو محمد قاسم نے بجواب رسالہ سجادیہ ناقص العقل والدین لکھا ۔ کسی عالم سے یہ نہ ہوسکا کہ مثل مولوی محمد قاسم نانوتوی مؤلف ہدیۃ الشیعہ و مولوی جہانگیر خان مؤلف اظہار الہدیٰ اس کا بھی خارج اسلام ہونا لکھدیتے کیا تمہارے عقیدہ میں بناء

اعتقاد مذکور محمد قاسم کفر و زندقہ کے تاریک کنوئیں میں گرا دینے
کے قابل نہیں تھا۔ شیعہ نے سمجھ لیا کہ جب خلفاء پرست عالم نبیؐ کی
بیٹی کو ناقص العقل والدین بتاتا ہے اور اُسکی امداد پر مناظرہ بہڑہ سادات
میں چند علماء کمر باندھے ہوئے ہیں۔ پس انہوں نے خیال کر لیا کہ
جب مریدوں کی عقیدت کا یہ حال ہے تو اُن کے پیر ضرور اُن شدائد
کے مرتکب ہوئے ہونگے۔ جن کا ذکر علماء نے اپنی اپنی کتب میں
تحقیقات سے کیا ہے۔ پس وہ پہلے سے بھی زیادہ خلفاء کو گرم گرم فقرات
سُنانے لگے۔ میری دانست میں شیعہ محض بے تصور ہیں نہ تم ایسی
پیچیدہ کارروائیاں کرتے نہ وہ خلفاء کو لپیٹ دار الفاظ سُناتے بھلا
تمہاری زیادتیوں کی کوئی حد ہے۔ شیعہ میری اولاد کا مقتولِ جفا
ہونا سُنکر روئیں اور تم قہقہہ اڑاؤ۔ مزید برآں مجالس میں جانیسے
اپنے مقلدوں کو روکو۔ حکام وقت سے مستغیث ہو کہ تعزیہ نہ بنایا
جاوے اصغرؑ کا جھولا اور عابدؑ بیمار کا بستر نہ نکالا جاوے۔ بھلا
تمہارا اس میں کیا حرج تھا۔ مگر میں سمجھتی ہوں کہ بلباس محبت ظاہری
تم سب نے دنیا میں میرا نام مٹینا چاہا تھا۔ اگر میری اولاد سے سادات
اور موالیان حیز اندیشان سے دیگر مومنین نہ ہوتے تو تم نے میرا
نام گم کر دینے میں کوئی کسر تھوڑی ہی باقی رکھی تھی جس طرح ہمارے
گھرانے کی اور فضیلتیں تمہارے سینہ سے نکل گئیں تھیں اسیطرح

واقعہ کربلا کو بھی خلقت بھول جاتی۔ خدا انجام بخیر کرے میرے شیعوں کا
کہ اُنہوں نے ہمارے فضایل و مناقب و مصائب کو ہمیشہ زندہ رکھا
ہائے ہائے اسوقت میرے زخم سینہ پر گویا نمک چھڑکا جا رہا ہے۔ یزید میرے
کُنبہ کے آدمیوں سے بچّوں تک کو نہ چھوڑے اور تم اُسکو ساتواں خلیفہ
اور مومن و شاہزادہ سمجھو۔ شمر حسینؑ کے سینہ پر سوار ہو۔ اور عمر ابن
سعد فوج بیکران لیکر میرے پیارے حسینؑ کو زیر محاصرہ کرے
اور تم اُن سے اخذ روایات کرکے اوراق کتب سیاہ کرو اور پھر
فخریہ کہو کہ یہ کتابیں از قسم صحاح ہیں۔ چلو دور ہو میرے سامنے سے
جہاں تک ممکن ہوگا میں تمہاری ماخوذی میں کوشش و پیروی
کرونگی اور وہ سزا دلاؤں گی جس کو ابدالآباد تک یاد رکھو
المختصر سب طرف سے علمائے اہل سُنت سنگریزہ ہائے یاس و حرمان گود
میں بھر کر دروازہ عدالت تعالیہ پر حاضر ہوکے عرض کرینگے کہ اسوقت
ہماری عقل چکّر میں ہے نہ کسی جواب کا اہتمام ہوسکتا ہے اور نہ کوئی
ہماری شفاعت کی حامی بھرتا ہے۔ جن کی بدولت ہم پکڑے پکڑے
پھرتے ہیں۔ جب وہ ہی آنکھ چُرا گئے تو دوسرے سے کیا
اُمید کریں ۔

استمدمہ میں خدا کا درمیانی حکم

آج یہ مقدمہ ہمارے سامنے پیش ہوکر اول سے آخر تک مثل ملاحظہ سے گذری۔ بیانات مدعا علیہم پر کافی غور کرنیسے یہ نتیجہ مستفاد و ماخوذ ہوا کہ بے شبہ گروہ شیعہ نے ہمارے رسول کے یاران وفادار کیساتھ ایسے سخت موذیانہ الفاظ کا برتاؤ کیا ہے کہ جس سے انکا سینہ و جگر شق ہوگیا اور اہل دنیا کی نظر میں وہ نہایت بوقاری کی نگاہ سے دیکھے گئے۔ عام طور پر ظالم و غاصب و کاذب و عاذر سمجھے گئے خالانکہ وہ باعتبار کسی واقعہ کے یہ حیثیت نہ رکھتے تھے کہ ایسی بُری صفات سے متصف کئے جائیں۔ لیکن شیعہ کے بیان تحریری سے واضح ہوتا ہے کہ وہ ایک حد خاص تک اسمعاملہ میں معذور ہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے اپنی کسی ذاتی غرض سے ارتکاب سب و شتم نہیں کیا بلکہ مقلدانِ خلفاء پاکباز کی تالیفات میں اُن کی سوء کرداریاں و بدرفتاریاں دیکھکر بمقتضائے محبت خاندان رسالت جو کہ ہر مسلمان پر واجب تھی۔ مدعیوں کا سینہ تیر مطاعن سے فگار کرنے لگے۔ کاش مدعا علیہم کی استدعا مندرجہ آئینہ حق نما پر علماء سُنیہ غور خوض کرکے بمقتضائے طمع دنیاء دنی پچیس ہزار روپیہ کے

چھپن چھپٹ ہیں توجیات دور از کار بیان کر کے انعقاد کمیٹی سے اپنی
جان نہ چُرائے اور اپنی رد شدہ کتابوں کے جوابات لکھکر وقفِ انظار شیعہ
کر دیتے تو مدعا علیہم کو آج عذرات جایز و قابل التفات پیش کرنیکا
موقعہ نہ ملتا۔ علمائے سُنیہ یعنے مقلدانِ مدعیان نے سخت بے پروائی
کی۔ اُن کا منصب ہدایت کا تھا نہ یہ کہ دیدہ و دانستہ لوگوں کو
ضلالت و غوایت میں ڈالدینے کا خود ہی مدعیان کے فضایح
و قوادح درج کتب کئے اور بر وقتِ اعتراضِ شیعہ جوابدہی سے
عاجز ہوکر دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے اور بخلاف اوسکے جُہلا میں
مشہور کر دیا۔ کہ ہم بجمیع اعتراضاتِ شیعہ کو باطل کر چکے لہٰذا
حکم ہُوا کہ تمام علماء و جُہلاء تا حکم ثانی زیر نگرانی رہیں اور ہمارے
حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس مثل بذریعہ کمیشن
بدیں خلاصہ مرسل ہووے کہ ہم نے مدعا علیہم کے عذرات صحیح و جایز
کو تسلیم و پذیرا کیا۔ اور منجملہ دو حقوق یکے حق اللہ و دیگرے حق العباد
کے اپنے حق سے اُنکو قطعی بری کیا۔ مگر چونکہ اس مقدمہ میں ایک
قضیہ نزاع لفظی کا ہے جس کا تعلق حق العباد سے ہے اُسمیں ہم
باختیار خود دست اندازی کرنا خلاف داب عدالت سمجھتے ہیں
اہل کمیشن فریقین سے استفسار حالات کر کے رائے دیویں کہ مدعیان
در باب حصولِ حق العباد کس حد تک قابل توجہ ہیں کارپردازانِ

سرشتہ مطلع ہوں۔ مثل ڈاک بہی پر چڑھا کر بھیجدیجاوے
جسوقت کہ ہمارے مقدمہ کی مثل جناب سرورِ کائنات کے پاس
آئیگی تو یقین کیا جاتا ہے کہ رسولِ مقبول اپنے یارانِ دمساز سے
ارشاد فرمائینگے کہ اے میرے پیارے یارو جو کچھ کہ شیعیانِ علیؑ و
زہراؑ سے تمکو شکوہ ہے اسکو پہلے دوستانہ طریقہ سے ایکدوسرے کے
سامنے کہہ سُنلو ممکن ہے کہ دو بدو گفتگو کرنے سے بقولے ع مروت
آہی جاتی ہے جب آنکھیں چار ہوتی ہیں۔ تمہاری باہم صفائی ہو
جاوے۔ بڑے بڑے معاملات آپسمیں طے ہوجاتے ہیں اور یہہ
تو کوئی ہماری دانست میں زیادہ جھگڑا ہی نہیں۔ بیچ کے لوگوں
کے کم و بیش کہنے سے فیالجملہ تکرر ہوکر منجر بہ نزاعِ لفظی ہوا ہے سو
یہ ایسی بات نہیں کہ جسکے دفعیہ میں کوئی بھاری دقت اُٹھانی پڑے
اگر بڑی عدالت کے جانے سے پہلے ہمارے سامنے یہ معاملہ پیش
کیا جاتا تو کبھی کا دونوں کو گلے ملوا دیتے۔ میرے سچے دوست صدیق
اور پیارے محب فاروق اور میرے حیادار عثمان کیا تم نے قرآن میں
وہ آیت نہیں دیکھی جسکا یہ مطلب ہے کہ قیامت میں مومنین کے وہ
سب رنج مبدل براحت ہوجائینگے جو کہ دنیا میں ایک کو دوسرے سے
پہونچے ہونگے۔

چونکہ تم دونوں گروہ بہ وجہ مومنیت بالآخر شیر و شکر ہوکر ایک

رکابی میں کھاؤ گے بہتر نظر آتا ہے کہ اُس وقت سے پہلے ہی پہلے مل بیٹھو۔ دنیا کا قصہ دنیا کیساتھ رہا۔ تم دیندار لوگونکو یہہ بغض وعداوت زیبا نہیں ایسا واہیات مقدمہ لیکر عدالت میں نہیں جایا کرتے۔ شریف لوگ لات گھونسے گالی گلوچ دھول جوتی کی شکایت سرکار دربار میں نہیں لیجاتے۔ چھپ پٹ کر گھر میں بیٹھ رہا کرتے ہیں سوائے لوگ ہنسائی کے ایسے مقدمات برپا کرنیسے کچھ نتیجہ نہیں ملتا۔ میرے نزدیک تم دونوں گروہ دہنی بائیں آنکھ ہو۔

صحابہ۔ تم نے میرا ساتھ دیا۔ سفر حضر کی تکلیفیں اُٹھائیں۔ گھر بار چھوڑ کے ہجرت اختیار کی۔ یگانہ بیگانہ سب چھوڑے اور میرے ساتھ ہولیئے۔ شب ہجرت مرکب اُٹھائے اُٹھائے پھرے۔ ابن ربیعہ سے ہماری بدولت اذیت اُٹھائی۔ اپنی بیٹیاں مجھکو نذر کرکے میرے خسر بنے۔

شیعہ۔ آپ صاحبوں نے میرے خاندان سے محبت کی۔ اُنکی حمایت وطرفداری میں اعدائے دین کے ہاتھ سے ذلت اُٹھائی۔ میرے اہلبیت کیساتھ شریک ماتم ہوئے۔ جان و مال سے عذر نہ کیا۔ پس دونوں فریق ایک جگہ بیٹھکر پہلے اپنی شکوہ شکایات کرلو اور نتیجہ سے اطلاع دو۔ قرینہ چاہتا ہے کہ شاید خلفاء نامدار اُس وقت ہم سے یہہ باتیں کرینگے۔

گفتگوئے خلفاء نبوی و شیعیان مرتضوی

اے حضرات سادات ذوی الاکرام و اے مومنین با احترام تمہارے اجداد پاک (مراد سید) کے دولت خانہ پر جاروب کشی کرنا اپنا فخر جانتے تھے۔ تمہارے مرشدان طریقت و پیشوایان دین (مراد مومنین) کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ از قسم فدویانہ و وفاداری و بندگانہ سلیقہ شعاری نہیں اٹھا رکھا تھا۔ پھر آپنے ہم جیسے نابعداروں کے مقابلہ میں سنگ مطاعن و تشنیعات کا موسلا دھار پانی برسا کے کیوں ہماری آبروریزی کی۔ شیعہ چونکہ شوخ طبیعت ہوتے ہیں۔ عجب نہیں کہ بجواب جبین بجبیں ہو کر کہہ اٹھیں کہ حضرت سنئے۔ بیت پس از سی سال ایں معنے محقق شد بخاقانی + کہ بورانی است با دنجان و با دنجان بورانی + بخدا ہم پر تو یہ راز سربستہ آج کھلا ہے کہ آپ بھی کوئی چیز ہیں اور یہ قابلیت رکھتے ہیں کہ کسی قطار میں شمار کئے جائیں ورنہ اسوقت سے پہلے تو ہم آپکو جیسا سمجھتے تھے اور جس قسم کے تحف و ہدایا خوانچۂ کلام میں سنوار کر آپکے سامنے رکھتے تھے اس کا ذائقہ تو جناب ابتک نہیں بھولے ہونگے۔ جواباً عرض کیا جاتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے تکریم آل محمد میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا تھا اور اس آستانۂ مبارک پر رفت و روب کرتے رہے ہم نے آپکے

مقلدین و تابعین کی تالیفات میں دیکھا تھا کہ بجائے رفت و روب کرنے کے آپنے اُس گھر پر ایسی جھاڑو پھیری تھی کہ سطح زمین تک باقی نہ رکھا تھا۔ پس بربناء استماع اخبار موحش و دردناک جو کچھ گستاخی کرینکا آپ حضرات کی خدمات عالیات میں ہمکو موقعہ ملا اُسکو جوابدعویٰ میں بہت صراحت کیساتھ راست راست بے کم و کاست عرض کر چکے ہیں بار بار ہم سے نہ کھلوایئے۔ عذر گناہ بدتر از گناہ معلوم ہوتا ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ اُسوقت خلفاء فرمائینگے۔ کہ اچھا مرشد زادو تم ہم سے کس بات کی خواہش کرتے ہو۔ ہمارا جواب ہوگا کہ آپ سے کوئی مطلب نہیں رکھتے جو آپکی مزاج میں آئے وہ کیجئے ہم لوگ کچھ وضع کے بھی پابند ہیں۔ خوشامد کو بُرا جانتے ہیں۔ بیش بریں نیست کہ آپ صلح و صفائی نکریں حضرت سے کہدیں کہ ہم اپنے حقوق سے درگذر نکرینگے ان کو کھلے کواڑوں جہنم بھیجدیا جاوے ہمکو وہ دوزخ قبول ہے مگر یہ ننگ کبھی گوارا نہ کرینگے کہ شیعیان مرتضوی ہوکر آپکے لطف و عاطفت سے سیر بہشت کریں ابھی دہنے جولا ہے ہماری جان کھا جائینگے کہ ہمارے پیروں ہی کی بدولت جان بچے۔

حقا کہ باعقوبت دوزخ برابر است ۔ رفتن بپایمردیئے ہمسایہ در بہشت

مگر چونکہ اہل کمشنر صاحب بخیال مصالحت و خیر اندیشی اُمت ہم کو آپ صاحبان سے گفتگو کرینکی ہدایت فرما چکے ہیں لہذا بکرامت چند باتیں

پوچھتے ہیں براہِ عنایت انکا جواب عنایت فرمائیے ؛

شیعہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر میں حضرت امیرؑ کے نسبت یہ ارشاد فرمایا تھا کہ (من کنت مولاہُ فہذا علیؑ مولاہُ) ؛

خلفاء۔ لاریب ہماری موجودگی میں یہ معاملہ حجۃ الوداع سے لوٹتے ہوئے واقع ہوا تھا ؛

شیعہ۔ مولا کے کیا معنی ہیں ؛

خلفاء۔ مولے کے حسب لغت چند معنے ہیں۔ لیکن ہر سخن موقعہ و ہر نکتہ مقامے دارد۔ اسموقعہ پر مولے کے وہی معنی ہیں جو کہ خود رسولِ پاک نے فرما دیئے ہیں ؛

شیعہ۔ براہِ عنایت ارشاد فرمائیے کہ نبیؐ نے کیا معنی ارشاد فرمائے ہیں ؛

خلفاء۔ حضرتؐ نے جو غدیر میں خطبہ پڑھا تھا۔ اُسمیں پوچھا گیا تھا (الستُ اولی بالمومنین من انفسہم) یعنے اے حاضرین جلسہ کیا میں تمہارے نفسوں سے اولے نہیں ہوں۔ اُسوقت ہم سبھوں نے بالاتفاق یک زبان ہوکر جواب دیا تھا۔ کہ بے شبہ آپ ہمارے نفسوں سے اولے ہیں اب تم دیکھ لو کہ رسولِ پاک کو ہم سے کیا نسبت تھی پس جس طرح کہ نفس نبیؐ ہمارے نفسوں سے اولے تھا ایسے ہی حضرت امیرؑ تھے علیؑ بعد نبیؐ مستقل طور پر مولا نے مومنین تھے۔ حاکم و سردار اولے ہے

تصرف اسکے معنی ہیں۔ نبی چونکہ افصح الفصحاء و ابلغ البلغاء تھے لہذا انہوں نے بحق علی ایسا لفظ استعمال فرمایا کہ جس سے بالاتر جامع لفظ دوسرا ممکن نہیں ہو سکتا۔ دیکھو مولےٰ ایسا پاکیزہ ہے کہ خدا نے اپنی ذات پاک کیلئے اسکو پسند فرمایا ہے کئی جگہ قرآن پاک میں مولےٰ آیا ہے۔ مثل نعم المولیٰ ونعم الوکیل وغیرہا۔ مختصر یہ ہے کہ اپنی زندگی میں جیسے ہمارے لیئے نبیؐ تھے ویسے ہی آنکی وفات کے بعد علیؑ تھے۔

شیعہ۔ آپکے نام لیوا علماء تو یہ کہا کرتے تھے کہ اہل یمن کو حضرت امیرؑ سے دشمنی ہو گئی تھی اُن کے سنانے کو مولےٰ فرمایا تھا۔ جسکے معنی دوست کے ہیں۔

خلفاء۔ وہ بکتے ہیں اگر اہل یمن کی سرزنش منظور ہوتی تو آپ اسطرح فرماتے کہ جس نے علیؑ سے عداوت کی۔ اُس نے مجھ سے کی ممکن تھا کہ یمنی یہ بات سُنکر ترک عداوت کر دیتے اس بات سے کہ جسکا میں دوست ہوں اُسکے علیؑ بھی دوست ہیں۔ اہل یمن کو کیا تنبیہ ہوئی اور ہم کیا ایسے باولے تھے جو علیؑ کے محب مومنین ہونے کے اعلان پر ادائے تنبیہ کرتے کیونکہ امر جدید پر مبارکباد واقع ہوا کرتی ہے علیؑ تو ہمیشہ ناصر و مددگار مومنین تھے اگر انکی امداد شامل حال اہل اسلام نہ ہوتی تو کام کیسے چلتا۔ ہر لڑائی کو سوائے علیؑ کے اور کس نے فتح کیا اگر آپ میں علیؑ ہاتھ چھوڑ بیٹھتے تو اسلام وہیں ختم ہو چکا تھا۔ جانشینی کیونکر

جتنی رسومات ادا ہونی چاہئیں وہ سب غدیر میں برتی گئیں رسولِ خدا نے
اپنا عمامہ علیؑ کے سر پر باندھا جسکا نام سحاب تھا یہی عمامہ باندھ کر
آنحضرت معراج کو تشریف لیگئے تھے۔ پگڑی اُسی کے سر پر بندھوائی
جاتی ہے جسکو خلیفہ اور قائم مقام کرنا منظور ہوتا ہے۔ حسان ابنِ ثابت
شاعر نے قصیدہ پڑھا۔ حضرت نے اسکو دُعاءِ خیر سے یاد فرمایا۔ جمیع موجودگان
نے مبارکباد کا غل مچایا۔ اُمہات المومنین و ازواج مہاجر و انصار کیلئے
ایک خیمہ جُداگانہ آراستہ کیا گیا جس میں سب نے علیؑ کو مولائے مومنین
کے عہدۂ جلیل ملنے پر تہنیت دی۔ ان واقعات سے اہل یمن کو کیا علاقہ ہے
شیعہ۔ ہرگاہ آپ کو حضرت امیرؑ کا مولائے مومنین ہونا تسلیم ہے تو
یہہ فرمائیے کہ بعد رسولِ پاک آپنے علیؑ کو کیسا سمجھا۔
خلیفہ۔ علیؑ حافظِ شریعت و ناصرِ ملتِ نبویؐ تھے۔ جیسا ہم رسولؐ کو
جانتے تھے۔ ویسا ہی بعد واقعہ غدیر علیؑ کو سمجھتے رہے۔
شیعہ۔ آپ نے علی سے بیعت لی۔
خلفاء۔ استغفر اللہ اپنے مولےٰ کو کیسے محکوم بناتے۔ نبیؐ علیؑ کو بروز
غدیر اپنا نائب کرگئے۔ بحکم ثقلین اونکی اطاعت کا ہمکو حکم دے گئے۔
ہم سے یہ گستاخی کب ہوسکتی تھی کہ حاکم کو محکوم و سردار کو مطیع بناتے ہم
لوگ اونکی پیشدستی میں مُنیاوی ترقیات کرتے تھے اور وہ حافظ ملت تھے
ہر مخالف اسلام کے سوالات کا وہی جواب دیتے تھے۔ اگر ہم دین میں کچھ

کام کرسکتے تو مولا علیؑ لہک عمر کیوں کہتے ؛

شیعہ - آپ کا کیا مذہب تھا سُنی یا شیعہ ؛

خلفاء - ہم پر ہی کیا موقوف ہے - اُسوقت تو جسقدر مسلمان تھے سب شیعہ علیؑ کہے جاتے تھے - اور اُنہیں کے فضائل میں احادیث وارد ہوئی ہیں سُنی اُسوقت کوئی مسلمان نہ بولا جاتا تھا - ہم نے سُنا ہے کہ بھائی معاویہ کے وقت میں سُنی کہے گئے اور عزیز القدر یزید کے زمانہ میں بعد قتل حسینؑ جماعت بولا گیا - دونوں لفظ مل ملا کر ایک پورا اجمالہ اہل سنت والجماعت مشہور ہوگیا جو کہ ختم دنیا تک رائج رہا ؛

شیعہ - آپ دشمن اہل بیتؑ کو کیسا جانتے تھے ؛

خلفاء - ارے میاں تم کو کس وہم نے گھیرا - علمائے فرقہ سُنیہ نے یہہ غلط لکھدیا ہے کہ ہم نے خاندان نبوت پر جبر کیا اور وہ ہمکو ظالم و جابر و کاذب جانتے تھے - ہم تو اپنے حساب اوسکو نطفۂ نا تحقیق خیال کرتے ہیں - جس نے آن واحد کیلئے بھی خاندان سخا و کرم سے ترچھی نگاہ کی - جو اہل بیتؑ سے پھرا وہ خدا و رسول سے برگشتہ ہوا - بقولے

محبت شہ مرداں مجوز بے پدرے ؛ کہ دست غیر گرفت است پائے مادر او

ہم دشمن اہل بیتؑ کو ایسا ہی بُرا جانتے تھے جیسا کہ تم سمجھتے تھے اور وہی الفاظ اوسکے حق میں وارد کرتے تھے جو کہ آپ صاحب کہا کرتے تھے ؛

شیعہ - اوہو اوہو آپ تو ہمارے پیر بھائی نکلے لو اور ذرا ہاتھ

سے ہاتھ تو ملا دُ مصرع بچھڑے ملجاتے ہیں جب فضل خدا ہوتا ہے
لاحول و لاقوۃ خواہ مخواہ دراندازلوگوں نے باہم برہمی ڈال رکھی
تھی۔ آج دو بدو گفتگو کرنے سے ظاہر ہوا کہ ماشاء اللہ آپ بھی
مثل ہمارے فرقۂ لاعنون میں داخل ہیں یہہ تو فرمایئے ہم نے جو آپ کے
خیر طلب علماء پر تحفہ و منہتی الکلام وغیرہ کے جوابوں کا ابطال نہ کرنیسے
ایراد و اعتراض کیا ہے وہ آپکے نزدیک عقلاً و انصافاً قابل تسلیم ہے
یا نہیں اور باجرائے آئینہ حق نما و تصویر غالب و مغلوب ہم نے تحقیق
حق کے وسایل پورے طور پر بہم پہنچائے یا کیا۔ چونکہ آپ حضرات
بفضلہٖ اہل کشف و کرامات و ارباب باطن سے ہیں صاف فرما دیجئے
کہ بصورت مغلوبیت ہم آپکے ذیحق ہونیکو تسلیم کرتے یا نہ ۔
خلفاء۔ ہمکو بلا حجت و انکار یہہ بات تسلیم ہے کہ تمام تخم فساد ہمارے
ہی مقلدین کا بویا ہوا ہے اور اس سے پہلے یہہ بیجا کارروائی ہوئی کہ قصہ
دوات و قلم و آتش زنی و سقط حسن و غضب فدک و تکذیب مزاج سیدہ
و جناب مرتضیٰ کو محض جھوٹ اور خلاف واقعہ درج کتب کرکے خلائق کو اس
توہم و تشویش میں ڈالدیا۔ ہمارے تابعین کی تحریر میں الزامات بالا و دیگر
امور مندرجہ صحاح و سیر و تواریخ تمہاری سوء عقیدت کا ایسا قوی سبب
ہوگیا۔ کہ جسکا دفعیہ ہم کسی تقریر سے نہیں کرسکتے۔ بالآخر متقدمین نے
بالاتر متاخرین نے یہہ نیا جھگڑا پیدا کیا کہ امور صریحی و بدیہی سے انکار

کرکے تہلکہ عظیم برپا کر دیا کسی نے تو بید ھڑک ہو کر قطعی طور پر کہدیا
کہ ہماری کتب قدیم میں یہہ مضامین ہرگز درج نہیں چنانچہ عبدالعزیز
نے دعوئی ہبہ فدک اور شہادت علیؑ و حسینؑ سے انکار کیا۔ حالانکہ
پچیس کتابوں میں اُس کا مفصل ذکر درج تھا۔ مجھ عمر کے آگ اور لکڑیاں لیجانے
سے بالکل صاحب تحفہ نے راہِ انکار اختیار کی اور یہ نہ سوجھا کہ سوّلہ
کتابوں میں اُسکا تذکرہ بہ تفصیل تمامتر موجود ہے بلکہ اوسکے خاص الخاص
باپ شیخ ولی اللہ نے بھی ازالۃ الخفا میں قصّہ آتش زنی کو لکھا ہے۔
ایسے ہی اُس نے بہت سی باتونکو غیر وقوعی بیان کرکے خلائق کو
مغالطہ میں ڈالدیا تھا یہہ ایک فقرہ کہ ایں روایت در ہیچ کتابے از
کتب اہل سُنّت موجود نیست۔ دلو بطریق ضعیف اوسکے قلم پر ایسا چڑھ
گیا تھا کہ گویا تکیۂ کلام ہو گیا تھا۔ ہم اسبات کو مانتے ہیں کہ عبدالعزیز نے
یہ کارروائی بعلم و آگاہی ہماری حفاظت کیلئے کی تھی کیونکہ اگر وہ اُن
سب باتونکو تسلیم کر لیتا تو بہت خلائق ہماری جانب سے بدظن ہو کر گریز
و فرار اختیار کر لیتی۔ لیکن تمہارے حق میں اوسکی تحریر کچھ موثر نہ ہوئی
بلکہ الٹا اثر یہ دکھلایا کہ اوسکے انکاری مضمون کو دیگر کتب میں دیکھکر
تم نے اوسکو جھوٹا سمجھکے ہمارے ظالم ہونیکا بہت پختگی سے یقین کر لیا
کاش عبدالعزیز ہذا کو سچی رفتار اختیار کرکے یہہ لکھدینا کہ کتب سابقین
میں یہ معاملات شیطانی مار سے محض جھوٹ عمداً طور پر درج ہو گئے

ہیں ہرگز قابل اعتبار نہیں ہیں۔ تو تم کو ہم سے عداوت کرنے میں
وہ شدت نہ ہوتی جو کہ بحالتِ انکار پیدا ہوئی ۔

ہم آفرین کرتے ہیں مولوی حیدر علی فیض آبادی پر کہ اُس نے
ازالۃ الیقین وغیرہ میں قطعی انکار کر دیا کہ نہ فاطمہؑ نے ابوبکر پر غصہ کیا
اور نہ ابوبکر نے ہنگام وفات سیدہؑ انکی رضامندی میں کوشش کی بلکہ
اس قسم کے جملہ قضایا کو غیر واقعی بیان کر کے بخاری و مسلم کی دو سو دس (۲۱۰)
حدیثوں کو غلط بتا دیا۔ ہمارے شیر نے ذرا بھی تو پرواہ نہیں کی کہ صحیحین
غلط ہو کر مذہب اہلسنت بالائے ہوا پہنچ جائیگا ایک مولوی مہدی علی
مصنف آیات بینات نے بھی باتباع حیدر علی مذکور روایات مطاعن
سے انکار کیا۔ تمام علما سُنیہ میں یہہ ہی دو شخص مُنکر پیدا ہوئے
دو چار اگر اور بھی اس دل و دماغ کے ہوتے تو گو کہ قطب کی غلطی سے
مذاہب اہلسنت درہم و برہم ہو جاتا۔ مگر ہم الزامات شدید سے بری
ہو کر لوگوں کی بد زبانیوں کے صدمہ سے بچ جاتے ۔

اور تماشا دیکھئے اگر بعض سیدھے آدمیوں نے کچھ حیا کر کے تسلیم بھی
کر لیا کہ کتب قدیمہ میں اس قسم کے مضامین آئے ہیں تو دفعیہ میں
بھری توجیہات نکالیں کہ سبحان اللہ بلا خیال اطراف وجوانب لکھدیا
کہ شیعہ نے قابو پا کر ہماری کتابوں میں گڑبڑی مچا دی ہے چنانچہ عبدالعزیز
نے بھی تحفہ میں اس بات کو لکھا ہے۔ بھلے آدمیوں کو یہ خیال نہ آیا

کہ اگر بفرض محال شیعہ نے موقع پاکر ایسا کر دیا تھا تو دو چار کتابوں میں کرتے۔ صدہا کتابوں میں کب ممکن ہو سکتا ہے کہ غیر لوگ اپنے حسب مطلب مضمون درج کر دیویں۔ سُنّی شیعہ سے پچاس گونہ تھے اور نیز زمانہ بھی اُن سے بہت موافق رہا۔ ممکن تھا کہ تمہاری کتابوں میں ہمارے فضایل درج کر دیتے۔ مگر آجتک کوئی خبر ایسی گوش زد نہیں ہوئی کہ کسی شیعہ نے یہہ خلاف قیاس بات کہی ہو کہ سُنیوں نے ہماری کتابوں میں اپنے مطلب کیموافق لکھدیا ہے اگر لکھدینا ایسا ہی آسان تھا تو دونوں طرف رونا پڑنا چاہیئے تھا۔ الحاصل ہمارے جان نثار علماء اس قسم کی خارج از بحث باتیں تو ملاتے رہے۔ مگر یہہ نہ ہو سکا کہ بوجوہات شافیہ کسی کتاب کا جواب لکھا کر تمہارے شیر شکار پنجوں سے ہمکو چھڑاتے۔ خیر بڑی کتابوں کی نسبت عدم جوابدہی کا الزام تو ان پر اسوجہ سے نہیں لگا سکتے کہ بیچارے اتنی عمر کہاں سے لاتے جو تشئید المطاعن و عبقات الانوار وغیرہ کا جواب لکھتے۔ اول تو وہ کتابیں افضل العلماء شیعہ کی تصانیف سے ہیں۔ دوم حجم و ضخامت اتنا بڑھا ہوا ہے کہ پانچ کبیر السن آدمیوں کی عمر کا مجموعہ تحفہ و منتہی الکلام و ہدیۃ الشیعہ و آیات بینات وغیرہ کے جوابوں کے مطالعہ اور ماخوذ منہ کے مطابق کرنیکے لئے کافی نہ تھا پس بہ جواب چہ رسد۔ مگر سجاد حسین ہندی کے رسالہ کا تو چنداں بڑا نہ تھا اور نہ وہ بیچارہ کچھ ذی علم شخص ہے۔ ہم یہ خلاف کہتے ہیں کہ عربی

پڑھنے والے محلہ میں بھی کبھی اُسکا گذر نہیں ہُوا وہ غریب تو فارسی
بھی باقاعدہ نہیں جانتا۔ موضع پہلت ضلع مظفر نگر کے رہنے والے
ایک مدرس کا شاگرد ہے۔ خیر یہ تو اُسکے اُستاد بھی کم لیاقت رکھتے
تھے اُس نے بربناء مسلم و بخاری ہمارا منافق ہونا ثابت کیا تھا۔
جسکی جانچ کیلئے ۱۷۔ جنوری ۹۴ء کو بمقام بہڑہ سادات ضلع مظفر نگر
خاص اسکے گھر پر ایک بڑا جلسہ ہُوا۔ ہمارے مقلدین اُس مناظرہ میں
ایسے گھبرائے کہ محمد قاسم کے اس جواب کو جو کہ ہمارے ثبوت ایمان میں
لکھا گیا ہے پاش کر سکے۔ شیعہ نے اشتہار آئینہ حق نما میں ذکر کیا
کہ بر رد رسالہ سجادیہ شیخین کا دنیا سے بایمان مرنا ثابت کرو تمام ہندستان
سے کسی عالم نے اس بات کا اقرار نہ کیا کہ ہم رسالہ سجادیہ کے مضامین
کو باطل کر کے ایمان صحیح پر اپنے مُرشدوں کا دنیا سے جانا ثابت کر سکیں
ہاں جوش طمع سے مبلغ پچیس ہزار روپیہ کی بابت بہت کچھ گفتگو کی ایک
شخص عبدالکریم نے بمبئی سے بجواب اشتہار آئینہ حق نما ہمارا ایمان
مرنا ثابت کیا مگر افسوس ہے کہ شخص مذکور اُردو دان نہ تھا۔ کیونکہ آئینہ
حق نما میں یہہ استدعا کیگئی تھی کہ دلائل مندرجہ رسالہ سجادیہ کو باطل و
دابتر کر کے بایمان مرنا ثابت کرو عبدالکریم نے اُس رسالہ کو تو
آنکھ کھولکر نہ دیکھا اپنی کتابوں سے ہمارے فضائل چھانٹ کر لکھدئے
وہ شیعہ پر کیا حجت ہو سکتے تھے وہ اور بھی مذاق اُڑانے لگے کہ

خوب جواب لکھتا۔ کاش وہ اردو دان ہوتا اور مطالب رسالہ سجادیہ
کو توڑ پھوڑ کر ہمارا باایمان مرنا ثابت کرتا تو خوب ہوتا۔ سوائے رسالہ
مذکور (۳۰) نمبر اور جواب طلب تھے۔ اُن کے بارہ میں قلم نہ اُٹھایا
جس سے عام طور پر لوگونکے ذہن نشین ہوگیا کہ کوئی جواب منجانب
اہل سنت نہیں ہوسکتا۔ ہمارے تابعین آئینہ حق نما کو دیکھکر ایسے حیران
ہوئے کہ مثل پیکر تصویر خاموش ہوگئے۔ ہم تمہاری نیک نیتی سے
خوب واقف ہیں لاریب اگر بہ تحریر اجوبۂ تحفہ وغیرہ ہمارے طرفداران
باظہار امر حق تمکو ساکت ومجوج کر دیتے تو ہم دم چار یار پکارتے
اس لئے کہ آپ صاحبان کو ہم سے بالذات کوئی مناقشہ نہ تھا۔
محض بہ حمایت خاندانِ رسُول کہ جسکی جانب داری ہر مسلمان پر
فرض ہے۔ تم ہم سے اکڑ فون کرتے تھے یہ سب وبال ونکال
برگردن علماء ہے کہ مسکن گزین شہر خموشان ہوکر تمہاری مشاق
زبانونکے آبرو شکن فقرات ہمکو سُنواتے رہے۔ بھائی کیا کہیں کہاں
سر دے ماریں۔ زیادہ طول دینے میں اپنے خیر اندیشونکی شکایت ہوتی
ہے۔ ہمارا تو ہر طرح کورٹ ہوگیا۔ دنیا میں انہیں نادان دوستونکی
بدولت تمہاری زبان کے صدمات اُٹھاتے رہے اور اب دیکھتے
ہیں کہ وہ کسی طرح بچ نہیں سکتے ہیں۔ مجرم اقراری ہوکر ایسے بیڈ
پھنسے ہیں کہ اُمید رہائی نہیں۔ گو کہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں مگر

پھر بھی اپنے ہیں۔ جب سے وہ زیر حوالات ہیں دم میں دم نہیں کیونکہ (حزب الغلام اہانت المولیٰ) مشہور ہے تمام حاضرین محشر کی زبان پر جاری ہو رہا ہے کہ ابوبکر و عمر کی ہوا خواہ بنگی پہرہ میں ٹھوک دیئے گئے ہم پر تو یہی تباہی پڑتی رہی۔ ہمارے پرانے پرانے مقلد جو کہ اباً عن جدٍ ہمارے نامونکے ورد زبان رکھنے سے ہمیشہ رطب اللسان رہتے تھے۔ دفعۃً دام تقلید توڑ کر ایسے بھاگے کہ تمہارے ہم داستان ہو گئے۔ دیکھو شیخ احمد دیوبندی ہمارے کیسے چاہنے والے تھے مگر علماء کا تمہارے سامنے سکوت دیکھکر دفعۃً ہم سے ایسے برسرکینہ ہوئے کہ انوار الہدیٰ سے سب کچے پکے حال بیان کر دیئے اور حاضریوں میں شریک ہو ہو کر وہی اُن کہنیاں کہنے لگے جو تم کہا کرتے تھے شیخ حبیب احمد سہارنپوری نے بذریعہ اشتہارات وہ طوفان مچایا کہ ایک عالم تہ و بالا کر دیا۔ پس بوجوہات بالا ہمارے نزدیک تمہارا کوئی ایسا قصور معلوم نہیں ہوتا کہ جس کو دانستہ تم نے کسی غرض سے کیا ہو۔ تاہم شریعت اجازت نہیں دیتی کہ تم جیسے دریدہ دہن لوگوں کے ناوک سب و شتم کھا کر پھر بھی کوئی رعایتانہ برتاؤ کیا جاوے۔ کیونکہ اگر کسی ڈاکٹر سے چرواکر ہم اپنا سینہ دکھائیں تو غالباً خانہ زنبور کا نمونہ ہوگا۔ ابھی ہم کوئی صاف بات نہیں کہہ سکتے کہ تمہارے بابت میں کیا رائے قائم ہوگی ذرا سوچ سمجھ لیں۔ اُسوقت جیسا مناسب ہوگا

کمشنر صاحب سے کہدینگے یہ سُنکر ہم خیال کرینگے کہ گو خلیفہ صاحب نے بالفاظ ظاہر ہماری برأت کرکے تمام وبال الزام بقولے الا بلا سر بلا اپنے علماء کی گردن پر ڈالا ہے۔ لیکن ناسور سینہ مندمل نہیں ہوتا۔ ہنوز ریزش کر رہا ہے۔ عجب نہیں کہ اپنے کانٹے نکالنے کی غرض سے کمشنر صاحب کے پیر پکڑ لیویں کہ انتظامی طور پر دو چار روز کے لیئے اعراف ہی میں رکھنے کی اجازت دیدیجئے۔ پس بنظر تقدم بالحفظ ہم صحابۂ کرام کیخدمت میں مؤدبانہ عرض کرینگے کہ آپ ہماری دو ایک باتوں کا جواب شافی عنایت فرما دیویں اور پھر جو سمجھ میں آئے وہ کریں۔ پہلے یہ فرمائیے کہ آپ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبر بنی جانتے ہیں ؟

خلفاء۔ اسمیں کیا کلام ہے ہر کہ شک آرد کافر گردد ؟

شیعہ۔ جسقدر احادیث آنحضرتؐ نے ارشاد فرمائی ہیں وہ سب آپکو محفوظ ہیں ؟

خلفاء۔ ہم اکثر بلکہ ہر وقت آنحضرتؐ کیخدمت میں حاضر رہتے تھے ہمکو تمام احادیث پر عبور ہے ؟

شیعہ۔ آپنے حضرتؐ سے یہ حدیث سُنی ہے (اکرموا اولادی الصالحون للہ والطالحون لی) ؟

خلفاء۔ ہم نے اپنے کانوں سے حضرت کو بارہا یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہے

شیعہ - اس حدیث کے کیا معنی ہیں ؟

خلفاء - حضرت کے ارشاد ہدایت بنیاد کا یہہ مطلب ہے کہ مسلمان میری اولاد کی تعظیم کریں نیک و ابرار شخصونکو خوشنودیٔ خدا کیلئے معزز سمجھیں اور گنہگارونکی عزت میری خاطر سے کریں ؟

شیعہ - آپ حکم رسول کو واجب الاتباع بھی جانتے ہیں ؟

خلفاء - آنحضرتؐ کے تمام احکام برسر ؟

شیعہ - آپ ایک ٹیڑھے رشتہ سے ہمارے شاید جد فاسد بھی تو ہوتے ہیں ؟

خلفاء - ہاں بذریعہ عایشہ وحفصہ آپ جمیع ساداتِ رفیع الدرجات ہمارے پیارے نواسے ہیں ؟

شیعہ - سخت افسوس ہے درحالیکہ آپ اپنی زبان سے نبیؐ کو سچا اور حدیث اکرمو اولادی کو صحیح تسلیم فرماتے ہیں تو پھر بحیثیتِ مدعیانہ صیغۂ فوجداری میں استغاثہ پیش کرنے سے کیا ہمکو سزا دلانا منظور ہے اگر ہم آپ کے علماء کے مغالطہ دہی سے رہروِ غصہ گستاخی ہوئے ہیں تو آپ کو کب شایاں ہوگا کہ بایں ریش سفید اپنے چلبلے اور خوش مزاج بچوں سے برسرِ مخاصمہ ہو - نانا جان مراعاتِ صلہ رحم ضرور ہے ورنہ سنگدل گنے جاؤگے - حضرت سانپ ہر جگہ اپنے پنیچ کھاکر چلتا ہے - مگر بانبی میں سیدھا ہی جاتا ہے - ڈائن عورت غیرونکے بچوں کو کھاتی ہے

مگر باوصف قساوت اپنوکو نہیں سناتی - اُسوقت ہماری بعینہ یہ کیفیت
ہوگی کہ جب سے مدت کے چھوٹے ہوئے عزیزوں میں باہم روٹھ مناوا
کرتے ہوئے دلفریب غمزہ ہُوا کرتے ہیں - ہم کبھی بڑے نانا کے کاندھے
پر سوار ہونگے اور گاہے چھوٹے نانا کی چھاتی سے لپٹے ہوئے ہونگے
کوئی خالو آباجناب عثمان کی وہ لمبی اور خوشنما داڑھی جسکو نانی عائشہ
نے ایک یہودی کی دراز ریش سے بہ لفظ نعثل تشبیہ دیا تھا ہلا ہلا کر
بصد ناز خوردانہ کہیگا - کہ خالو جی بس جانیدو - دنیا کے قصہ کہانیوں
پر نظر نہ کرو یہہ واقعات دیکھکر حضرات خلفاء کو سخت پیچیدگی ہوگی
کیونکہ اگر حدیث مسلّمہ خود پر عمل نہیں کرتے تو آنحضرتؐ کی نصیحت و
وصیت کے خلاف کرنا پڑتا ہے ایسے ہی صلہ رحم نہ کرنے سے سخت
طبیعتوں اور سنگدلوں کی فہرست میں چہرہ لکھے جانے کا مظنہ ہے اور نیز
حضرت رسولؐ و بتولؑ و تمام آلؑ رسولؐ سے جو کھڑے ہوئے سب باتیں
سُن رہے ہیں شرمندگی اٹھانیکا قوی کھٹکا لگا ہُوا ہے علاوہ ازیں
کلام ایسے گروہ قانون پیشہ سے ہی جنکی جرح و قدح حشر میں اگر دوسرا
حشر برپا کر دیوے تو عجب نہیں - ناچار حضرت ابوبکر صدیقؓ بمقتضائے
نرم مزاجی و اخلاق حمیدہ جناب فاروق اعظمؓ سے ارشاد فرمائیں گے
کہ بھائی عمر اسوقت فظاظت و غلاظت یعنی بدمزاجی و تندخوئی کو نہ
کرو خشونت و تیز مزاجی کو چھوڑو - مرتے مرگئے مگر تمہاری اینٹھ مروڑ

نہ گئی اگر کوئی نائی دھوبی ہوتا تو دبا لیتے بھلا یہ سادات وشیعیان
جنکو ائمہ علیہ السلام سے فیض باطنی ہے ہم آپ جیسے لوگوں سے رکینگے
ایک کنیز حسینیہ نے عہد ہارون رشید میں سات سو علماء کو بند کر کے
مثل خر در گل کر دیا تھا۔ اتنی جماعت سے کیسے بازی لیجاؤگے۔ حدیث
اکرموا اولادی کا سوائے ازین کہ ہم اپنے حقوق سے درگذر کریں
کوئی اور بھی جواب ہے۔ ناز تو دیکھو کہ ایک بے جوڑ رشتہ سے طالب صلہ
رحم بھی ہیں۔ بس اب مصلحت یہی ہے کہ اسمقدمہ میں قطعی بازدعوے
دیدو۔ ورنہ مجھکو اندیشہ ہے کہ کہیں اس مجمع میں کچھ کہ نہ دیویں انکے
سُننے کو لگام نہیں۔ اسوقت انکے ساتھ حُسن سلوک کر نامفت کرم داستن
میں داخل ہے۔ کیونکہ اتفاقات وقت سے ہوا میں گرہ لگ گئی ہے
کہ یہ لوگ بہ نرمی وملائمت گفتگو کر رہے ہیں ورنہ آپنے سُنا ہوگا
کہ حمایتی ٹٹو عراقی کے لات مارا کرتا ہے یہ لوگ اپنے حامیان مددگار ان
پر ایسے بھولے ہوئے ہیں کہ ہم جیسے آدمیوں کو بال برابر نہیں جانتے
آنحضرتؐ کا ارشاد ہدایت بُنیاد دیا علی انت وشیعتک ہم الفائزون
ان کے بچے بچے کو یاد ہے۔ سورۂ طور کی یہ آیہ وافی ہدایہ (والذین
آمنوا وتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم) انہیں ازبر یاد ہے
خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اہل ایمان کی ذریت اُن سے ملحق کر دی
جائیگی ان لوگونکے دماغ میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ گو ہم کیسے

ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر انجام کار اپنے اجداد گرامی و پیشوائے نامی
کے حوالہ کر دیئے جائینگے۔ اندریصورت اگر ہم نے باز دعوی داخل
بھی نہ کیا تو کیا ہوگا۔ بھلا یہ ہوسکتا ہے کہ جناب رسول مقبول و
علی و بتول اپنے جگر گوشگان کو مورد آفات دیکھکر محض ہم بیچارونکی
خاطر سے خاموش ہو رہیں گے وہ تو قیامت برپا کر دینگے شاہزادۂ
حسن و حسین جب عرض کرینگے کہ بار خدا سوائے ان لوگوں کے اور
کسی مسلمان نے ہمارے زخموں پر مرہم اشک کا پھایہ نہیں چڑھایا۔
کسی نے ہمارے ماتم میں شال عزا گلے میں نہیں ڈالی۔ اپنے
گھروں کو ماتم سرا نہیں بنایا۔ نذر و نیاز میں ہزار ہا روپیہ خرچ
نہیں کیا۔ ممکن نہیں کہ ایسے حسۂ عظیم کے سامنے ہماری شان
میں انکا کم و بیش کہنا کچھ وقعت پذیر ہو۔ انجام کار مقدمہ خفیف ہوکر
خارج ہوجائیگا۔ پھر کیا کروگے۔ سوائے حجاب و ندامت کچھ حاصل
نہ ہوگا۔ عدالت کی رائے مخفی نہیں رہی۔ معلوم ہوچکی ہے۔ علماء
سپرد حوالات کیئے گئے۔ سلطانی حقوق سے مدعا علیہم بری ہوچکے
اب مقدمہ میں کیا رہ گیا۔ کوئی سنگین جرم حسب تعریفات کتاب
تعزیرات واقع نہیں ہوا نہ دانت ٹوٹا نہ سر پھٹا۔ نہ خون نکلا۔
نہ کوئی گہرا زخم آیا۔ نہ چہرہ مہرہ کی حیثیت میں کوئی فرق پڑا۔ نہ
ناک کٹی نہ ہڈی ٹوٹی۔ نہ دس بیس روز کسی ہسپتال میں زیر

علاج رہے۔ فقط زبانی باتونکی نسبت ہمارا استغاثہ ہے۔ اوّل تو صفائی اس غضب کی گذری ہے۔ جس سے ہوائے برادت جھوم جھوم کر اوراق مثل اُڑا رہی ہے۔ دوم جوتی پیزار گالی گلوچ۔ مادر پدر کے مقدمات میں کسی کو پھانسی لگتے نہیں سُنی بیش ازیں نیست کہ کچھ خفیف المقدار جرمانہ ہوجائے۔ اُس سے کیا اُن سخت سخت باتوں کا معاوضہ ملسکتا ہے جن کو سُنتے سُنتے قبر میں پہنچنی رہی ہے۔ جو قسمت کا لکھا تھا وہ ہوچکا نہ معلوم کیا شامتِ اعمال تھی۔ جو ایسا سخت صدمہ اُٹھایا اب درگذر مناسب معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ حضرت عمر انتہا درجہ کے عاقل تھے۔ عجب نہیں کہ خلیفہ ابوبکر صاحب سے یہ قانونی دور اندیشیاں سُنکر کہدیں کہ اچھا خاک ڈالو۔ سیّد صاحبو تم چھوڑو مگر دیگر شیعیان کو جو کہ بحیثیت اُمتی ہونے کے ہمارے جگر کباب کیا کرتے تھے۔ ان کو تو چیٹ کرلو اگر ہو اولادی وصلہ رحم وغیرہ کے دلائل میں اگر پس پائی ہے تو بمقابلہ سادات رفیع الدرجات ہے اُس میں امتیونکو کیا حق ہے بہت نہیں تھوڑے ہی سہی ان کے لُقمہ کرلینے سے کچھ تو بات بنی رہیگی۔ نیز باز دعویٰ دینے سے تو سخت شرم معلوم ہوتی ہے اس سے تو مقدمہ ہی نہ کرتے۔ خواہ مخواہ عدالت بھی چڑھے بدنامی بھی ملی اور نتیجہ میں جیسے تھے ویسے ہی رہے۔ مجھکو یہہ بھی کھٹکا ہے کہ کہیں باز دعویٰ داخل کرنے سے عدالت کو جھوٹا مقدمہ دائر کرنیکا

احتمال نہ ہو جائے۔ شیطان کے کانمیں تیرا اگر کوئی ایسا پیٹ لگ گیا
تو پھر علماء سے آگے جاؤ گے۔ حضرت ابوبکر یہ کہنہ کی بات سنکر اوجھل
پڑینگے اور کہینگے کہ تم کو بھی دار کی سوجھتی ہے۔ یار ہو تو دراز قد مگر بات
بڑی عقل کی کہتے ہو۔ اُسوقت خلفاء کے چہرے کا رنگ مائل بہ بشاشت
دیکھکر جناب سیدہ فرمائینگی کہ نانا صاحب آپکا خیال کیطرف گیا براہ مہربانی
میری ان پیاری اُمتوں کیطرف نگاہ بھر کے نہ دیکھنا۔ میرے نزدیک
یہ اُمتی ہزار درجہ سیدوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ کیا تم کو معلوم نہیں
کہ شہداء کربلا جو کہ انصار حسینؑ سے تھے اُن کے بارہ میں میرے پیارے
مہدیؑ کی زیارت ناحیہ میں بیان کیا ہے کہ یا اباعبداللہ آپکے طرفداروں
پر میرے ماں باپ نثار و تصدق ہو جائیں غور کرو کہ ایسا جلیل الشان
امام جو کہ تمام عالم میں نور محمدیؐ کی روشنی پھیلا کر اسلام کو قاف سے ناقاف
پہنچائے اور جسکے پیچھے حضرت عیسیٰؑ جیسے اولوالعزم نبیؑ نماز پڑھیں
وہ اُمتیوں پر اپنے ماں باپ کا فدا ہونا جو کہ طاہر و معصوم تھے بحلف
بیان کرے۔ امتیونکی نجات کیواسطے تو میرے حسینؑ کی شہادت کے
محضر پر دستخط کیئے۔ تمام کُنبہ کی بربادی منظور کی۔ زینبؑ و کلثومؑ کی
بے ردائی گوارا کی۔ اُنہیں کی نسبت تمہاری بدنیتی دیکھی گئی سیدوں
کیساتھ سلوک کرنے سے مجھ پر کوئی احسان نہیں اور نہ سادات نے
ہماری طرفداری سے کوئی نادر زمانہ و قابل تعجب کام کیا۔ ہر ایک

قوم کا قاعدہ ہے کہ اپنے بزرگوں کی پیچ کیا کرتی ہے۔ ہم تو بعنایت الٰہی خدا کے برگزیدگان میں اوّل درجہ پر ہیں۔ جن لوگوں کے بزرگ فاسق و ناہنجار ہوتے ہیں وہ بھی حتی الوسع اپنے بڑے بوڑھوں کا اتباع کرتے ہیں اور جو لوگ کہ ذی لیاقت و پاک ابرار و شجاع و جوانمرد بزرگوں کو چھوڑ کر ناپاک و بھیکے و بے لیاقت و بھگورونکا دامن سمبھالتے ہیں۔ وہ ناخلف و عاق کردۂ والدین کہلاتے ہیں میں ایماناً کہتی ہوں کہ سب سے زیادہ لائقِ تعجب قابل حیرت انہیں میرے ذی عزت اُمتی شیعہ کی کارروائی ہے اپنے قدیم مذہب کو چھوڑا رشتہ داروں سے گئے برادری سے چھوٹے۔ حُقہ پانی بند ہوا۔ بھاجی نوالے گئے۔ مترو کات جد و پدر سے محروم ہوئے۔ ہزارہا قسم کی تکلیفیں ہماری محبت میں تمہارے دوستوں کے ہاتھوں سے اٹھائیں۔ مرتے مرگئے لیکن ہمارا دامن نہ چھوڑا۔ یہ تو میرے محسن ہیں ان کے احسانات کا بدلہ تو سوائے اسکے کہ میں اپنے ساتھ بہشت میں لیکر جاؤں اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ اوس وقت تمام سادات صف بستہ کمریں کسکے چین بجبیں بلکہ غصہ سے آستین چڑھا کر ہونٹ چبا چبا کر کہینگے کہ واہ جناب آپ بھی خوب چیز ہیں۔ تمام زلیخا پڑھ گئے مگر یہ نہ سمجھے کہ عورت تھی یا مرد اے حضرت ہمارے مقابلہ میں آپ بازو عوی داخل کرنے سے کیا ہمپر کچھ احسان کرنا چاہتے ہیں یہ خیال دل سے دور کیجئے

ہم ابتدائی کلام میں آپ سے کہہ چکے ہیں کہ جناب کی طفیل سے بہشت میں جانا ننگ و عار سمجھتے ہیں۔ آپ باز دعویٰ ندیں۔ خوب مقدمہ لڑائیں کسی بیرسٹر ایٹ لا کو پیروی کیلئے بلائیں۔ کچہری میں چاندی سونیکا مینہ برسائیں۔ ہم کب رکنے والے ہیں ذرہ کمیشن صاحب کی رپوٹ چلنے دو پھر دیکھو تو سہی آپکے اس حق العباد کو کیسا برباد کرتے ہیں بھلا یہ تو فرمائیے جس جرم میں آپکے مقلد ماخوذ ہوئے ہیں اُس الزام دینے میں تو ہم سید و اُمتی دونوں ایک حیثیت رکھتے ہیں آپکے تابعین کی علماء تحریروں اور بیجا توجیہات و تاویلوں نے جو اثر ہمپر ڈالا وہی اُن پر پیدا کیا یہہ کیونکر عقل باور کرسکتی ہے کہ مقدمہ میں ہم دو دو ہوا ہو جائے آخر دست برداری میں کیا آپ اپنے علماء کی تکذیب نہ کریں گے۔ اگر شاکی نہ ہوگے تو جناب کا وہ تمام تر بیان غلط ہو جائیگا جس کو بہت شد و مد کیساتھ ابھی کر چکے ہو کہ (لاریب ہمارے ہی علماء ضلالت و غوایت کے سبب ہوئے ہیں۔ اب دل میں یہہ سوچے ہونگے کہ سید و نکے ساتھ معاملہ طے کرینگے علی و فاطمہ خوش ہو جائینگے۔ اور ایک بڑی جماعت کا تقمہ بھی کر لینگے۔ خوب سمجھ لیجئے کہ جس قانونی پر ہم کو خدا نے اپنے حق سے بری کیا اور آپکے علماء ننگی تلوار دینکے پہرہ میں دیئے گئے اُسمیں ہم اور یہہ دیگر مومنین یکسان حالت رکھتے۔ آپ ہمارے مقابلہ میں حدیث اکرموا اولادی پر عمل نہ کریں

ہمارا اسمیں کیا نقصان ۔ تمہیں حضرت سے آنکھیں چراؤگے ۔ صلہ رحم سے عمل کرنیسے (رحما بینہم) کی صفت سے نکلکر بیرحموں اور سنگدلوں میں شمار کئے جاؤگے ۔ ہم آپکے احسان کا بار گران اٹھانا نہیں چاہتے ۔ کیونکہ اہل عقل کے نزدیک اوچھے کا احسان بُرا ہوتا ہے مگر جبر داران موسیٰ کلیم آنکھ بھر کر نہ دیکھنا ورنہ سوئی چبھو دینگے ۔ ابھی کچھ سے کچھ ہو جائے گا اپنا اور تمہارا خون کرکے انتڑیوں کا ڈھیر لگا دینگے ۔ ہمارا اور انکا توچولی دامن کا ساتھ ہے ۔ ٹوٹیں قدم جو بے انکے بہشت میں رکھیں خدا تو ہمارے عذرات قابل تسلیم مان کر روبکار درمیانی میں معافی عطا فرمائے ۔ اور آپ آزاد کردہ باری کی گرفتاری میں چال بازیاں کریں ۔ آنحضرتؐ کے فرمانے سے بصد کراہت ہم تم سے برسرِ کلام ہوئے تھے ورنہ ہماری عادت تو آپکے ساتھ کسی اور طرح ہی پیش آنے کی تھی ۔ ہماری مہذبانہ باتیں سُنکر آپ چل نکلے دماغ میں بوئے انانیت آگئی ۔ جب تک آپکو یہ چورن نہیں ملنے کی یہ بدہضمی کہیں دفع تھوڑا ہی ہوگی آپ شکر نہیں کرتے کہ ہم نے اپنے نوجوان شوخ طبیعتوں کو مشکل سے بہلا پھسلا کر ابھی تک روکے رکھا ہے ورنہ کئی دفعہ میدان حشر آنکھوں محشرِ غم کا نمونہ ہو جاتا ۔ لو چلو سامنے سے ہٹو ذرا ہوا آنے دو شوخ طبیعت ۔ صاحب قبلہ ذرا اجازت دیجئے ہم ان سے اسیطرح نمٹ لیں جسکے یہ خوگر ہیں +

صلح کل۔ بھائی سمبھلو طبیعت کو روکو۔ بزرگونکے ساتھ گستاخی نہیں کیا کرتے۔ ہم کو ابھی اپنی پہلی تیز زبانی کی ندامت سے سر اُٹھانیکا موقعہ نہیں ملا۔ تم دبی ہوئی آگ پر مٹھی بھر بھوس ڈال کے اور مشتعل کرنا چاہتے ہو۔

شوخ طبیعت۔ اجی حضرت آپ تو اُسی پُرانی وضع کو پیٹے جاتے ہیں ہم نئی روشنی کے آدمی سیدھا حساب رکھتے ہیں دو حرفونمیں ایکو اسطرح اُڑا دینگے کہ جیسے ہوا سے مچھر اُڑجایا کرتے ہیں۔

خلفاء۔ ارے یار وکہیں خدا کے لیئے ایسا کام نہ کرنا۔ آج محشر میں ہر ملک کے لوگ موجود ہیں۔ خواہ مخواہ ہماری اہانت ہوگی۔

شوخ طبیعت۔ حضرت بیروں میں گٹھلیاں تو آپ ہی ملاتے ہیں ایک نہ ایک شاخ نکالے جاتے ہیں۔ میاں جو ہونا تھا وہ ہولیا۔ اہل مقدمہ کو چاہیئے کہ عدالت کے اشاروں کو سمجھکر کام کریں وہ آدمی ہی کیا ہے۔ جس نے عدالت کی مرضی کو سمجھ کر کام نہ کیا۔ گو کہ آپ بزرگ ہیں اور ہم خورد۔ لیکن بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال خوب سمجھ لیجئے کہ عادل حقیقی نے یہ مقدمہ خفیف سمجھکر حوالہ کمیشن کیا ہے اور اپنے حقوق کی معافی اور علماء کی ماخوذی سے بہت کچھ زور گھٹا دیا ہے۔ ہماری یہ شیرانہ و دلیرانہ گفتگو سُنکر غالباً حضرت ابوبکر کو جناب عمر سے یہ کہنے کا موقعہ ملیگا کہ بھائی تم نے تدبیر تو

اچھی کی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ ظالموں نے چلنے نہ دی اور بالآخر ہمیں کو اسطرح دبالیا کہ جیسے کسی خطاوار کو دبوچ لیتے ہیں۔ بس اب چُپ رہو کچھ نہ کہو۔ قوت عقل سے جتنی باتیں کروگے۔ اُسیقدر بار الزام سے یہ لوگ اور دبائینگے تب دونوں بہ مصلحت خندہ نا دانہ سے ایسے کھل کھلا کر ہنسینگے کہ دانت نکل آئیں گے فرمائینگے کہ اے صاحبزادو شاباش و مرحبا یہی چاہیئے۔ رفاقت اسی کو کہتے ہیں۔ کیوں نہ ہو آخر تو بنی فاطمہ ہو۔ خلق و مروت تمہارا زیور ہے۔ جب آپکے نانا رسول نے امت کیواسطے قتل حسین گوارا کیا تو یہ کیا بڑی بات تھی۔ جو درباب اُمتیوں کے تم سے وقوع پذیر ہوئی۔ ہم تو تمہارا دل دیکھتے تھے کہ کہاں تک اخلاق محمدی کا نباہ کرتے ہو۔ واقع میں آپ رفاقت کے پُورے اور دوستی کیلئے سزاوار ہیں آپ حفا نہ ہوں ہم قطعی بازدعوی لکھ کر کمشنر صاحب کیخدمت میں پیش کئے دیتے ہیں ؛

مضمون بازدعوی خلفا

مایانکہ شیخ ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و یزید و مروان وغیرہ خلفا اثنی عشر سکنائے ملک عرب کے ہیں جو کہ ہامکران نے ایک مقدمہ بصیغہ فوجداری ازالہ حیثیت عرفی کا موالیان خاندان رسول پر دائر کیا تھا جو کہ بذریعہ کمشنر جناب سالنتاب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد ہوا۔ اُس کی

مجملی کیفیت یہ ہے کہ یہ مقدمہ ہم سے بوجہ نادانی بلا غور وخوض دائر ہوکر تمبر پر چڑھ گیا تھا۔ کاش پہلے سے ہم اُسکی حقیقت اصلیت معلوم کرلیتے تو ایسا لغو و بے سروپا مقدمہ دائر کرکے تکلیف دہ عدالت نہ ہوتے۔ مدعا علیہم کا بیان تحریری دیکھنے اور بالمقابل گفت وشنود کرنے سے واضح ہوا کہ شیعیان مرتضوی کو ہم سے کوئی عداوت و پرخاش بالذات نہ تھی نہ اُنہوں نے کبھی اپنی آنکھ سے ہم کو دیکھا تھا اور نہ ہمارے ہاتھ سے کوئی صدمہ اُٹھایا تھا۔ جس سے ہمکو یہ خیال کرنیکی گنجائش ہوجائے کہ بجوش خصومت ہماری عزتِ خداداد کے مٹانے میں اونکی طرف سے کوششیں عمل میں آئیں۔ بلکہ اصلیت اس معاملہ کی وہی ہے کہ جسکو اُنہوں نے جو ابدعوے بصراحت تمامتر ظاہر کیا ہے گو کہ ہمارے دوستداران وموالیان کی غلط بیانیوں افترا پردازیوں سے مشوش ہوکر اُنہوں نے ہمارے سینہ وجگر کو ایسا ہدف تیر ملامت بنایا تھا کہ جسکے درد وصدمہ سے ابتک سیدھے ہونے کی طاقت نہیں اور نہ امید ہے کہ ابدالآباد ہمارے دل سے اُن کلمات کا سیاہ دھبہ چھوٹے۔ لیکن بایں ہمہ مواد عناد ہم اونکے ازبس مشکور ہیں اور نہایت تعریف کیساتھ بیان کرتے ہیں کہ یہ لوگ آلِ رسول واولاد بتول کے بڑے بچے اور سچے دوستدار وحامی و مددگار ہیں۔ اللہ اکبر دنیا میں کیسے کیسے صدمات جانگزا اُٹھائے گھر جلائے گئے۔ زبانیں قطع ہوئیں۔ جائیدادیں ضبط ہوئیں

قتل کیئے گئے جلا وطن ہوئے رشتے ناتے چھوٹے اور چھڑائے گئے
برادری کا کھانا دانہ اٹھنا بیٹھنا موقوف ہوا۔ امتناع روزگار کے لئے
شاہی دفاتر سے سر کلر جاری ہوئے۔ سب اذیتوں کی برداشت
کی۔ مگر محبت اہل بیت سے مُنہ نہ موڑا۔ ہم اپنے مدعا علیہم کی عقل سلیم پر
نہایت تحسین و آفرین کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنا ایک کلیہ مقرر
کر لیا تھا کہ بحکم آیہ وافی ہدایہ (قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ)
محبت اہل بیت چونکہ ہر مسلمان پر فرض عین کیگئی تھی اور نیز بروئے حدیث
ثقلین اُنہیں کے مطیع و فرمانبردار ہونے پر نجات اخروی موقوف و منحصر
رہی تھی۔ لہذا اُنہوں نے اونکے دامن کو یہ سمجھ کر مضبوط پکڑ لیا کہ انہیں
کی موالات و اطاعت کا خدا کی جانب سے سوال کیا جائیگا اور ہماری اطاعت
و محبت کیلئے چونکہ مثل آیہ و حدیث موصوفہ بالا کوئی صاف و صریح حکم
لائق پرسش قیامت نہ تھا۔ نظر بر آں ہمکو چھوڑ دیا۔ ہر چند کہ ہم صحابہ
کی شانمیں بھی آیات مدح وارد ہوئی تھیں مگر باین وجہ کہ وہ جملہ آیات
عام صحابہ سے بہ شرط مومنیت علاقہ رکھتی تھیں اور ہمارا مومن ہونا اونکے
نزدیک بوجہ تحریرات مقلدان امقران ثابت نہ ہوا تھا۔ بلکہ ہزارہا
قسم کے رزائل و فضایح ہماری نسبت مستحق ہو چکے تھے۔ نظر بر آں اُنہوں
نے ہمارا تعلق اُن آیات قرآنی سے سمجھ لیا جنکا نزول صحابہ فاسقین
و فاجرین کے بارہ میں ہوا تھا۔ ہماری دانست میں مدعا علیہم کا

ہمکو ناہنجار اُمّت قیاس کر لینا چنداں مستبعد نہ تھا کیونکہ جسکو اپنے گھر میں عزت نہیں اسکو باہر کیسے ملیگی درحالیکہ ہمارے مریدوں نے جھوٹی خبروں سے ہمارا وقار گھٹایا تھا۔ تو شیعہ پر اسکا اثر کیوں نہ پڑتا۔ بلکہ اگر وہ ہمکو اچھا سمجھتے تو بڑی بیوقوفی کرتے کیونکہ وہ شخص نہایت احمق ہے کہ اہل خاندان سے کسی کی برائی سُنکر اُس پر عمل نہ کرے اور بلا وجہ اچھا سمجھا جائے۔ سچی بات یہ ہے کہ ہامقران کی خوش وضع اور طرح دار تصویر کے گرد اگرد علماء نے ایسے بھدے و بدنما و ٹیڑھے خطوط و نقوش دکھائے۔ جس سے ہمارا پاک نورانی مرقع قابلِ نفرین معلوم ہونے لگا۔ بطور کھتونی ہم بعض مقران اپنے مریدونکے وہ غلط کاریاں دکھانا چاہتے ہیں۔ جس سے ہماری خوشنما و دلفریب صورت گندی سیاہی سے عام نظر و نمیں لائقِ نفرت و بیزاری دکھلائی گئی ۔

تفصیلِ معاملاتِ منجانب ابوبکر بطور کھتونی

مجھ احد الفریق کو ہمارے تابعین و مقلدین نے لکھدیا ۔

(۱) کہ غار ثور میں ایک سانپ کے بچے سے ڈر کر ہیں ہیں غیں غیں کرنے لگے۔

(۲) یہہ کہ عمر ابن العاص شریر و مکار کی ماتحتی میں قواعدِ جنگ سیکھے ۔

(۳) یہ کہ نبیؐ کو کفار میں تنہا چھوڑ کر جنگ اُحد سے بھاگ آئے ۔

(۴) یہ کہ سورۂ برات کی تبلیغ سے معزول کئے گئے ۔

(۵) یہ کہ جنگِ خیبر کے فتح نہ کرنے سے خطاب معزوری پایا اور محبت خدا ورسول مستثنیٰ کیے گیئے ۔

(۶) یہ کہ ہمیشہ لوگونکی مانحتی کی کبھی سردار نہ بنائے گیئے ۔

(۷) یہ کہ اُسامہ غلام زادہ کے ماتحت کیئے گیئے ۔

(۸) یہ کہ برّ دحکم نبیؐ بہ معیت اُسامہ مدینے سے باہر قدم نہ رکھا ۔

(۹) یہ کہ اپنی حیات کے وقت آخر میں (قوموعنی) کہکر نبیؐ نے حجرہ سے مجھکو باہر نکلوایا ۔

(۱۰) یہ کہ آنحضرتؐ نے ہمکو ملزم باحداثِ بدعات قرار دیکر مثل شہدائے احد باایمان مرنے میں ادائے شہادت سے مضایقہ کیا ۔

(۱۱) یہ کہ ہم کاہنوں سے عروج مصطفوی کی خبر پاکر بامید جاہ وثروت ایمان لائے ۔

(۱۲) یہ کہ ابن ربیعہ سے اسدرجہ تکلیف اُٹھائی کہ چہرہ اورناک کی حیثیت میں فرق پڑگیا ۔

(۱۳) یہ کہ ہمارا ایمان مثل ایمان شیطان تھا ۔

(۱۴) یہ کہ بموجب حدیث مندرجہ صحیح مسلم ہماری صورت توانسان کی تھی ۔مگر دل شیطان کا تھا ۔

(۱۵) یہ کہ مالک بن نویرہ مرومسلمان کو زبردستی مرتد قائم کرکے معقوم قتل کرڈالا اور پھر بچپتاکر بیت المال سے اسکا خون بہا ادا کیا ۔

(۱۶) یہ کہ خالد ابن ولید نے مالک بن نویرہ کی زوجہ سے زنا کیا اور مینے باوصف ثبوت اوسکو سنگسار نہ کیا۔ بلکہ سیف اللہ کا اُسکو خطاب دیا۔

(۱۷) یہ کہ مقدمہ ہبہ فدک میں شہادت علیؑ وحسنینؑ کو ناکافی سمجھا۔

(۱۸) یہ کہ علیؑ سے بیعت طلب کی۔

(۱۹) یہ کہ درباب وراثت انبیا علیؑ نے قرآن سے احتجاج کیا اور مینے اوسکو نہ مانا۔

(۲۰) یہ کہ خانۂ سیدہؑ کو مرجع مفسدان و باغیان سمجھکر عمر کو اُس کے جلانے کیواسطے بھیجا۔

(۲۱) یہ کہ فاطمہؑ کو مینے ایسا ناراض کیا کہ اُس نے جوش غیض و غضب تاحیاتِ خود مجھ سے کلام نہ کیا اور اپنے جنازہ پر حاضر ہونے کی مجھ کو اجازت نہ دی۔

(۲۲) یہ کہ علیؑ و فاطمہؑ مجھکو ظالم و جابر و غاصب سمجھتے تھے۔

(۲۳) یہ کہ بقول عمر۔ علیؑ مجھکو اور نیز برادر و الاشان خود عمر کو کاذب و عاذر و خائن سمجھتے تھے۔

(۲۴) یہ کہ نبیؐ کو بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ میں چلے گئے اور دفن نبیؐ پر انتظام خلافت کو مقدم سمجھا۔

(۲۵) یہ کہ مینے اپنی ذات کو ناقابل خلافت سمجھکر اقالۂ بیعت کیا یعنی خلافت سے استعفا دینا چاہا۔

(۲۶) یہ کہ بقولِ عمر میری خلافت ایک شرارۂ جہان سوز تھی اور بلا مشورۂ اہل حل و عقد دفعتہً اور ناگہانی طور پر قائم ہوگئی ۔

(۲۷) یہ کہ میں نے اپنی گردن پر شیطان کا سوار ہونا اور اُس کا بدراہ کرنا تسلیم کیا ۔

(۲۸) یہ کہ دورِ جہالت میں چور کا بایاں ہاتھ کٹوا دیا ۔

(۲۹) یہ کہ فجار اسلمی مردِ مسلمان کو آگ میں جلوا دیا ۔

(۳۰) یہ کہ مسایلِ میراثِ جدّہ اور حقیقت کلالہ مندرجہ قرآن سے میں ناواقف تھا ۔

(۳۱) یہ کہ راس جالوت عالمِ یہود کے مقابلہ میں مجھکو ایسا عجز ہوا کہ اُس نے خلیفۂ رسول نہ سمجھا ۔

(۳۲) یہ کہ میں لوگوں سے پوچھ پاچھ کر احکام متعلقہ قضا میں حکم دیا کرتا تھا ۔

(۳۳) یہ کہ مجھکو خالہ اور عمر کی میراث معلوم نہ تھی ۔

(۳۴) یہ کہ اوصافِ نبیؐ کے بیان کرنے سے مجھکو عجز ہوا ۔

(۳۵) یہ کہ علمائے یہود کے جواب میں ہم نے بجائے علمی مباحث کے لاٹھی سونٹے سے کام لیا ۔

(۳۶) یہ کہ وفاکہۃً و اباً مندرجہ قرآن کے میں معنی نہ جانتا تھا ۔

کھتونی افعال متعلقہ عمر

اوّل تو میں اُن بعض تشنیعات میں بھی غالب شریک گردانا گیا ہوں۔ جن کا ذکر بہت رونے دھونے سے بڑے بھائی صاحب نے کیا ہے مگر وہ خاص خاص باتیں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں جنکو ہمارے مقلدین نے میری ذات سے مخصوص سمجھا ہے۔

(۱) یہ کہ عمر ابن عبدود کی بروز جنگ خندق اس عنوان سے شوکت بیان کی کہ جس سے دیگر دلیرانِ اسلام کے جی چھوٹ گئے اور ہمت ٹوٹ گئی۔

(۲) یہ کہ میں نے بروز صلح حدیبیہ آنحضرتؐ کی نبوّت میں شک کرکے اونکو نبیٔ مطلق نہ سمجھا۔

(۳) یہ کہ میں نے بہ شرط بہم پہنچ جانے ستر (۷۰) آدمیوں کے عہد نامہ حدیبیہ کے توڑ ڈالنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔

(۴) یہ کہ میں نے آنحضرتؐ کی وفات سے بایں خیال انکار کیا کہ انبیاؑ مرگ سے مستثنیٰ ہیں جس سے میری صریح جہالت ثابت ہوئی۔

(۵) یہ کہ میں نے آنحضرتؐ کو بوقت طلب داشت دوات و قلم بذیان گو کہا۔

(۶) یہ کہ خانۂ سیدہ پر آگ اور لکڑیاں لیکر چڑھ گئے۔

(۷) یہ کہ ضربِ مشت و لکد سے باعث سقط محسنؑ ہوا۔

(۸) یہ کہ سندِ فدک کو فاطمہؑ سے چھین کر پھاڑ ڈالا۔

(۹) یہ کہ مسایل میں عاجز ہو کر کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجال کہا۔

(۱۰) یہ کہ حذیفہ بن الیمان سے پوچھا کہ آنحضرتؐ نے مجھے بھی منافق فرمایا ہے۔

(۱۱) یہ کہ میں نے حذیفہ کے سامنے اپنے نفاق پر بایں کلمہ کہ باللہ یا حذیفہ انا من المنافقین حلف اُٹھایا۔

(۱۲) یہ کہ میرا قول مثل اقوالِ شیطان تھا۔ اور شیطان بحدے مجھ سے خایف تھا۔ کہ میرے سایہ سے بھاگتا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ الشیطان یفر من ظل عمر۔

(۱۳) یہ کہ میں نے جناب بھائی صاحب قبلہ کی خلافت کو ایک امر اتفاقی بیان کیا اور مثل اُن کے اِدّعاء خلافت کرنے والا کو واجب القتل سمجھا۔

(۱۴) یہ کہ میں نے بعد مسلمان ہونے کے بھی شراب پی بلکہ تا دمِ مرگ نہ چھوڑی۔

(۱۵) یہ کہ آیہ لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ کی نسبت میرا یہ خیال تھا کہ بوقت نماز شراب پینی نہ چاہیئے اور باقی اوقات میں مضایقہ نہیں۔

(۱۶) یہ کہ میں نے اپنی ذات کو شدید النفس وضعیف الایمان واجبن الناس پایا تھا

(۱۷) یہ کہ میں فسط وغلیظ یعنے تند خو و بد مزاج تھا ٭

(۱۸) یہ کہ مَیں نے مسماۃ فروہ ہمشیرہ ابوبکر کو بایں جُرم کہ میری مسند نشینی کیوقت وہ اپنے بھائی کو رو رہی تھی پٹوایا ٭

(۱۹) یہ کہ مینے بہ شرکت دیگر صحابہ آنحضرت سے بدرشتی گفتگو کرکے تقسیم اموال وغنایم میں اونکو غیر عادل کہا ٭

(۲۰) یہ کہ اپنی ایجاد کی ہوئی تراویح کو مینے بدعت کہا ٭

(۲۱) یہ کہ متعہ کو مینے باختیار خود بایں لفظ کہ انا اُحرّم ہما حرام کیا ٭

(۲۲) یہ کہ خمس کو آلِ نبیؐ سے روکدیا ٭

(۲۳) یہ کہ ایک حاملہ عورت کو جو کہ جُرم زناکاری کی اقراری تھی رجم یعنے سنگسار کر ڈالا ٭

(۲۴) یہ کہ مینے ایک حاملہ عورت کو اسقدر پٹوایا کہ بالآخر اُس کا حمل گر گیا ٭

(۲۵) یہ کہ مَیں اپنی کنیز کیساتھ روزہ کیحالت میں - بیت

چناں بردد آورد و آورد و بُرد ٭ کہ دایہ زحسرت پسِ پردہ مُرد

کا مصداق ہوگیا ٭

(۲۶) یہ کہ مَیں اور نیز میرے ہم عصر ع بلا انزال پر غسل نہ کرتے تھے ٭

(۲۷) یہ کہ مجھکو نماز عیدین کی سورتیں اور شکیات نماز معلوم نہ تھے ٭

(۲۸) یہ کہ مَیں ایسا جاہل تھا کہ سبحان اللہ و بسم اللہ و الحمد للہ کے

معنی نجاشی تھا ۔

(۲۹) یہ کہ مینے ساٹھ برس کی عمر میں جبکہ مادۂ رجولیت قطع ہو چکا تھا علی کو مضطر و خائف کر کے اُنکی لڑکی سے عقد کیا اور قبل از نکاح اُسکو چھاتی سے لگایا اور ساق پا بوسہ لیئے ۔

(۳۰) یہ کہ بخیال اسکے کہ مقام معروف کشادہ نہ ہو بلکہ تنگ و منقبض رہے مینے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی مشق بہم پہنچائی تھی ۔

کھتونی متعلق بہ معاملات عثمان

اکثر صفات مصرحہ بالا میں بندہ اور بڑے بھائی اور منجھلے صاحبزادے یک ہیں لیکن میں اُن باتوں کا بھی ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جن کا تعلق خصوصیت کیساتھ ہمارے مقلدین نے مجھ سے کیا ہے ۔

(۱) یہ کہ غلاموں کی طرح سے مرمانے ابن مسعود کا آچار بنوا دیا ۔

(۲) یہ کہ ابو ذر غفاری کو بلا جرم و قصور ننگے اونٹ پر بٹھا کے مدینہ سے عرب کے کالے پانی یعنی ربذہ میں بھیجدیا ۔

(۳) یہ کہ عمار یاسر کو اسقدر پٹوایا کہ بیہوش ہو گئے ۔

(۴) یہ کہ میں نے متعدد قرآن جلوا کر بی بی عائشہ کی زبان سے محرق القرآن کا خطاب پایا ۔

(۵) یہ کہ میرے موالی و دوستدار خر دجال کی دُم پر ہاتھ رکھتے ہوئے

لشکر دجال میں شامل ہونگے ۔

(۶) یہ کہ میں نے لونڈی سے ایسے وقت میں مجامعت کی کہ میری بی بی کی نعش گھر میں پڑی ہوئی تھی جو کہ دختر نبی تھی ۔

(۷) یہ کہ میرے والد بزرگوار مسلمان تھے اور بوجہ انکے مسلمان ہونیکے شوقین مزاج انکے ساتھ چھیڑ چھاڑ کیا کرتے تھے ۔

(۸) یہ کہ میں نے بیت المال پر اپنے سسرال والونکو اختیارات بالکل نہ دیدیئے تھے ۔

(۹) یہ کہ مسلمانوں نے میری اعانت سے بوجہ ناراضگی ہاتھ اٹھالیا اور مصریوں نے انبار خس و خاشاک پر میرا لاشہ پھینکدیا جسمیں سے کتا ایک ٹانگ توڑ کر لے گیا تھا اور انجام کار وہ نعش مقابر یہود میں دفن کیگئی جس پر کسی نے نماز نہ پڑھی ۔

کھتونی معاملات متعلق بمعاویہ

(۱) یہ کہ مجھکو علیؑ خاطی و باغی جانتے تھے ۔

(۲) یہ کہ میں علیؑ سے برسر جنگ ہوا اور انکو علانیہ ممبروں پر برا کھلوایا ۔

(۳) یہ کہ میں نے امام حسنؑ کو زہر دلوایا ۔ اور اُن کے مرنے پر خوشی کی تکبیریں کہیں ۔

(۴) یہ کہ میں نے بروقت مصالحہ امام حسنؑ عہد نامہ میں یہ شرط کی

کہ یزید کو ولی عہد نہ کیا جاویگا مگر انجام کار اُس پر وفا نہ کی +

(۵) یہ کہ حسب درخواست امام حسنؑ باہمی معاہدہ میں مَیں نے علیؑ کے سب و شتم بند کرنے کے مضایقہ کیا +

(۶) یہ کہ میرے افعال قابل لعن تھے +

(۷) یہ کہ مَیں والد الحلال نہ تھا +

تفصیل معاملات منجانب یزید

یہ کہ بعض علماء نے میرے ملعون ہونے میں سکوت اختیار کیا اور بعض نے تازیانہ لعن لگا دیا۔ بعض نے مجھکو دعائے خیر سے یاد کرکے مومن تسلیم کیا۔ بعض نے مجھکو شاہزادہ مان لیا۔ اور بعض نے قتل حسینؑ میں مجھکو خطا کار اور بعض نے حسینؑ کا جائز طور پر قتل ہونا تسلیم کر لیا۔ علماء نے مجھکو بموجب حدیث خلفاء اثنے عشر کلہم من قریش چھٹا خلیفۂ رسول اللہ جانا۔ اور غیر علماء کو میری خلافت سے حجاب واقع ہوا۔ بیت کیسکی ملت میں گنوں آپکو بتلا اے شیخ + تو کہے گبر مجھے گبر مسلماں مجھکو + فدوی کی نوعیت ایمان قائم کر دیجاوے پہ

جبکہ مقلدان نامقران نے ہماری تصویر کو ایسے خط و خال نفرت انگیز سے عام منظر گاہوں پر لٹکایا تو مدعا علیہم کو اُس سے تجدد نفور پیدا

لہ جملہ معاملات مندرجہ کھتونی اہل سنت کی کتب معتبرہ میں درج ہیں بنگام بازخواست نبوت میرے ذمہ ہے

ہوا کہ شوخ چشمی کرنے لگے۔ دوست کا یہ کام ہوتا ہے کہ جہاں تک
ممکن ہو سکے اپنے حبیب کے عیبوں کو چھپائے اور اسکی لغزشوں اور بد
کرداریوں کو دلچسپ باتوں سے خوشنما کر دکھائے نہ یہ کہ دوست میں
ایسے عیوب و قبایح و رزائل نا فرہ قائم کرے جو کہ درحقیقت اُس کی ذات
سے وقوع پذیر نہ ہوئے ہوں۔ ہم بہت تعجب کر رہے ہیں کہ باوجود
ایسے واقعات کے جن مسلمانوں نے ہمکو واجب التعظیم سمجھ کر پیشوائے دین
سمجھا اُنکے پاس ہمارے اچھے اور برگزیدہ ہونے کا کیا ثبوت تھا۔ ہر چند کہ
وہ لوگ جواب دے سکتے ہیں کہ جن کتب میں یہ وحشت و نفرت دلانیوالے
معاملات درج تھے۔ انہیں کتابوں میں بیش از بیش فضایل و مناقب بھی
لکھے ہوئے تھے۔ ہم نے احادیث و اخبار فضایل پر عمل کیا اور رزائل
کو چھوڑ دیا۔ گو کہ اُن کا یہ جواب کسی قدر قابل قبول ہو سکتا ہے۔ مگر ساتھ
ہی اُسکے ہم یہ حجت کر سکتے ہیں کہ جن عمدہ باتوں کا التزام اُنہوں نے
ہماری ذات سے سمجھکر مقدس و برگزیدہ ہونے کا پہلو حاصل کیا تھا
اُن جملہ احادیث فضایل مدایح کو مولوی حامد حسین صاحب مولف عبقات
الانوار و استقصاء الافحام وغیرہا بذریعہ کتاب مسمّی بہ شوارق النصوص
وضعی ثابت کر چکے ہیں۔ بلکہ ہمارے ہی مقلدین معتمدین کی اُنہوں نے
اظہار دکھائے تھے جن سے واضح ہوتا تھا کہ فلاں فضیلت کی تیاری
میں اتنی اشرفیاں خرچ ہوئیں اور فلاں حدیث کے وضع کرانے میں

اتنے دام لگے۔ لطف تو اسمیں تھا۔ کہ عالم شیعہ کے ایسے سخت حملہ سے احادیث فضایل کو بچاکر بعد ازاں ہماری دوستی کا دم بھرتے۔ یہ کیا کہ ہمارے چرک آلود بدن کو بلا اصاف کیئے اور دھوئے دھلائے سر پر اُٹھائے اُٹھائے پھرے ہم بیجا ہے خود متعجب ہیں کہ با وصف ایسے مشاہدات کے اُن کی نظر و نہیں ہمارا کیوں اقتدار جاگزین ہوُا۔ سوچتے سوچتے معلوم ہوُا کہ ہمارے جان نثاران و پیروکاران میں اکثر و عموماً ارذال اسلام مثلاً دُھنے۔ جولاہے۔ رنڈی۔ بھڑوے۔ ہیجڑے۔ قصائی۔ گاڑھے تیلی۔ نمبولی۔ نائی۔ دھوبی۔ کنجڑے۔ جھوجے۔ مخنث۔ وغیرہا داخل تھے۔ جن کو عقل و تمیز سے اصلا بہرہ نہ تھا۔ اور وہ لوگ اکثر ہندوستانی چوہڑے۔ چمار۔ جاٹ۔ گوجر وغیرہ سے مسلمان ہوئے تھے۔ بھلا ایسے بھلا جن کو بوجہ جہالت بہایم سے تشبیہ دینا ذرہ بھی مبالغہ نہیں روا مزو عوام محض دینیات کو کیا سمجھ سکتے تھے۔ نہ وہ بطرز واجب خدا کو جانتے تھے نہ رسول کو نہ علی کو نہ بتول کو محض گوشت گاؤ کھانے پر مرتے تھے یا نا ملایم باتوں پر جھگڑے اُٹھا کر جہاد و نکے جھنڈے گاڑ کر اپنی کثرت و جماعت سے ڈراتے تھے اُن کے دلونمیں خاندانِ رسول کی اُلفت مطلق نہ تھی۔ بلکہ محبتِ اہل بیت کو ایک بُری چیز سمجھکر بالخصوص متعلق بہ شیعہ جانتے تھے۔ اُسکی وجہ یہ تھی کہ سلاطین اسلام کے زمانہ میں طمع دنیا یا سلطنت کے دباؤ سے مسلمان ہوئے تھے۔ چونکہ سُنی

بادشاہوں کا زمانہ تھا۔ لہذا الناس علے دین ملوکہم) وہ بھی
سُنی رہے نہ اہلبیتؑ کے حالات اونکو علمائے وقت نے سُنائے اور نہ موالات
خاندان رسالت پر رغبت دلائی۔ بلکہ ہمیشہ سمجھاتے رہے کہ تعزیہ
دیکھنا جو رد حرام ہوجائیگی۔ مجلس میں جانا حلوے پر تبرا پھونک کر سُنیوں
کو کھلاتے ہیں +

بعض اشخاص اقوام متذکرہ بالا سے جو افراد شیعیاں میں داخل
ہوئے اونکی نسبت یہ خیال کرنیکی گنجایش ہے کہ سادات و مومنین کے
فیضان صحبت سے بوجہ طہارت ولادت جو کہ شیعہ ہونے کیلئے ایسی ضروری
ہے جیسا کہ نماز کیواسطے وضو۔ بزمرۂ موالیان و دوستان رسالت معدود ہوگئے
کاش ہم اُن اوقات میں مثل دیگر اہل اسلام ہوتے اور ہماری جگہ
کوئی اور فرقہ والے ملک اسلام ہُوا ہوتا۔ اور یہ جملہ معاملات نزاعی
ہماری نظر سے اسی طرح گذرتے کہ جیسا اور مسلمانوں کی نگاہ سے گذرتے
تو واللہ ہم بھی وہی رفتار اختیار کرتے کہ جو مدعا علیہم نے کی تھی
ایک دم کیواسطے بھی ایسے خلفاء رزالت مآب کے محلہ میں نہ رہتے اسوقت
ہم نہایت تعجب سے انگشت بدندان ہیں کہ وہ سید صاحب کیسے تھے جو بند قبا
کھول کر دنیا میں دعوئے سیادت کرتے تھے اور ہماری کردار پر
جن کو علماء نے غلط طور پر ہم سے منسوب کیا تھا نظر بھر کر نہ دیکھتے تھے
اور مثل دُمنے جو لاہونکے حقوق اہلبیتؑ کو بیوجود محض سمجھے ہوئے تھے

تمام دُنیا کا قاعدہ ہے کہ جس کسی کو ذرہ برابر بھی اپنے بزرگوں کا مخالف
و معاند پاتے ہیں۔ کبھی اُسکی طرف پیر پھیلا کر نہیں سوتے۔ سُنّی سید
کس دل و جگر کے آدمی تھے کہ اپنے خاندان کی تباہی ہمارے ہاتھوں
سے کتابوں میں معائنہ کر کے آنِ واحد کے لئے بھی ہم سے چین
بہ جبین نہ ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی جہتِ خاص سے مثل اقوام
رزیل دُہنے جولاہے وغیرہ کے اپنے بزرگوں کے اقتدار سے ناواقف تھے
ہم نے بارہا نقشہ جات مردم شماری دیکھی فیصدی مشکل سے دو سید
سُنّی پائے گئے اور سوائے قوم مغل جو کہ اکثر و عموماً مثل ساداتِ شیعہ
ہوتے ہیں باقی جملہ مسلمانان اس کثرت سے سُنّی نظر آئے کہ اُن اقوام
مختلفہ کے شیعہ کی تعداد کا پرتہ فیصدی پر نہ پھیل سکا۔ بلکہ ہزارہا سُنیوں
میں بہ ہزار دقت ایک آدھا شیعہ برآمد ہوا۔ سادات کا عموماً فطرتاً
امامیہ ہونا صریح طور پر اس واقعہ کا ثابت کرنیوالا ہے کہ سادات نے اپنے
بزرگوں کی روش کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ کیونکہ دنیا کے جسقدر فرقے
دیکھے گئے۔ اُن میں ضرور یہ بات پائی گئی کہ اس فرقہ کا اکثر حصّہ
اُسی سے نامزد رہا ہے جو کہ اُسکا پیشوا بنا ہے۔ اتنی عمر آئی ہم نے
آج تک نہیں دیکھا کہ کوئی گروہ کسی خاص شخص سے منتسب ہوا ہو
اور پھر قوت استحالہ پیدا کر کے کل یا اُسکا جزدار علیؑ دوسرے گروہ
میں مل گیا ہو۔ سادات کے بزرگ پنجتن دوازدہ امام چہاردہ

معصوم ہیں لہذا وہ پنجتنی و امامی و اثنی عشری وغیرہ القاب کو بڑے فخر کیساتھ اپنی ذات سے چسپان کرتے رہے اور سُنّی سیدوں نے جو ان القاب جلیلہ کو مکروہ سمجھکر چھوڑ دیا اور چار یاری و اعظم ملکی وغیرہ کہلائے گئے۔ نظر برآں سمجھا گیا کہ اُنہوں نے بخلاف رفتار زمانہ اپنی اب جدکی تقلید توڑکر غیر لوگوں کی اطاعت کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا۔ الحاصل ہم بڑے فکر و تردد میں تھے کہ آخر اسکا سبب اصلی کیا ہے کہ علماء نے باوصفیکہ ہماری تائید میں سرگرمی رکھی اور کبھی مثل شیعہ بدو نا لایق نہ کہا پھر کیوں صفات رذیلہ سے ہم کو منسوب کرکے خلایق کو لعن طعن کرنے کی جرأت دلائی۔ بصد تجسس تلاش و تحقیقات یہ امر پایۂ تحقیق کو پہنچا کہ یہ تمام نتائج عبداللہ ابن سبا یہودی کی تعلیم کا ہے۔ حضور پر تو سب روشن ہے۔ مگر احتیاطاً عرض کیا جاتا ہے کہ یہ شخص علمائے یہود سے ایک جلیل القدر فاضل تھا۔ اُس نے بجوش عداوت اسلام چاہا کہ مسلمانوں کی جماعت کو جو کہ یوماً فیوماً ترقی کرکے کہیں سے کہیں پہنچنے والی ہے تتر بتر کر دیا جاوے۔ اور اُن کی عقبیٰ میں ایسی خرابی ڈالی جاوے کہ کوئی مسلمان بہشت کے گرد نہ پھر سکے۔ اُس ملعون نے پہلے یہ کارروائی کی کہ علے الاعلان مذہب اسلام اختیار کرکے مسلمانوں سے میل جول اتحاد پیدا کیا اور خوب اپنا ربط بڑھا کے عام نظروں میں وقار جمایا۔ یہانتک اوسکے فضل و کمال و بناوٹی اخلاق نے مسلمانوں کے

کے دل میں جگہ پائی کہ اُس کی باتیں کان دھر کر سُننے اور اُن پر عمل کرنے لگے۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو عظیم القدر گروہ پس از وفات خود چھوڑے تھے ایک اپنے اہل بیت اور دوسرا مہاجرین کا جو کہ اصحاب سے نامزد تھا۔ یہودی مذکور دونوں طبقہ کے آدمیوں کے فضائل و مناقب بر سبیل وعظ و مذاکرہ سُنایا کرتا تھا۔ لیکن کبھی کبھی ہماری طرف حرکات ناپسندیدہ کا الزام بھی لگا دیا کرتا تھا۔ مگر چونکہ عاقل و فرزانہ ازبس تھا۔ بایں توہم کہ طبایع اہل اسلام اُس سے منحرف ہو جائیں اُن برائیوں کا دفع دخل کر کے سامعین کی اشک شوئی بھی کر دیا کرتا تھا۔ مثلاً اُس نے کہا کہ عمر نے ہنگام طلبداشت خامہ و دوات نبیؐ کو کتابت سے روکدیا۔ اور اونکو ہذیان گو کہا۔ مسلمانوں کے کان کھڑے ہوئے کہ ہیں ایسا کرنیوالے نے اُمت کی بڑی حق تلفی کی اگر وصیت قید قلم میں آجاتی تو اُمت ضلالت سے بچتی اور انبیاء پر الزام ہذیان لگانا سخت گستاخی میں داخل ہے۔ اُس نے وہیں روکدیا کہ بھائی مسلمانوں خبردار عمر پر الزام نہ لگانا۔ ورنہ کافر ہو جاؤ گے اُس نے آنحضرتؐ کے حال پر رحم و شفقت کر کے ایسا کہا تھا کہ بیماری میں لکھنے لکھانے سے اذیت ہوگی۔ رہا ہذیان یہ لازمۂ شان بشریت ہے۔ اکثر بیماری میں بہک چھوٹ جایا کرتی ہے۔ ایک دفعہ میں بیان کیا کہ عمر آگ اور لکڑیاں لے کر سیدہؑ کے گھر پر گئے۔ مُرید بول

اُٹھے کہ بڑی شقاوت کی اپنے پیشوائے دین کی بیٹی کو درحالیکہ وہ مبتلائے رنج مرگ پدری تھی ڈرایا اور دھمکایا۔ یہودی مذکور نے جوابدیا کہ عمر کا اس فعل سے یہ مطلب نہ تھا۔ کہ فاطمہؑ کو اذیت پہنچی بلکہ چند بدمعاش وفتنہ انگیز بلوا دونکی مرضی کے خلیفۂ اوّل کو تخت خلافت سے اُتارنے کے لیئے اُن کے گھر میں مشورہ کیا کرتے تھے۔ اُن کی تنبیہ و توبیخ کیلئے یہ عمل کیا گیا تھا۔ ایسی صورت میں اگر جلا بھی دیا جاتا تو جائز تھا

ایک روز کہ اُٹھا کہ شیخین نے آنحضرتؐ کے حکم کو نہ مانا اور باوصف تاکید شدید لشکر اسامہ کی شرکت سے پاکشی کی۔ سامعین کہنے لگے کہ حضور یہ بات تو بڑی قابل نفرت معلوم ہوتی ہے کہ محکوم ہوکر آقا کا حکم نہ مانیں۔ اُس نے وہیں مضمون ملا دیا کہ ابوبکر و عمر نے دیر تک خیمہ تو باہر بھیجدیئے تھے۔ مگر دفعتہً بذریعہ اُمّ ایمن خبر پہنچی کہ حضرتؐ کا حال دگرگون ہے اور کوئی دم کے مہمان نظر آتے ہیں۔ لہذا بنظر محبت واپس چلے آئے۔ ایک وعظ میں بیان کیا کہ حضرت عمر نے متعہ کو بتاکید شدید دوام کے لیئے حرام کیا۔ اہل جلسہ نے کہا کہ متعہ تو بمفاد آیہ وافی ہدایہ (فما استمتعتم) قرآن پاک میں جایز و مباح بیان کیا گیا ہے اور رسُول پاک کے زمانہ میں برابر معمول رہا۔ ابوبکر نے کبھی اس میں دخل نہ دیا۔ عمر کون تھے جو امر جایز کو اپنے حکم سے منع کر بیٹھے اُس نے جوابدیا کہ حکم امتناع تو آچکا تھا اور آنحضرتؐ بھی اُس کا اعلان

کر چکے تھے۔ مگر شوقین مزاج صحابہ چوری چھپے سے کیئے جاتے تھے جب حضرت عمر کا زمانہ آیا تو اُن کو یہ فکر ہوئی کہ متعہ کا شیرہ لوگوں کے مُنہ کو کچھ ایسا لگا ہُوا ہے کہ ہرگز نہیں چھوڑتے۔ ممانعتِ رسول کچھ کارگر نہ ہوئی۔ خلیفۂ اوّل کا تمام زمانہ گذر گیا۔ مگر فساق صحابہ نے اس فعلِ بد کو جو کہ کھلم کھلا زنا کاری ہے بالکل نہ چھوڑا۔ احکام قرآن کو یہ لوگ محض بے حقیقت جانتے ہیں۔ یہاں سیاستِ سلطانی کی ضرورت ہے چونکہ عمر بید ایسی تیز مزاج تھے۔ لہذا اُنہوں نے بایں خیال کہ میرے رُعب و دبدبہ سے صحابہ کا پیتاب خطا ہوتا ہے اعلان فرما دیا کہ میں متعہ کو حرام کرتا ہوں۔ اگر آیندہ کسی نے کیا سزا پائیگا۔ مطلب فقط اتنا تھا کہ خلائق زنا سے بچے۔

کسی جمعیت میں عبداللہ مذکور نے بیان کیا کہ شیخین مدت تک عمر ابن العاص شریر و مکار کی ماتحتی میں قواعدِ جنگ سیکھتے رہے ارباب مجلس چونک کر کہا کہ خلیفۃ اللہ و اُمنا ر ملتِ رسول اللہ کے لئے بڑی نازیبا بات معلوم ہوتی ہے کہ شریر و مکار سے لڑائی کے داؤ گھات سیکھے ہوں استاد کی تعلیم کا اثر شاگرد میں ضرور ہوتا ہے ممکن ہے کہ شیخین کرام کی طبایع میں بھی مکاری و شرارت وغیرہ اخلاقِ بد کا کوئی اثر آگیا ہووے وہ مردود دولا کہ بھائی یہ بات نہیں ہے جو تم سمجھے ہو۔ بلکہ آنحضرتؐ کو بعلم نبوتؐ آگاہی تھی کہ

یہ لوگ بعد ہمارے متمکن سریر سلطنت ہوں گے۔ لہذا اُس بدمعاش کا شاگرد کرا دیا۔ کہ فنونِ جنگ وغیرہ سے واقفیت پیدا کرکے اپنے اپنے عہد حکومت میں انتظامِ مملکت بطرزِ واجب کریں اور یہ ہی قاعدہ ہے کہ پہلے رنگروٹ بنایا جاتا ہے۔ پھر لین میں رکھکر قواعد بتلائی جاتی ہے۔ زان بعد پہرہ چوکی کا کام لیا جاتا ہے۔ پھر مقصلات میں بھیج کر دیکھا جاتا ہے کہ کس طرح اپنی خدمات کو انجام دیا۔ جب ہر طرح اطمینان ہوجاتا ہے تب کوئی علاقہ سپرد کیا جاتا ہے۔ اگر خلفاء سے پہلے ذلیل کام نہ لیئے جاتے تو ناتجربہ کاری سے مہماتِ خلافت کی انجام دہی میں معطل رہتے یہ عمر ابن العاص کی تعلیم کا اثر تھا۔ کہ انتظام مملکت اچھا رہا۔ لوگوں نے کہا کہ حضور کیا اچھا ہوتا جو دو چار مہینہ کے واسطے آنحضرت جناب عثمان کو بھی کام سیکھنے کیواسطے کسی شریر و مکار کے زیر کمان فرما دیتے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ بھی چست و چالاک بنکر خدمات خلافت کو مثل خلفاء اولین انجام دیتے۔ مروان وغیرہ کے گنڈے نہ رہتے۔ ایک روز یہ تشویش ڈالتے کہ آیاتِ برات کی تبلیغ سے ابوبکر معزول ہوئے۔ حاضرین نے کہا کہ حضور جب چند آیات کی تبلیغ سے وہ ناقابل تجویز ہوئے تو خلافت جیسے منصب جلیل کو کس طرح انجام دیا ہوگا۔ بجواب ارشاد ہوا۔ کہ عرب میں یہ قاعدہ ہے کہ عہد نامہ اصل شخص سے کرتے ہیں یا ایسے آدمی سے جو اُس کا داماد یا فرزند ہو

چونکہ ابوبکر کو کوئی قرابت قریبہ نہ تھی۔ لہذا اُن سے سورۂ برات لیگئی اور حضرت علیؑ کو دیگئی۔ کیونکہ وہ آپ کے بھائی اور خویش اور سب سے بالاتر یہ کہ نفس ناطقہ تھے۔ کہیں یہ کہ بیٹھا کہ مقدمہ ہبۂ فدک میں شہادت علیؑ و حسنین و ام کلثوم کو ناکافی سمجھکر ابوبکر نے رد کر دیا مُرید بولے جناب ایسے ابرار و صالحین کی گواہی ناکافی سمجھکر مقدمہ بعدم ثبوت خارج کر دینا کچھ بطیر نظر آتا ہے کیا یہ ممکن تھا کہ فاطمہؑ مقدمہ ہبہ غلط طور پر برپا کرکے حضرت امیرؑ اور اپنی اولاد سے جھوٹی گواہی دلاتیں اُس نے اطمینان دلایا کہ نہیں فاطمہؑ کا دعویٰ بھی سچا تھا۔ اور گواہوں کا لباس بھی راستی سے آراستہ تھا۔ مگر ابوبکر کو مجبوری یہ تھی کہ موافق شرع شریف سیدہؑ سے شہادت پیش نہ ہوسکی حسنین خرد سال اور علیؑ ایک مرد تھے کاش حضرت امیرؑ کیساتھ کوئی دوسرا بالغ شخص ادائے شہادت کرتا تو بچٹا کے سے ڈگری مل جاتی۔ ابوبکر حسب استدعاء فاطمہؑ فدک دے بھی دیتے مگر اُن کو یہ خوف ہوا کہ خلایق یہ کہیگی کہ نبیؐ کی صاحبزادی کا لحاظ کرکے اُس کے مفید مطلب فیصلہ دیدیا بعض سے کہدیا کہ فاطمہؑ نے نفسانیت سے فدک کا دعویٰ کیا تھا۔ مریدوں نے کہا کہ حضور نفسانیت سے دعویٰ کرنا تو صاف رہزن مسلک بے ایمانی ہونا ہے کیا جناب فاطمہؑ ایسی تھیں مرد دنے جواب دیا کہ میاں معصوم نہ تھیں۔ جنسے وقوع بے ایمانی بعید القیاس ہو مثل سائر الناس

نفس رکھتی تھیں اور اکثر صفاتِ نفسانی اُن سے بے اختیار ظاہر ہو جاتی تھیں۔ کہیں یہ فقرہ سُنا دیا کہ فاطمہؑ ابوبکر سے بحدّے ناراض ہوئیں کہ تاحیاتِ خود کلام نہ کیا سامع نے تعجباً عرض کیا کہ جناب والا غضب جنابِ سیّدہؑ مغضوب الیہ کو کشان کشان جہنم میں لیجانے والا ہے۔ اُس نے ولا سا دیا کہ میاں خجالت و ندامت سے ایسی گوشہ نشین ہوئیں کہ کبھی درباب فدک گفتگو نہ کی وہ ترکِ کلام بالخصوص معاملۂ فدک ندامت سے واقع ہوا تھا۔ نہ کہ غیض و غضب سے۔ کسی جگہ چار آدمیوں بیٹھکر کہدیا کہ فاطمہؑ نے بضیحت کی تھی کہ ابوبکر میرے جنازے پر نہ آئے۔ مقلدوں نے کہا کہ اُستاد ایسی وصیت تو بڑی ناراضگی اور سخت درجہ کی عداوت میں ہوا کرتی ہے اُس برہم زنِ اسلام نے جواب دیا کہ نہیں پردہ داری وحیا کی وجہ سے سیّدہؑ نے ابوبکر کیلئے وصیت کی تھی کہ میرے لاشہ پر نہ آئیں۔ اُن کو منظور تھا کہ غیر آدمی کا سایہ بھی جنازہ پر نہ پڑے۔ کسی صحبت میں یہ وہم ڈالدیا کہ علیؑ ابوبکر و عمر کو کاذب و غادر و خائن و آثم جانتے تھے۔ زیر ممبر بیٹھنے والوں نے دست بستہ عرض کیا کہ سرکار یہ علامتیں تو منافقین کی ہیں کیا حضرت علیؑ کے نزدیک صاحب منافق تھے جو کاذب وغیرہ سمجھے گئے وہ مفتری بیان طراز ہوا کہ میاں تم تو ہر بات میں کچھ نہ کچھ دخل در معقولات کردیتے ہو حضرت علیؑ شیخین کو اوپر کے دل سے کاذب جانتے تھے۔ تہ دل

سے تھوڑا ہی سمجھتے تھے۔ ایکدفعہ آپنے عام جلسہ میں اعلان کر دیا کہ صحابہ
مخصوصین حضرت ثلاثہ جنگ احد سے ایسے لوگ دم بھاگے کہ عمر مثل پہاڑی
بکرے کے خوف و اضطراب سے پہاڑ کی چوٹیوں پر اُچکتے ہوئے پھرے یاران
جلسہ کہنے لگے کہ یا پیر ایسے بھگوڑوں کی خلافت تو شان اسلام کو نہایت
گھٹانے اور بدنما کر کے دکھلانے والی ہے۔ عبداللہ مذکور نے
وہیں تڑ سے جواب گھڑ دیا کہ تم لوگ نہیں جانتے یہ آفت جس پر پڑتی
ہے وہی اُسکو خوب سمجھتا ہے۔ جان کا رکھنا فرض ہے جب دیکھا کہ
مخالف غلبہ پا گئے۔ بھاگ کھڑے ہوئے۔ میدانِ جنگ سے ناک کان
سلامت لیکر گھر چلا آنا یہ بھی ہر کسی کا کام نہیں۔ ایک دن فرمانے
لگے کہ شیخین تین روز تک قطعہ خیبر پر گئے مگر بہ ناکامی واپس آئے
بالآخر آنحضرت کو یہ کہنا پڑا۔ کہ کل میں اپنا علم ایسے شخص کو دونگا
جو کہ کرار و غیر فرار ہے اور خدا و رسول اسکو دوست رکھتے ہیں اور
وہ خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے یاروں نے کہا کہ حضور اس سے
تو صاف ظاہر ہو گیا کہ خلفا جنگ خیبر میں ثابت قدم نہیں رہے
بلکہ پچھلے پاؤں بھاگے اگر نہ بھاگتے تو آنحضرت غیر فرار نہ فرماتے
اور نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرات خلفا کو نہ خدا و رسول دوست
رکھتے تھے اور نہ وہ خدا و رسول کو۔ اگر دوست رکھنے والے ہوتے
تو آنحضرت یہ استثناء عام نفرماتے کہ کل علم ایسے شخص کو دونگا

جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جب بیان مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام شیخین ان جمیع صفات سے بے بہرہ تھے۔ وہ شیعی کہنے لگا۔ کہ میاں تم تو بڑے تقریری ہو۔ ایک ایک بات میں سو سو شاخیں نکالتے ہو۔ بھائی قلعہ خیبر کا فتح نہ ہونا متلزم فرار نہیں بیچاروں سے جہانتک ممکن ہوسکا۔ تین روز تک بھاگ دوڑ رکھی۔ کیا انہوں نے ٹھیکہ لے لیا تھا کہ دروازہ قلعہ کو توڑکر حارث و مرحب خیبری کو مار ہی ڈالینگے۔ رہا فقرۂ ثانی۔ یعنے خدا و رسولؐ کی دوستی کا ذکر یہ حضرت علیؑ کی صفات میں داخل ہیں خلفاء کی ذات سے کچھ علاقہ نہیں ایک غط میں ترا نہ سنج ہوا کہ بی بی عایشہ صدیقہ حضرت امیرؑ سے لڑ پڑیں اور ہزارہا مسلمانوں کا آچار بنگیا۔ یاران جلسے نے کہا کہ حضور حسب مفاد حدیث (یا علی حربک حربی) بیوی صاحب کا شاہمردان سے برسر جنگ ہونا قطعی حرام معلوم ہوتا ہے یہ تمام مسلمانوں کا خون انکی گردن پر ہوا۔ وہ خانہ برانداز اسلام بولا کہ نہیں عایشہ غلطی سے حضرت امیرؑ کو معین قاتلان عثمان سمجھکر آلات حرب سے آراستہ ہوکے صف جنگ میں آئی تھیں۔ چونکہ مجتہدہ تھیں لہذا یہ غلطی خطائے اجتہادی میں داخل ہوکر فرد اعتراض سے نظری ہوگئی۔ اور جنگ چونکہ بلا قصد و ارادہ طرفین ویسے ہی ہوائی طور پر غلط فہمی سے واقع ہوگئی تھی۔ لہذا الزام خونریزی

بھی دفع ہوگیا۔ اور قاتل و مقتول دونوں کھلے کواڑوں بہشت چلے گئے۔ ایک دن کمبخت نے یہ غضب کیا کہ عایشہ کی نسبت یہ مشہور کر دیا کہ حضرت امام حسنؑ کے جنازہ پر تیر نگوائے۔ اور روضۂ رسول مقبول میں دفن سے مانع آئیں۔ معتقدین نے کہا کہ یا ہادی ام المومنین کیجانب سے یہ کارروائی اُن کی انتہائے سنگدلی و سفاکی پر دلالت کرتی ہے۔ جواباً کہنے لگے۔ کہ دراصل اس میں دھوکہ کھا مروان نے ایک عورت کو اونٹ پر بٹھا کے کہدیا۔ کہ عایشہ منع دفن کیلئے آن پہنچی۔ مروانیوں نے اس بہانے سے خوب تیر چلوائے۔ کارروائی دھچالا کی تو مروان کی تھی۔ مگر بیچیں غریب ام المومنین آسیائے بدنامی میں مفت کی دال کیطرح دلی گئی۔

تنبیہ

واضح رائے ارباب عقل ہووے کہ مولوی عبدالعزیز صاحب نے تحفہ میں لکھا ہے کہ مذہب شیعہ نے عبداللہ ابن سبا یہودی سے رواج پایا ہے۔ مگر شاہ صاحب اُسکا کوئی ثبوت نہیں دکھا سکے اور جو ٹوٹا پھوٹا ثبوت حضرت ممدوح نے حوالہ قلم کیا ہے اسکا رد حقیر نے پرچہ جات تصویر غالب و مغلوب میں بطرز خاص کیا ہے۔ الحق ابن سبا کے متعلق آج تک ایسا بیان وقف قلم نہیں ہوا جیسا کہ پرچہ ہائے مذکور میں کیا گیا ہے۔ اسجگہ جتنی باتیں تحقیق نے

بیان کی ہیں وہ سب اہل سنت کے جواب مندرجہ کتب ہائے مناظر
ہیں۔ جملہ مطاعن کا جواب علمائے اہل سنت نے کتابوں میں یہ ہی دیا ہے
جو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اگر کسی کو اعتراض ہو تو ہر جواب کی کتب اہلسنت
میں درج ہونے کا ثابت کرنا میرے ذمہ ہے اگر یہ جملہ جواب دامن
خلفاء کو گرد الزام سے صاف کر سکتے ہیں تو اہل سنت سمجھ لیں
کہ خلفاء کی جملہ دست اندازیاں جایز و صحیح تھیں اور اگر بادی النظر
میں ہر جواب پوچ و واہی متصور ہوگے تو یقین فرمالیویں کہ مطاعن
خلفاء کی ایسا ہے سر و پا جواب دینا بہ تقیم و تلبیتن عبداللہ ابن
سبا ہے یا آخر اوسکے کسی اور ہمزاد کا۔ علی ہذا اسی طرح صدہا
عیوب جنکا تذکرہ اوپر کر چکے ہیں ہماری ذات میں قائم کیئے۔
اور ہر ایک برائی کیساتھ ایک صواب کی بیخ بھی لگادی انہیں
باتوں کو جو کہ عبداللہ ابن سبا مذکور سے سنی تھیں۔ لوگوں نے
درج کتب کر دیا۔ پس آہستہ آہستہ ہماری اور اہل بیت کی برائیاں
ان لوگونکے دلوں میں ایسی راسخ ہوگئیں کہ اُسی پر بناء اعتقادات
قائم ہوئی۔ یہودی مذکور نے ہم پر الزام قائم کرنے میں تو چست
الفاظ استعمال کیئے اور دفع اعتراض کے لیئے بہت دھیمے فقرات
بیان کیئے۔ بالآخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہمارا اور اہلبیت کا اقتدار اسلامیوں
کی نظر سے جاتا رہا۔ اہل بیت طلب فدک میں اہل فضائیت

سے شمار ہو کر بے ایمان محض سمجھے گئے۔ اُن کی شہادت ناقابل قبول اعتقاد کیگئی۔ ناقص العقل والدین ملنے گئے۔ وہم و خطا کیساتھ ان کو نسبت دی گئی۔ کسی مسئلہ میں اجماع اہل بیت حجت نہ ٹھہرا صدہا بلکہ ہزار ہا مسائل فقہ اُن کے برخلاف بنائے گئے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام جھوٹے متصور ہوئے۔ صحاح میں خاندانِ نبوت سے کوئی روایت نہ لیگئی۔ مؤلف بخاری شریف صادق آلِ محمد سے ایسے کھٹکتے رہے کہ اُن کو قابل اخذ روایت نہ سمجھا۔ چرمی موزہ پر بخلاف حضرت علیؑ اپنے اجتہاد سے مسح جایز سمجھ لیا۔ علی و یزید و ابن گان باعتبار خلافت مثل دانہائے تسبیح ایک دھاگے میں پرو دیئے گئے۔ اہل بیت بحدّے بے اقتدار یقین کیئے گئے کہ انکا گھر جلانا و قتل و غارت کرنا بلکہ اُن کے ساتھ پرخاش و مجادلت کرنا معیوب نہ سمجھا گیا۔ قرآن قابل دریدگی و سوختنی تجویز ہوا حسینؑ باغی و خارجی کہے گئے۔ فرقۂ ابن سبا نے اہلبیت کی تو یہ گت بنائی اور ہم بیچاروں کو بیل کیطرح حماقت و سفاہت کے چکر پر بایں بیدردی دوڑایا کہ جسکا کچھ حال مختصر طور پر گھستو نئے اعمال میں عرض کر چکے ہیں۔ کچھ یہ ہی نہیں کہ بتعلیم یہودی مذکور ہم کو یا اہل بیت ہی کو علماء نے معیوب بتایا ہو۔ بلکہ انبیاء سابقین سے بے چرکہ لگائے کسی کو نہیں چھوڑا۔ ایسے پاک معصوم گروہ کو خطا

کا رنبلا دیا۔ کتب میں صدہا خطائیں اُن کی ثابت کر ڈالیں
خیر پہلے نبی تو بقول اپنا حاکم تو حاکم اور دوسرا حاکم آدمی چنداں
قابل لحاظ نہ تھے۔ مگر ان علماء نے تو بمصداق شعر ناوک نے
تیر صید نہ چھوڑا زمانے میں۔ تڑپ ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں
اپنے نبی کو بھی بیداغ لگانے نہیں چھوڑا ہے۔ لکھدیا کہ علی کی
محبت میں وہ اکثر مرکز عدالت سے ہٹ جاتے تھے۔ حالت صوم میں
اپنی بی بی سے لپٹ بیٹھتے تھے۔ اہلیہ کو کاندھے پر چڑھا کے ناچ
دکھاتے تھے۔ یہاں تک بھی خیر تھی کہ ہم کو دانیال و اہلبیت
کو بُرا بتایا۔ بہ تعلیم یہودی خدام دولت کو بھی اچھوتا نہیں چھوڑا
بندگان عالی کا عادل ہونا ایسا غیر ضروری سمجھا کہ اصولیین سے
نکال ڈالا۔ حضور کی جسمیت ہاتھ پیر شکل و شمایل و ناک کان کے
قابل سہوئے۔ کذب و ظلم و قبائح کو منافئے شان بندگان والا نہ سمجھا
چنانچہ امکان کذب باری تعالیٰ ایک بڑا دقیق اور لائق بحث مسئلہ
قرار دیا گیا۔ امروہے جناب کو تشبیہ دیا گیا۔ غرضکہ ان مزخرفات
و واہیات باتوں کے بیان کرنے کو ایک طوالت چاہیئے۔ جن کا
اعتقاد اپنے مرشد کی تعلیم سے فرقہ ابن سبا نے کیا ہے ہر چند
کہ یہودی کا یہ تدبیر ایسا چلا کہ جس نے اسلام کے سینہ کو بالکل
فگار کر دیا۔ اور باہم مسلمانوں میں خوب تو تی چلوائی۔ لیکن آخر کار

شیعیان مرتضوی کے استقلال رائی پر کہ اُس ملعون کی دلفریب
دجا دو آمیز گفتگو پر مطلقاً اعتنا نہ کیا اور اہل بیت رسول کی محبت
و اطاعت کا اُسی طرح دم بھرتے رہے جیسا کہ باتباع حکم نبوی اُن
پر ضروری تھا۔ لیکن ہم ہر طرح مارے پڑے ادھر تو علماء دوست
صورت دشمن سیرت نے صفحات بد دنا لائق سے ہم کو نسبت دیکر
اوراق کتب سیاہ کیے اور ادھر شیعہ نے وہ جملہ معاملات ہمارے
عرفی دوستوں کی تالیفات میں دیکھکر ابر مطاعن سے وہ موسلا دھار
پانی برسایا۔ کہ کشتی آبرو موج آفات کے صدمات اٹھاتی ہوئی
بہانتک پہنچگئی۔ غرضکہ عبد اللہ ابن سبا یہودی کی تعلیم کا اثر
پورا پورا انہیں علماء دشمن سیرت و دوست صورت پر پڑا
اہلبیت رسول کو بھی حسب تصریحات بالا انہوں ہی نے برا
سمجھا اور بندگان درگاہ و انبیاء سابقین و رسول مقبول و خود
حضور پاک کو بھی صفات مکروہ و ناشائستہ سے یہ ہی حضرات درج
تالیفات کرتے رہے۔ کہنے کو تو اہل سنت والجماعت ہیں مگر اصل
میں عبد اللہ مذکور کے شاگرد رشید ہیں۔ بانی اس مذہب کا
درحقیقت ابن سبا ہے۔ ہمارے پاس بڑی دلیل اسبات کی
کہ پیشوائے اہل سنت یہودی ہے یہ ہے کہ حدیث اہلسنت اسلام
میں قدیم نہیں۔ بلکہ بعد مرنے عبد اللہ ابن سبا کے معاویہ و یزید

کے وقت میں حسب گذارش بالا وجود پذیر ہوئے ہے اور سب سے اول
و اقدم فرقہ شیعہ ہے۔ جس کی فضیلت میں احادیث صحیح وارد ہو چکی
ہیں۔ عبدالعزیز نے بھی تحفہ میں بہ صراحت بیان کیا ہے کہ پہلے
ہمارے بزرگ شیعہ تھے۔ مگر زید بن اسماعیلیہ کے وقت میں
ہم لوگ شیعہ سے سُنی ہوئے ہیں۔ پس بہت صاف طریقہ سے
حسب تائیدات بالا ثابت و متحقق ہو گیا کہ مسلمانوں میں سُنی لوگ
عبداللہ ابن سبا کی اُمت ہیں۔ مگر یہ فرقہ انتہا درجہ کا عیار و
چالاک ہے بعد اتباع یہودی ان لوگوں کو یہ بات منظور ہوئی کہ اپنی
ذات پر عبداللہ کی شاگردی کا الزام نہ آنے دیا جاوے اور شیعہ کو
اُسکا شاگرد مشہور کر دیا جاوے۔ تاکہ یہ راز سربستہ رہے اور ہماری
کاریگریوں پر خلایق بامعان نظر غور کرنے سے رُک جائے پس
باتباع دکاسہ لیسیٔ علماء سابقین اس عبدالعزیز نے جس کی
سُرخ آنکھیں اور لمبی داڑھی اور اونچا پاجامہ ہے لکھدیا کہ عبداللہ
ابن سبا یہودی سے مذہب شیعہ نے تہذیب و آراستگی پائی ہے
مگر واہ رے سجاد حسین بارہوی پرچہ جات سلسلہ تصویر غالب و
مغلوب میں وہ پھڑکتا ہوا جواب دیا ہے کہ قلم چوم لیا جاوے
تیری ذات پاک کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ عبدالعزیز کے تمام تر
بیان کو بقاعدہ جرح اس عنوان سے باطل کیا ہے کہ کوئی شخص

اُس کو نہیں اُٹھا سکتا۔ ہم مناسب موقعہ سمجھکر عبد العزیز کی تحریر کے
بعض فقرات یہاں دکھانا چاہتے ہیں۔ جن سے اُس نے عبد اللہ
مذکور کو بانیٔ مذہب شیعہ بدالنت خود ثابت کیا ہے۔ لکھا ہے کہ
عبد اللہ ابن سبا نے ایک روز مجمع میں اپنے رفقاء کے سامنے
بیان کیا کہ اے بھائیو تمکو غور کرنا چاہیئے کہ جناب علی المرتضیٰ
ایسے جامع کمالات ہیں کہ نوع انسان سے اُن کا کوئی ہم رتبہ
نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اگر جناب مرتضوی چیزہا صادر مے
شوند کہ مقدور بشر نیست از خوارق عادات و اخبار غیب و احیائے
اموات و بیان حقایق الٰہیہ و کونیہ و محاسبات دقیقہ و جوابات
حاضرہ و بلاغتِ عبارت و فصاحتِ الفاظ و زہد و تقویٰ و
شجاعت مفرط کہ چشم و گوشِ جہانیاں مانند آں ندیدہ و نشنیدہ
ہیچ مبادا بندکہ ایں ہمہ از کجا است۔ دستر ایں امر چیست ہمہ
تن بجز در دادند و زمام تسلیم و انقیاد بدست او نہادند۔ بعد
از تشویش بسیار و تاکید بیشمار در حفظ اسرار و اموزوہ کہ ایں ہمہ
خاص الوہیت است کہ ظہور مے نماید و در کسوت ناسوت و
لاہوت جلوہ مے دہد (فاعلموا انّ علیّاً ہو اللہ و لا اللہ الّا ہو)
یعنی تمکو سمجھنا چاہیئے کہ بتحقیق علیؑ خدا ہے اور سوائے علیؑ کے
اور کوئی خدا نہیں۔ اس سے آگے صاحبِ تحفہ نے یہ لکھا ہے

کہ فقط۔ فرقۂ نصیری پر علیؑ کے خدا تسلیم کر لینے کا اثر پڑا اور کسی نے
اسکی تعلیم سے متاثر ہو کر علیؑ کو خدا نہ جانا۔ بغرض اگر بقول عبدالعزیز
مذہب شیعہ نے عبداللہ ابن سبا سے رواج و شیوع پایا تھا تو وہ
کونسی بات گروہ شیعہ نے اُس سے سیکھی تھی جس کو کفر و شرک
و بدعت و بے ایمانی سمجھا جائے۔ عبدالعزیز کی تمام تر گفتگو میں
بداللہ مافد دیان فقط ایک فقرہ معتقدین کو کفر کا جامہ پہنانے
والا تھا (فاعلموان علیاً ھو اللہ) اُسی کا اعتقاد نصیری نے کیا
اس صورت سے شیعہ قطعی بری ہو گئے سوائے اقرار الوہیت و نبوت
اگر دیگر معاملات منظمہ عبداللہ کا اعتقاد کرنا حرام تھا تو ہم کو
سمجھا دیا جائے کہ کیا علی میں سخاوت شجاعت فصاحت بلاغت وقت
احیائی اموات و مادۂ جوابات نہ تھا۔ کہ جسکو بعید الخیال جانکر
شیعہ نے علی کے افضل البشر ہونیکا اعتقاد کر لیا۔ ہم خود اقراری
ہیں کہ یہ جملہ اوصاف و خصایل علیؑ کی ذات سے خصوصیت کیساتھ
تعلق رکھنے والے ہیں جس نے علیؑ کو حامل فضایل بالا سمجھا وہ
وہ مومن با ایقان ہے اور جن لوگوں نے علیؑ کی ذات سے
ان کمالات کا انفکاک کیا وہ شیعہ شیطان یعنی شاگرد عبداللہ
بن سبا ہے چال باز علمائے سُنیہ نے خواہ مخواہ اقرار الوہیت
کو عبداللہ ابن سبا کی شاگردی میں داخل کیا ہے۔ ہم نے مانا

کہ نصیری گروہ یہودی کی تعلیم سے سرنہاد ہوا۔ مگر ان لوگوں سے پوچھا جاوے کہ صوفیہ جنکو بلفظ کرام یہ حضرات یاد کرتے ہیں۔ کس کے شاگرد ہیں۔ جنہوں نے کفریات بک کر علانیہ خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور بعض نے نبی صاحب سے بالاتر اپنی ذات کو سمجھا ہے چنانچہ شیخ احمد سرہندی نے اپنی مثنوی میں لکھا ہے۔ بیت

پنجہ با پنجۂ خدا دارم + من چہ پروائی مصطفےٰ دارم

بایں بسطامی لکھتا ہے کہ بنیست اندر جبہ ام غیر از خدا + چند جوئی در زمین و در سما۔ منصور حلاج نے انا الحق کہا۔ یعنی میں خدا ہوں۔ یہ بھی علماء لکھتے ہیں کہ جب بجرم دعویٰ خدائی منصور دار پر کھینچا گیا تو ہر قطرۂ خون سے آواز انا الحق آتی تھی۔ اس جگہ عدالت کو غور فرمانا چاہئے کہ محض علیؑ کے افضل الناس سمجھنے سے بیچارے شیعہ تعلیم یافتۂ مدرسۂ ابن سبا ہیں یا کہ یہ علماء جنہوں نے بلا طعن تشنیع نہ ہمکو چھوڑا اور نہ رسولؐ و نہ اُن کے اہل بیتؑ کو اور سرکار کیساتھ دعویٰ برابری کیا۔ قصہ مختصر یہ تمام عذاب نکال بر گردن علماء ہے۔ جنہوں نے عبد العزیز مذکور سے مخفی تعلیم پاکر ہماری صاف و ستھری صورت کو میلے کچیلے گندے اور ناپاک روغن سے چکنا چپڑا بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا جس پر چہار طرف سے لعن طعن کے سخت سخت ڈھیلے

ساون بھادوں کے مینہ کی طرح برسنے لگے۔ امید وار ہیں کہ جملہ علمائے فرقہ شیعہ معہ تابعین و مقلدین اوسیجگہ بھیج دیئے جاوین جس مقام کو حضرت عزت نے راہ زنان راستۂ شریعت کیلئے تجویز فرمایا ہے اور بہ مقابلہ شیعہ چونکہ بنا دانستگی ہم نے یہ مقدمہ دائر کیا تھا۔ جس سے عدالت کو دردسری ہوئی۔ اُس کی معافی چاہتے ہیں اور مقدمہ سے بصد ندامت و خجالت دست بردار ہوتے ہیں اسواسطے یہ چند کلمہ بطریق بازدعوی لکھکر کمشنر صاحب کے حوالہ کئے گئے تاکہ بوقت ضرورت کام آویں ٭

العبد	العبد	العبد
ابوبکر بقلم خود	عمر بقلم خود	عثمان بقلم خود
العبد	العبد	العبد
معاویہ بقلم خود	یزید بقلم خود	مروان بقلم خود

العبد

رپورٹ اہل کمیشن

بحضور پُر نور جناب اقدس الٰہی جل شانہٗ وعمّ نوالہٗ

غریب پرور سلامت

جنابعالی

حقیر کو ابھی تحقیقات کرنیکی نوبت بھی نہ آئی تھی کہ متخاصمین باہم سمجھ گئے اور بالآخر منجانب مدعیان قطعی باز دعویٰ گذر گیا جو کہ بجنسہٖ جہت ملاحظہ ارسال عدالت ہے حقیقت میں یہ دعوے قابل رجوع نہ تھا۔ مدعیان نے بلا سمجھے بوجھے بہ مقتضائے جوش طبیعت غلطی سے استغاثہ پیش کرکے ایک شور عظیم مچا دیا تھا جسمیں انجام کار ندامت شدید اُٹھاکر باز دعویٰ دیدیا۔ زیادہ حد ادب

عرض

فدوی خاکسار



روبکار آئینہ

یہ مقدمہ ہمارے سامنے دوبارہ پیش ہوا۔ باز دعوٰی مدخلہ مدعیان و نیز بیانات حلفی علمائے سنیہ سے واضح ہوا کہ بہ تعلیم عبداللہ ابن سبا یہودی علمائے مذکورہ نے ایسی فاش غلطیاں اور خلاف نویسیاں کیں جس سے شیعیان مرتضوی کے دامن عصمت پر کسی قسم کا لوث الزام نہیں لگ سکتا۔ مگر چونکہ خلفائے بلا دریافت کیفیت و حقیقت علمائے خود بے سوچے سمجھے رجوع دعوے کر کے عدالت کو تکلیف فضول دی اور بہت کچھ وقت کا بیجا طور پر خون کرایا۔ اور نیز شیعیان مرتضوی کی طبایع نازک کو تفکرات جواب دہی و کشاکشی عدالت سے مکدر و منغص کیا لہذا حکم ہوا کہ مدعیان بجرم دعوٰی غلط و ناجائز مقام معین میں بھیج دئے جائیں۔ اور اُن کے تمام اعمال حسنہ از قسم زہد و اتقا و خیرات و میراث و حج و زکوٰۃ و ترقیات اسلام وغیرہا شیعیان علی کے عمل سے بدل دئے جائیں۔ اسی طرح جمیع علمائے سنیہ و دیگر اہل سنت سے حسنات کے پرچہ چھپ کر شیعوں کے گناہ اُن کے نامۂ عمل میں لکھ دئے جائیں۔ کارپردازان بقضاء و قدر تعمیل کریں مثل نمبر سے خارج ہو کر داخل دفتر ہو +

(المرقوم روز قیامت)

الحمد للہ کہ ہم گروہ شیعہ ہر دو صورت کامیاب ہو کر جوار رحمت میں داخل ہونے والے ہیں۔ اور ثلاثہ معہ اپنے مقلدین کے کسی عنوان سے بہشت کی جانب رُخ نہیں کر سکتے۔ ممکن نہیں کہ صاف و سچی تحریر کو جو کہ میزان انصاف میں تلی ہوئی ہے دنیا میں کوئی شخص باطل کر سکے۔ مگر عجب نہیں کہ خلفاء کا بوجہ صحابیت مقام معین میں جانا کسی کو ناگوار خاطر ہو۔ لہذا اُن غصہ کرنے والوں کی خدمت میں بصد ادب گذارش کیا جاتا ہے۔ کہ پہلے اپنی کتابوں میں حدیث حوض کو دیکھیں جس میں اصحاب رسول کا کہیں جانا حسب روایات مؤلفہ ثابت ہوا ہے۔ اگر کتب سے اصحاب محمدیؐ کا جو کہ حوض کوثر پر روکے جائینگے بہشت میں جانا ثابت ہو جائے۔ تو حضرات ثلاثہ کے لئے بھی سمجھ لیں۔ کہ جنت میں جا سکتے ہیں۔ بصورت دیگر حسب واقعات بالا امید نہ رکھیں۔

اگر جناب مضامین مندرجہ صدر کو جو کہ روداد قیامت تصوّر کئے گئے ہیں۔ ردّ باطل فرما دیویں۔ یا اور کوئی صاحب حامیان و مددگاران اہل سنت سے اس کا بیڑا اُٹھائیں تو عریضہ ۲ ستمبر کی شرائط پر کاربند ہو دیں۔

عریضہ حقیر سجاد حسین از بہڑہ سادات
واقعات سادات باہرہ
ضلع مظفر نگر

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

لائبریری

جامعہ کے تمام ممبر

۱۔ ہر ممبر کو لائبریری سے ایک وقت میں ایک کتاب جاری کرائی جائے گی۔

۲۔ ممبر کو کتاب کے ضائع ہونے یا خراب ہونے کی صورت میں اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔

۳۔ طلبا کو لائبریری کی کتابیں ایک ہفتہ کے لئے جاری کی جائیں گی۔

۴۔ ہفتہ وار رسالے اور اخبار لائبریری سے باہر نہیں لے جائے جائیں گے۔

۵۔ ایک وقت میں دو سے زیادہ کتابیں جاری نہیں کی جائیں گی۔

۶۔ ہر کتاب پر لائبریری کی مہر ہونا لازمی ہے۔

۷۔ کتابوں کے کھو جانے کی صورت میں ان کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔

۸۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان نہ لگایا جائے۔

۹۔ کتاب کے ضائع ہونے کی صورت میں

۱۰۔ جرمانہ بھی کیا جائے گا۔